For more visit (exponovels.com)

عمروں کے سلسلے

مریم غفار

خدا حافظ امی چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے،،،، اپنے کمرے سے بالوں کو سیٹ کرتا ارتضیٰ مصروف سے انداز میں کہتا ہوا آفیس کے لیے نکلا تھا۔

خدا حافظ بیٹا،،،، ارتضیٰ کی پیٹھ دیکھتی نجمعہ بیگم نے مسکرا کر خدا حافظ کہا تھا۔

جلدی کرو ابہیا ہمیں بھی شاپنگ پر جانا ہے،،،، ابہیا کو جلدی کرنے کا کہتی نجمعہ بیگم نے اپنی چھوٹی بیٹی کو جلدی کرنے کا کہا تھا جو بہت آرام آرام سے گھر کی صفائی کرنے میں لگی تھی۔

بس امی پانچ منٹ میں تیار ہو کر آئی جب تک آپ ماہی کو تو کہہ دیں وہ دیر کرتی ہے،،،، ڈسٹنگ کرتی ابہیا نے نجمعہ بیگم کو دیکھتے مسکرا کر کہا تھا جس پر نجمعہ بیگم مثبت میں گردن ہلاتی نیچے جانے کی لیے کھڑی ہوئیں تھیں۔

دو منزلہ عمارت قریشی ویلا میں اعجاز صاحب اور اقبال صاحب کی فیملی رہائش پذیر تھی اوپر والے پورشن میں اعجاز صاحب اپنے تین بچے اور بیگم نجمعہ بیگم کے ساتھ بڑی خوشی سے تھے ان کا سب سے بڑا بیٹا ارتضیٰ قریشی جو اپنی سنجیدگی اور غصے بسے خاندان بھر میں مشہور تھا ہی پر اب پانچ سال سے اپنی تعلیم مکمل کرتا اعجاز صاحب اور اقبال صاحب کا مشترکہ کام ان کے ساتھ مل کر سنبھالا تھا اس سے دو سال چھوٹی بہن عشا جو تین سال پہلے

ہی اپنے ماموں زاد کزن کے ساتھ رخصت ہوتی پیا کے دیس سدھار گئی تھی اس سے دو سال چھوٹی ابیہا جو بچپن میں ہی اپنے چچازاد کزن ازحان اقبال سے منسوب تھی تو اب آتے ہیں نیچے پورشن میں جہاں اقبال صاحب اپنے تین ہی بچوں اور شائستہ بیگم کے ساتھ رہائش پذیر تھے جن کا بڑا بیٹا ازحان قریشی جو تین سال اپنا ماسٹر کمپلیٹ کرتا اپنے بڑے ابو اور ابو کو آرام دیتا ارتضیٰ کے ساتھ ساتھ ذمے داری اپنے کندھوں پر اٹھا چکا تھا اور اس سے ایک چار سال چھوٹی ماہی جو آج ابیہا کے ساتھ پرائیویٹ اسٹیڈی کرتی بی اے کر رہی تھی جو اس کی سمجھ سے بالاتر تھا اور اس سے دو سال چھوٹی مرحا تھی جو گھر میں سب سے زیادہ شائستہ بیگم کی پیاری تھی وجہ اس کا اپنی نانی کے جیسا دیکھنا۔

ماہی،،،،جی بڑی امی،،،،لاؤنج خالی دیکھتی نجمعہ بیگم نے ماہی کو پکارا تھا جو ان کی ایک آواز پر بھاگتی ہوئی ان کے پاس آئی تھی۔

یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی،،،،ماہی کو دیکھتی نجمعہ بیگم اس کے بکھرے حلیے کو دیکھتی مسکرا کر شائستہ بیگم کا پوچھنے لگی تھیں۔

وہ بڑی بس ابھی بال بنانے لگی تھی،،،ہاتھوں سے اپنے بکھرے بال سیٹ کرتی ماہی نے سر جھکاتے کہا تھا جس پر وہ مسکرائیں تھیں۔

شائستہ نظر نہیں آرہی کہاں ہے،،،بڑی امی وہ امی تو اپنے کمرے میں ہیں روکیں میں بلا دیتی ہوں،،،، نہیں روکو ماہی تم جا کر تیار ہو جاؤ مارکیٹ جانا ہے میں خود چلی جاؤں گی شائستہ کے پاس،،،،جی بڑی امی،،،،ماہی کو شرمندہ ہوتے دیکھ اس کے سر پر ہاتھ رکھتی نجمعہ بیگم نے نرم سی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے شائستہ بیگم کا پوچھا تھا

جس پر وہ انہیں بلانے کا کہتی جانے کے لیے مڑی تھی پر نجمعہ بیگم نے اسے تیار ہونے کا کہتا خود جانا مناسب سمجھا تھا جس پر وہ مثبت میں گردن آتی خوشی سے جھومتی تیار ہونے کے لیے گئی تھی۔

****

مجھے وہ پینک کلر کا بھی لینا ہے امی،،، عید کی شاپنگ کے لیے مارکیٹ آئی ماہی نے اپنی پسند کا رنگ دیکھتے ہی بلند آواز میں کہا تھا جس پر شائستہ بیگم نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

ماہی آہستہ یہ ہمارا گھر نہیں ہے،،، شائستہ بیگم کو ماہی کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے دیکھ ابیہا نے اس کے کون میں سرگوشی نما کہا تھا جس پر وہ منہ بگاڑتی چپ ہوئی تھی۔

ماہی بیٹا یہ دیکھو کیسا ہے یہ،،، ماہی کی لٹکی ہوئی شکل دیکھتی نجمہ بیگم نے اس کا موڈ بحال کرنے کی کوشش کرتے اس کی پسند کا سوٹ اتروایا تھا۔

واؤ امی یہ سچ میں بہت پیارا ہے،،، ماہی ہمیں ایک ڈریس ایک جیسا لینا تھا نا یہ لے لیتے ہیں،،، کو جو بڑی امی،،، نجمہ بیگم کی بات سمجھتی ابیہا نے مسکرا کر ماہی کا دھیان ڈریس کی طرف کرتے ہوئے کہا تھا جب سامنے کاؤنٹر پر پھیلے فراک کو دیکھ کر چہکی تھی۔

بھابھی یہ بہت مہنگا ہو جائے گا اس کا کیا ہے رہنے دیں،،، نہیں شائستہ جس میں بچے خوش وہ ہی سہی ہے زیادہ بھی مہنگا نہیں ہے،،،، ماہی کی پسند کا خیال رکھتی نجمہ بیگم کے قریب ہوتی شائستہ بیگم نے ڈریس کی قیمت دیکھتی پریشان ہوئیں تھیں جب
نجمہ بیگم نے شائستہ بیگم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تحمل سے کہا تھا جس پر شائستہ بیگم نے فقط گردن ہلائی تھی۔

جلدی جلدی دیکھ لو لڑکیوں گھر جا کر افطاری کی بھی تیاری کرنی ہے،،، آج تو گرمی بھی بہت ہے،،، ابھیا اور ماہی کو کپڑے چوائس کرتے دیکھ نجمعہ بیگم نے جلدی کرنے کا کہا تھا۔

امی مرحا کے لیے یہ والا لے لیتے ہیں بہت پیارا ہے دیکھیں،،، اپنی چھوٹی بہن کے لیے ہلکی پھلکی امبیڈری والا اسکائے بلیو کلر کی ڈریس پسند کرتی ماہی نے شائستہ بیگم کو دیکھایا تھا جس پر وہ مسکرا کر لینے پر راضی ہوئیں تھیں۔

****

یہ کیا لے کر آئیں ہیں آپی میرے لیے آپ،،،، مرحا کی آج اکیڈمی سے لیٹ گھر آئی تھی جب افطار سے فارغ ہوتے ہی وہ بے چینی سے شاپنگ بیگز کھولتی اپنے لیے آئے ڈریس دیکھتی بولی تھی۔

کیابرائی ہے اس میں،،، اپنی پسند کرتا ڈریس کی بے حرمتی پر ماہی کو صدمہ لگا تھا۔

کتنا پیارا تو ہے مرحا،،، نہیں مجھے یہ کلر نہیں لینا تھا مجھے میری دوستوں کے ساتھ ٹیونگ کرنی ہے،،، مرحا کی بات پر ساتھ بیٹھی ابیہا نے اسے سمجھایا تھا جب مرحا مدعے پر آئی تھی۔

یہ ہیں امی دیکھ لے اپنی پیاری بیٹی کو،،، مرحا کی بات پر چسکا لیتی ماہی نے فروٹ چاٹ کا باؤل گود میں رکھتی شائستہ بیگم کو دیکھتے کہا تھا جس پر جب سے خاموش شائستہ بیگم نے پہلے ماہی اور پھر مرحا کو دیکھا تھا۔

مرحا اب جو آگیا ہے وہ ہی ٹھیک ہے،،، امی ایک ڈریس تو میری پسند کا لے دیں،،، مرحا کی چلتی زبان کو شائستہ بیگم کی آواز نے روکا تھا جب وہ معصوم سی شکل بناتی شائستہ بیگم کے پاس بیٹھتی بولی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے کل بھائی کے ساتھ جا کر لے آنا،،، مرحا کی معصوم سی شکل دیکھتی شائستہ بیگم نے مسکرا کر ہامی بھری تھی۔

السلام و علیکم امی السلام و علیکم بڑی امی،،، آفیس سے لوٹتے ازحان نے سب کو لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر وہاں آتے بلند آواز میں سلام کیا تھا۔

وعلیکم السلام،،،ارتضی نہیں آیا تمہارے ساتھ،،،ازحان کو دیکھ کر شائستہ بیگم اور نجمعہ بیگم نے ہم آواز میں سلام کا جواب دیا تھا۔

جی بڑی امی آیا تو ساتھ ہی ہے پر،،،وہ آگیا،،،ارتضی یار یہاں آجاؤ سب یہیں موجود ہیں،،،نجمعہ بیگم کے سوال پر لاؤنج کے داخلی دروازے پر نظر ڈالتے ازحان نے ارتضی کو سیڑھیاں چڑھتے اپنے پورشن میں جاتے دیکھ کر آواز دی تھی جس پر وہ زبردستی مسکراتا ہوا لاؤنج کی طرف بڑھا تھا اور وہی ارتضی کو آتے دیکھ ماہی منہ بناتی رخ موڑ گئی تھی۔

ان کو بلانے کی کیا ضرورت تھی،،،تم کیوں ایسے شرما کر بے حال ہو رہی ہو بھائی نہیں دیکھ رہے تمہیں،،،منہ ہی منہ بڑبڑاتی ماہی نے شرم سے سر جھکا کر بیٹھی ابیہا کو دیکھ کر اسے ٹوکا تھا۔

ماہی چلو کمرے میں چلتے ہیں،،،ہاں چلو چلتے ہیں،،،ماہی کو خفگی سے گھورتی ابیہا نے اسے وہاں سے چلنے کا کہا تھا جس پر ارتضی کی موجودگی سے بے زار سے شکل بناتی ماہی منٹ مانی تھی۔

ماہی جاؤ بھائیوں کے لیے پانی لے کر آؤ،،،اور ارتضی بیٹا کیسا رہا دن،،،ماہی کو اٹھتے دیکھ شائستہ بیگم نے اسے پانی لانے کا کہا تھا جس پر ماہی نے آنکھوں سے انہیں اشارہ کرتے انکار کیا تھا پر سامنے بھی شائستہ بیگم تھی ماہی میڈم کی ماں اسے سختی سے جانے کا کہتی ارتضی سے مخاطب ہوئیں تھیں۔

ازحان بھائی پانی،،،پانی،،،ٹرئے میں پانی کا گلاس رکھے ماہی نے مسکرا کر ازحان کو پانی دیا تھا پر اس کے برعکس وہ بغیر ارتضی کی طرف دیکھے بدتمیزی سے بولی تھی۔

نہیں چاہیے،،،ماہی کی بدتمیزی نوٹ کرتے ارتضی نے پانی پینے سے منع کیا تھا جس پر وہ پیر پٹھکتی ہوئی بیٹھ گئی تھی۔

کیا کھایا افطاری میں بھائی آپ نے،،،ارتضی کی خاموشی نوٹ کرتی ابہیا نے اپنی شرم جو سائیڈ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

وہ ہی جو تم ابھی کھا رہی ہو موٹی،،،ابہیا کے پوچھنے پر مسکرا کر اسے دیکھتے ارتضی نے مزاقن کہا تھا۔

کیا یہ فروٹ چاٹ میں میں کھا رہی ماہی کھا رہی ہے بھائی،،،ہاہاہا،،،ازحان کے سامنے ارتضی کے موٹی کہنے پر ابہیا کو اتنا برا نہیں لگا تھا جتنا اسے ماہی کا ہنسنا لگا تھا جو ابہیا کے عزت افزائی پر خوش تھی جب ہی غصے سے ماہی کو گھورتی ابہیا نے دانت دباتے ہوئے کہا تھا جس پر مسکراتے ہوئے ازحان کو اس وقت آنے والا اپنا قہقہ روکنا مشکل لگا تھا پر وہ اپنے لب دباتا سر جھکا گیا تھا۔

اتنا کھاتی ہے جاتا کہاں ہے،،، خیر مجھے کیا،،، ایک نظر ابہیا کو گھورتی نازک سی ماہی کو دیکھتے ارتضی نے دل میں سوچا پھر خود ہی اپنی سوچ کو در گزر کرتا نفی میں گردن ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

کہاں جارہے ہو ارتضی،،، امی تھک گیا ہوں آرام کروں گا کچھ دیر،،، ارتضی کو جانے کے لیے تیار دیکھ نجمعہ بیگم نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا جس پر وہ ایک نظر سب پر ڈالتا ہوا بولا تھا۔

ابو کہاں ہیں نظر نہیں آرہے اور بڑے ابو بھی کہیں نظر نہیں آرہے،،، گھر میں اعجاز صاحب اور اقبال صاحب کی کافی دیر سے غیر موجودگی نوٹس کرتے ازحان نے پوچھا تھا۔

واک پر گئے ہیں آتے ہی ہونگے،،، یہ سب اٹھاؤ،،، ازحان کو جواب دیتی شائستہ بیگم نے ماہی اور ابہیا کو سامان سمیٹنے کا کہا تھا۔

بھابھی آپ کہاں جارہی ہیں بیٹھیں میں چائے بنواتی ہوں،،، نجمعہ بیگم کو اٹھتے دیکھ شائستہ بیگم نے انہیں روکنے کے لیے کہا تھا۔

ابہیا یہاں کام میں لگی میں جاکر ارتضی سے کھانے کا پوچھ وہ کو کہے گا بھی نہیں،،، شائستہ بیگم کو مسکرا کر دیکھتی نجمعہ بیگم فکر سے گویا ہوئیں تھیں۔

****

تم نے کیا قسم کھائی ہے ماں کا منہ کالا کرنے کی ماہی،،، سب کے چلے جانے کے بعد کچن میں آتی شائستہ بیگم کچن کی صفائی کرتی ماہی پر برہم ہوئیں تھیں۔

اب میں نے کیا کر دیا امی،،، شائستہ بیگم کے غصہ کرنے پر وہ ناسمجھی سے انہیں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

کوئی تمیز ہے تمہیں،،، آرے کہاں ہو گی ماں نے تو یہ تمہیں کوئی سیکھائیں نہیں،،،، امی آپ غصہ کیوں کر رہی ہیں بتائیں بھی کیا کر دیا میں نے،،، ماہی کے انجان بننے پر شائستہ بیگم کا پارہ مزید ہائی ہوا تھا جب ان کے غصہ کی وجہ سمجھنے کی کوشش کرتی ماہی نے پھر سے پوچھا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں اور بھابھی پاگل ہیں تمہارا رویہ نہیں سمجھتے،،، کیسے تم نے ارتضی کو پانی دیا ایسے پانی کا پوچھتے ہیں بڑا ہے وہ تم سے تمہاری بدتمیزی کی وجہ سے اس بچے نے پانی بھی نہیں پیا،،، ماہی کے پوچھنے پر شائستہ بیگم مدعے پر آتی غصے سے مسلسل ماہی کو گھورتے ہوئے بولیں تھیں جب اپنی کارستانی پکڑے جانے پر ماہی سر جھکا گئی تھی۔

ضرور بھابھی بھی ناراض ہوئیں ہونگی تمہاری وجہ سے ماہی کیوں تم رشتے خراب کرنے پر تلی ہو،،، نجمعہ بیگم کی ناراضگی کا سوچتی شائستہ بیگم نے سر جھکائے کھڑی ماہی کو دیکھتے افسوس سے کہا تھا۔

امی میں نے تو بس یہ ہی کہا تھا پانی،،، ہاں تم نے صرف یہ ہی کہا تھا پر کیا جاتا اگر تم اپنی اس چرب زبان میں تھوڑی سی میٹھاس لے کر اسے ارتضی بھائی کہے دیتی،،، شائستہ بیگم کے غصے سے خائف ہوتی ماہی منمنائی تھی جب شائستہ بیگم نے سخت لہجے میں کہتے ماہی کو دیکھا تھا۔

پر امی انہوں نے خود کہا تھا انہیں مجھ جیسی بد تمیزی بد لحاظ اور پھوڑ بہن کی ضرورت نہیں ہے،،، تو مجھے بھی ان جیسے سڑیل بھائی کی ضرورت نہیں ہے،،، شائستہ بیگم کے کہنے پر ماہی کو کچھ پل کے لیے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا پر جلد ہی ان کی بات کی نفی کرتی ماہی اب بھی اپنی بات پر قائم تھی جب اسے ارتضی کے کہے الفاظ یاد آئے تھے۔

تم نہیں،،، شائستہ کہاں ہو،،، ابھی وہ ماہی کو کچھ اور کہتی کہ گھر میں داخل ہوتے اقبال صاحب نے انہیں پکارا تھا۔

آئی،،، تمہیں تو میں بعد میں دیکھتی ہوں،،، جب جب آتے ہیں فساد پیدا کر کے چلے جاتے ہیں فسادی کہیں کے ،،، اقبال صاحب کے پکارنے پر ماہی کو وارن کرتی شائستہ بیگم کچن سے گئیں تھی جب انہیں جاتے دیکھ ماہی نے غصے سے شیلف میں برتن رکھتے ارتضی کو کوسا تھا۔

****

ابہیا اسے ہم اس کے ساتھ ڈیوائیڈ کریں گے،،، ارتضی میرے کمرے میں آؤ کچھ بات کرنی ہے تم سے،،، جی ابو،،، آفیس سے لوٹتے ہی ارتضی کا ابہیا کو پڑھانا معمول تھا جب بھی وہ ابہیا کو پڑھانے میں مصروف تھا جب اعجاز صاحب نے اسے بلایا تھا۔

تم جب تک یہ حل کرو میں آتا ہوں،،، ابہیا کو سوال حل کرنے کا کہتا ارتضی اعجاز صاحب کے کمرے میں جانے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔

اندر آجاؤ ابو،،، اعجاز صاحب کے کمرے کے آدھ کھلے دروازے سے اندر جھانکتے ارتضی نے اجازت طلب کی تھی۔

آجاؤ ارتضی،،،جی ابو کہیں کیا بات تھی،،،،اعجاز صاحب کے اجازت دینے پر کمرے میں آتے ارتضی نے ادب سے اپنے دونوں ہاتھ باندھتے ہوتے پوچھا تھا۔

بیٹھ جاؤ آرام سے بات کرتے ہیں،،،،تمہاری ماں چائے لینے گئی ہے آجائے اس کا کچھ انتظار کر لیتے ہیں،،، ارتضی کو بیٹھنے کا کہتے اعجاز صاحب سوچ میں ڈوبے تھے۔

سب ٹھیک ہے ابو کوئی مسئلہ تو نہیں،،،اعجاز صاحب کی مسلسل خاموشی ارتضی کو پریشان کر رہی تھی جب نجمعہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں تھیں۔

یہ لیں آپ کی چائے،،،،لو ارتضی بیٹا چائے لو،،،،اب بتائیں کیا بات ہے،،،اعجاز صاحب اور ارتضی کو چائے دیتی نجمعہ بیگم نے بے قراری پوچھا تھا جس پر اعجاز صاحب ایک نظر ارتضی کو دیکھتے پھیکا سا مسکرائے تھے۔

آگے کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے برخوردار،،،جی ابو،،،،چائے کی سپ لیتے اعجاز صاحب نے بغور سامنے بیٹھے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا جس پر ارتضی ناسمجھی سے انہیں دیکھا تھا۔

بھئی آگے زندگی میں کہا کرنا چاہتے ہو،،،،شادی کا کوئی ارادہ ہے،،،شادی کرنی ہے یا نہیں ما،،،،فلحال شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے ابو،،،،ارتضیٰ کے سوال پر افسوس سے گردن ہلاتے اعجاز صاحب نے صاف صاف بات

کرتے پوچھنا چاہا تھا جب اعجاز صاحب کی بات بیچ میں کاٹتا بغیر ان کی پوری بات کا مقصد سمجھتے ارتضیٰ نے شادی سے صاف انکار کیا تھا جس پر اعجاز صاحب کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتی نجمعہ بیگم نے پہلے اپنے بیٹے اور پھر خاموشی سے ہاتھ میں پکڑے چائے کے کپ کو دیکھتے اعجاز صاحب کو دیکھا تھا۔

مطلب تم اپنی بات پر قائم ہو تمہیں شادی نہیں کرنی کبھی بھی،،، نہیں میں نے یہ کب کہا کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا بس فلحال شادی کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے ابو،،، ارتضیٰ کے جواب پر مایوس ہوتے اعجاز صاحب نے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا تھا جس پر نجمعہ بیگم نے بیچ میں بولنا چاہا تھا جب اعجاز صاحب نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

ٹھیک ہے اگر یہ ہی تمہاری مرضی ہے تو ٹھیک ہے اب ہر کوئی تمہارے انتظار میں تو بیٹھنے سے رہا،،، جاسکتے ہو تم کام کرو اپنا،،، ارتضیٰ کے انکار پر اعجاز صاحب کا دل ٹوٹا تھا وہ جو سمجھے تھے کہ آج ان کا سمجھدار بیٹا سمجھداری کا مظاہرہ کرتے اپنے فیصلے سے ہٹ جائے گا ہر اسے آج بھی پچھلے دس سال پہلے کئے فیصلے پر قائم دیکھ کر انہیں مایوسی ہوئی تھی۔

ارتضیٰ ایک بار سوچ لو بیٹا یہ جزباتی فیصلے بہت تکلیف دیتے ہیں،،، میں فیصلہ کر چکا امی اب سوچنا کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا،،، ارتضیٰ کے انکار پر خود کو نا روک پاتی نجمعہ بیگم نے ارتضیٰ کو سمجھانا چاہا تھا جب ارتضیٰ سنجیدگی سے کہتا بات ختم کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ٹھیک ہے پھر بہن کی رخصتی کی تیاری کرو اقبال اپنی بچی کو تمہارے آسرے پر ساری زندگی کنوارہ تو نہیں بیٹھا سکتا آج تم نے فیصلہ کے ہی لیا ہے تو ہمارا بھی سنتے جاؤ توفیق صاحب نے اپنے بیٹے ولید کے لیے ماہی کا رشتہ رکھا ہے پہلے تو اقبال نے کوئی جواب نہیں دیا پر اب جبکہ تم اپنے فیصلے پر قائم ہو تو اقبال کو کیا پڑی ہے تمہارا سوچنے کی ،،،، ارتضیٰ کو جاتے دیکھ اعجاز صاحب نے اسے روکتے ہوئے ماہی کے لیے آئے ولید کے رشتے کی بابت بتایا تھا اور وہی ماہی ے انام پر اپنے کمرے میں جاتے ارتضیٰ کے قدم ساخت ہوئے تھے اور چہرہ لٹھے کی ماند سفید پڑا تھا

۔

ماہی کا رشتہ ،،،، ماہی کی شادی کا سنتی نجمعہ بیگم نے حیرت سے پوچھا تھا۔

ہاں آج افطاری کے بعد میں اور اقبال مغرب کی نماز پڑھ کر جب واپس آرہے تھے تو توفیق ملا پہلے بھی وہ ایک دو بار اقبال سے ذکر کر چکا تھا پر آج تو اس نے سیدھا رشتہ ڈالا ہے بچی کا،،، خاموشی سے سر جھکائے ارتضیٰ کو دیکھتی نجمعہ بیگم نے اعجاز صاحب سے پوچھا تھا جب انہوں نے آج شام توفیق صاحب ہوئی گفتگو بتائی تھی جسے سنتے ارتضیٰ نے سختی سے لب بھینچے تھے۔

پر ماہی تو ابھی پڑھ رہی ہے شادی ،،،، ارتضیٰ کی دلی کیفیات سمجھتی نجمعہ بیگم نے نیا شوشہ چھوڑا تھا جب ارتضیٰ نے سرخ آنکھوں سے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

ٹھیک ہے ابو مجھے کچھ کام ہے آفیس کا،،، اپنے دل پر کڑے پہرے لگاتے ارتضیٰ نے اس وقت خود کو منظر سے غائب کرنا مناسب سمجھا تھا جب ہی وہ بغیر کچھ بھی سنے اپنی کہتا چلا گیا تھا۔

دیکھ لیا اپنے بیٹے کو تم نے آج نجمعہ بیگم تمہیں تو لگتا تھا کہ وہ ماہی سے ہی شادی کرے گا پر ج تو تمہارا بیٹا تمہارے اور میرے منہ پر صاف منع کر گیا ہے اب کیا کہوں گی،،، ارتضیٰ کا انکار اعجاز صاحب کو تکلیف میں مبتلا کر گیا تھا پچھلے دو سال سے مسلسل آتے ماہی کی رشتوں کو وہ یہ کہہ کر ٹال چکے تھے کہ ارتضیٰ ہی ماہی سے شادی کرے گا پر اب جب ماہی بیس سال کی ہو چکی تو اقبال صاحب اور شائستہ بیگم دن بادن اپنی بیٹی کے لیے پریشان رہنے لگے تھے جب آج اللہ پاک نے ان کی یہ پریشانی کا ہل نکالا تھا اور ولید جیسے سمجھدار اور سلجھے ہوئے لڑکے کا رشتہ ماہی کے لیے آیا تھا جب اعجاز صاحب نے آج اقبال صاحب کو کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے ایک بار ارتضیٰ سے بات کرنے کا کہا تھا جب اس کے جواب نے انہیں اپنی تربیت اور محبت پر پشیمان ہوا تھے۔

اوہو آندھی میرا پاؤں ت وڑ دیا،،، اب ہٹو مرو سائیڈ پر سارا شو نکال دیا میرا،،، کیا ہو گیا آپی کیوں بیچ میں بیٹھی ہیں آپ لیں دیکھ لیں آپ کا ڈرامہ،،، فجر کی نماز پڑھ کر سوئی مرحا کی آنکھ گھر میں تیز والیم میں چلتے ٹی وی پر کھلی تھی جس پر وہ خود کو گھسیٹتی لاؤنج میں پہنچی تھی جب بے دھیانی میں چلتی مرحا ٹی وی لاؤنج کے بیچ و بیچ فرش پر پھیل کر بیٹھی مارنگ شو دیکھتی ماہی کے پیر پر چڑھ گئی تھی جس پر تکلیف اور غصے سے ماہی اس پر چلائی تھی۔

کیوں آئی کمرے سے باہر جا کر سو جاؤ روزہ ہے نا تمہارا،،، شو میں کمرشل آتے ہی ماہی نے کاؤچ پر لیٹنے کے انداز میں بیٹھی مرحا کر گھور کر دیکھا تھا۔

آہستہ بولیں آپی کچھ تو احساس کریں روزہ ہے میرا سر میں درد ہو جائے گا،،، ماہی کے چلانے پر کانوں پر ہاتھ رکھتی مرحا نے دھائی دی تھی جس پر ماہی اس کے احساس دلانے پر چپ ہوئی تھی۔

کیا ہو رہا ہے بھئی،،،، کیا ہونا صدا کا ماہی آپی کا چلانا ہی ہے،،، آفیس کے لیے تیار ہوتا ازحان لاؤنج میں آتا ماہی کو دیکھتے گویا ہوا تھا جو اب خاموشی سے اپنا ناشتہ کرنے میں مصروف تھی جب مرحا نے اپنے دھکتے سر پر ہاتھ رکھتے ماہی کے چلانے پر ٹونٹ کی تھی۔

چھوٹی نانی اب میں تمہیں کچھ نہیں کہہ رہی نا تو چپ ہو جاؤ،،، بھائی آپ آفیس جا رہے ہیں،،، مرحا کی شکایت پر دانے کچکچاتی ماہی نے ایک نظر اسے دیکھتے آہستگی سے ازحان سے آفیس جانے کے بارے میں پوچھا تھا جس پر مرحا سمیت ازحان بھی حیران ہوا تھا۔

آپی آپ نے آج بھی روزہ نہیں کیوں،،،،میری مرضی جب پتا ہے مجھ سے نہیں رکھا جاتا روزہ پھر بھی ایک ہی سوال اور ویسے بھی کوئی ہے جو میرے حصے کے بھی روزے رکھتا ہے،،،،ماہی کے بدلے روپ کو دیکھ مرحا کو شرارت سوجی تھی تبھی وہ ازحان کو آنکھ دباتی ماہی سے گویا ہوئی تھی جب ماہی مرحا کہ ہمیشہ کا پوچھا گیا سوال اسے غصہ دلا گیا تھا جس پر وہ تیز آواز میں فکر سے کہتی مسکرائی تھی جس پر ازحان نے مشکوک نظروں سے ماہی کو دیکھا تھا۔

اور کون ہے وہ جو آپ کے نام کے بھی روزے رکھ رہا ہے،،،،ماہی کی بات پر اپنی ہنسی دباتی مرحا رازدارانہ انداز میں پوچھ گئی تھی۔

کون ہو سکتا ہے تمہارا جیجو اور کون دیکھنا وہ سارے روزے رکھتا ہو گا آدھے اس کے اور آدھے میرے،،، پر آپ تو کہتی ہیں ابھی شادی نہیں کرنی پھر،،،، تو کیا ہوا شادی تو کروں گی نا،،،،
اترا کر گردن اکڑاتی ماہی نے ازحان کی موجودگی کو فراموش کرتے ہوئے کہا تھا جس پر مرحا نے ماہی کی باتوں پر مسکراتے ہوئے پوچھا تھا جب ماہی مرحا کا منہ چڑاتی بولی تھی کہ اس کی باتیں سنتے مرحا ازحان بے ساختہ قہقہ لگاتے ہنسے تھے۔

سدھر جاؤ ماہی میں آفیس
جا رہا ہوں،،،،ماہی کی بات پر مسکرا کر کہتے ازحان نے اپنی ٹائی سیٹ کی تھی۔

اچھا یہ بتائیں افطاری میں کیا بناؤں آپ کے لیے،،،ارتضیٰ سے پوچھ لو،،،،چائے کی آپ لیتی ماہی نے ازحان سے افطاری کے لیے پوچھا تھا جب سیڑھیوں میں ارتضیٰ کو دیکھ ازحان اس سے پوچھنے کا کہا تھا جو کافی دیر سے ماہی کی باتوں کو سن رہا تھا۔

ان سے پوچھنے گئے تو انہوں نے تو یہ ہی کہنا ہے ٹینگ بنا دینا اچھا سا اور کھجور بس میری افطاری پوری،،،، ازحان کی بات پر منہ بناتی ماہی نے ارتضیٰ کی نقل اتارتے ہوئے کہا تھا جس پر پیچھے کھڑے ارتضیٰ نے آئبرو ریز کی تھی۔

اگر یہ دوسروں کی نقل کرنا بند کر دو اور اپنی پڑھائی پر توجہ دو تو کامیاب ہو جاؤ تم،،،، ارتضیٰ بھائی،،،، ماہی کے نقل اتارنے پر مسکراتے ہوئے ازحان کو دیکھتے ارتضیٰ نے سخت گیر لہجے میں کہا تھا جب چائے پیتی ماہی کو کھسکھا لگا تھا۔

یہ سزا ہے روزے داروں کے بیچ بیٹھ کر کھانے کی بندے میں اتنی تو شرم تو ہونی چاہیے کہ وہ روزے نا رکھے پر اس کا احترام تو کر ہی سکتا ہے،،،، برے طریقے سے کھانستی ماہی کو دیکھتا ارتضیٰ اس کے روزہ نا رکھنے پر ٹونٹ کرتا گویا ہوا تھا جس پر سرخ ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتی ماہی کی آنکھوں سے ایک آنسوؤں ٹوٹ کر گرا تھا اور اس کے رخسار کو بھیگو گیا تھا۔

ماہی گہرے سانس لو،،،، ماہی کی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں دیکھ ارتضیٰ کو اب سہی معنوں میں پریشانی ہوئی تھی جب آگے بڑھتے ارتضیٰ نے اس کی پیٹھ رب کرتے ازحان کو دور کرتے ہوئے ایک زور دار تھپڑ مارا تھا جب ازحان نے ماہی کو ٹھیک ہوتے دیکھ اسے گہرے سانس لینے کا کہا تھا۔

بھائی آپ کا موبائل،،،، کیا ہوا ہے ماہی کو،،،، جلدی میں آفیس کے لیے آتا ارتضیٰ اپنا موبائل اوپر ہی بھول آیا تھا جسے دینے کے لیے ابھیا نیچے آئی تھی پر وہاں سب کو ماہی کے گرد جمع دیکھ کر فکر سے گویا ہوئی تھی۔

تمہارے بھائی کا زہر ہے،،، سانس بحال ہوتے ہی ماہی نے ارتضیٰ کو خود سے دور کرتے نم لہجے میں کہا تھا۔

کیوں آتے ہیں آپ ہمارے پورشن میں اپنے گھر رہا کریں میں بھی تو نہیں آتی آ کے پورشن میں جب دیکھو منہ اٹھا کر آ جاتے ہیں اور کچھ بھی بولنے لگتے ہیں ہاں میں نہیں رکھتی روزے پر اس سے آپ کو کیا ہے کیوں ہر وقت مجھ پر ٹونٹ کرتے رہتے ہیں،،، مجھے کہتے ہیں میری زبان زیادہ چلتی ہے اور خود جب سے آئیں ہی چپ ہوئے ہیں،،، ماہی،،،، کیوں بھائی ہر بار میں ہی کیوں چپ یہ ہوتے ہیں چپ پتہ نہیں میں نے ان کا کیا کھا لیا جو یہ ہر وقت مجھے کھانے کا تیار رہتے ہیں،،،، غصے اور تکلیف سے سرخ ہوئی آنکھوں سے ارتضیٰ جو دیکھتی ماہی نے اپنی کل رات شائستہ بیگم کی ڈانٹ اور غصے کا حساب وہ اس وقت برابر کرنے لگی تھی جس پر ماہی کے لیے پریشان ارتضیٰ اس بالش بھر کی لڑکی کی چلتی زبان سن کر حیران تھا کہ ابھی ماہی کچھ کہتی کہ ازحان نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی ہر ماہی پر تو نا جانے کس چیز کا جنون سوار تھا کہ وہ بس ارتضیٰ کی خاموشی کا فائدہ اٹھاتی اسے سنانے میں مصروف تھی۔

ہو گئی تمہاری بکواس مجھے لگا تکلیف میں ہو اس لیے مدد کر دی پر مگر تم جیسی بد تمیز لائق نہیں ہے کہ کوئی تمہارے لیے پریشان ہو یا تمہاری مدد کرے،،،، ماہی کی چلتی زبان کو ارتضیٰ کی گرجدار آواز نے بریک لگائی

تھی جب ماہی کی سمت قدم بڑھاتے ارتضیٰ نے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں سے خوف زدہ ہوتی ماہی نے دو دوم پیچھے لیے تھے۔

ارتضیٰ جانے دو یار بچی ہے،،، بچی ہے یہ شادی کی عمر ہو گئی ہے اس کی اب بھی بچی ہے یہ تو مرحا کیا ہے،،،، ارتضیٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ازحان نے اسے پر سکوں کرنا چاہا تھا جب ارتضیٰ ماہی پر نظر جمائے ہی بلند آواز میں گویا تھا جس پر ماہی ڈر سے کپکپائی تھی۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں تم سب بچے کیا کر رہے ہو،،،، امی،،، شور کی آواز سن کر آتی شائستہ بیگم نے ارتضیٰ کو غصے میں دیکھ کر پوچھا تھا اور وہی ماہی شائستہ بیگم کے آتے ہی ان کے پیچھے جا چھپی تھی۔

میں تمہارا باہر ویٹ کر رہا ہوں ازحان آجانا،،، ایک زبردست گھوری سے شائستہ بیگم کے پیچھے چھپی ماہی کو دیکھتا ارتضیٰ سر اور آنکھوں میں ہوتے درد کو نظر انداز کرتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔

آج تم نے بلکل بھی اچھا نہیں کیا ماہی تم کب سے اتنی بد تمیز ہو گئی،،، خدا حافظ امی،،، ارتضیٰ کو جاتے دیکھ ازحان نے خفگی سے ماہی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا اور شائستہ بیگم کو خدا حافظ کہتا ارتضیٰ کے پیچھے ہی نکل گیا تھا۔

کیاہوا ہے یہاں،،، ابہیا،،، ٹی وی لاؤنج میں چھائی خاموشی کو شائستہ بیگم کی آواز نے توڑا تھا جب ماہی اور خود سے دور کرتی شائستہ بیگم نے اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا تھا پر ماہی اور مرحا کو چپ دیکھ وہ ابہیا سے پوچھنے لگی تھی۔

میں تو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آئی تھی چاچی تو دیکھا ماہی بھائی پر چلا رہی تھی،،،، امی،،، ایک نظر سر جھکائے کھڑی ماہی کو دیکھتی ابہیا نے جو دیکھا اور سنا تھا شائستہ بیگم کے گوش گزار کیا تھا جس پر شائستہ بیگم نے غصے سے ماہی کی طرف بڑھتے ایک زور دار تھپڑ رسید کیا تھا۔

کوئی شرم ہے تمہیں اپنے سے اتنے بڑے سے بدتمیزی کرتی ہو تم کیا یہ سیکھایا ہے میں نے تمہارے باپ نے تمہیں کہ تم اپنے سے بڑے کا منہ توڑو،،، غصے میں سناتی شائستہ بیگم نے روتی ہوئی ماہی کو دیکھا تھا۔

دفعہ ہو جاو ماہی اور جب ارتضیٰ گھر واپس آئے تو معاف مانگ لینا ورنہ اچھا نہیں ہو گا تمہارے لیے،،، امی وہ بھی ،،،، بس جو کہا ہے وہ کرو،،،، خود پر ضبط کرتی شائستہ بیگم نے اس وقت ماہی کو اپنی نظروں کے سامنے سے ہٹ جانے کس کہا تھا جب ماہی نے کچھ کہنے کے لیے زبان کھولی تھی پر شائستہ بیگم کی غصے بھری آواز پر وہ روتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔

یا اللہ کیا کرو میں اس لڑکی کا،،،ماہی کے جاتے ہی شائستہ بیگم غصے سے اپنا سر پکڑ کر بیٹھیں تھی آج انہوں نے زندگی میں پہلی بار ماہی پر ہاتھ اٹھایا تھا جو انہیں تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا۔

****

ماہی،،،ماہی بیٹا،،،،

ماہی آپی ابو کب سے آپ کو بلا رہے ہیں،،،،اقبال صاحب کے پکارنے پر دبک کر ستر میں چھپتی ماہی کا بلینکٹ کھینچتی مرحانے اسے جانے کا کہا تھا۔

مرحا ابو غصے میں ہیں ناوہ مجھے ڈانٹنے کے لیے بلا رہے ہیں نا،،، ارتضیٰ سے سب کے بیچ میں بد تمیزی سے پیش آنے کی وجہ سے وہ پہلے ہی شائستہ بیگم سے کافی ڈانٹ اور تھپڑ کھا چکی تھی جبھی اقبال صاحب کے بلانے پر وہ اپنی شامت کا سوچتی سونے کی کوشش کرنے لگی تھی جب مرحا نے کمرے میں آتے اس کی یہ کوشش ناکام کی تھی۔

یہ تو آپ کو ارتضیٰ بھائی سے بد تمیزی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا آپی اب کیا ڈرنا،،، میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا جو سب کو برا لگ رہا ہے اور وہ جو ہر روز میری بے عزتی کرتے ہیں اس کا کیا،،، ماہی کی ڈر سے پتلی ہوئی حالت دیکھتی مرحا مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تھی جب ماہی نے نم لہجے میں کہتے واپس بلینکٹ اوڑھا تھا۔

ماہی سنائی نہیں دیتا تمہیں تمہارے ابو کب سے بلا رہے ہیں تمہیں،،، اور تم یہاں اسے بلانے آئی تھی اور اس کے ساتھ باتوں میں لگی ہو،،، کمرے میں آتی شائستہ بیگم نے ماہی اور مرحا کی باتیں سن لی تھی جس پر وہ پہلے ماہی اور پھر مرحا کو غصے سے دیکھتے گویا ہوئیں تھیں۔

امی قسم کے لیں دوبارہ کبھی ایسے نہیں کروں گی بلکہ ارتضیٰ بھائی کے آتے ہی ان سے معافی مانگ لوں گی آج بچا لیں پلیز امی،،، شائستہ بیگم کے آگے ہاتھ جوڑتی ماہی نے قسم کھائی تھی کہ وہ اب کبھی بھی ارتضیٰ سے بد تمیزی نہیں کرے گی مگر یہ تو اب خدا بہتر جانتا تھا وہ کتنی اپنی زبان پر قائم رہنے والی تھی۔

ٹھیک ہے جب کی جب دیکھیں گے ابھی جاؤ ورنہ تمہارے ابو یہیں آ جائے گے،،، ماہی کو روہنسا ہوتے دیکھ شائستہ بیگم نے اثبات میں سر ہلاتے اسے جانے کا کہا تھا جب ماہی ایک مدد طلب نظر اپنی ماں اور بہن پر ڈالتی ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے اقبال صاحب کی پاس جانے لگی تھی۔

یا اللہ یہ ارتضیٰ نامی شیطان میری زندگی سے کب نکلے گا تو رمضان کریم میں سب مسلمانوں کا شیطان بند کر دیا پر میری زندگی کا شیطان کیوں نہیں بند کیا،،، اللہ پاک آج ابو سے بچا لیں کل روزہ رکھوں گی چاہے پھر میری روزہ میں جان ہی کیوں نا چلی جائے،،، بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتی ماہی شائستہ بیگم کے آنے کی یقین دہانی کر رہی تھی پر انہیں اپنے پیچھے نا آتے دیکھ وہ دل ہی دل میں ارتضیٰ کو سناتی اللہ سے دعا کرنے لگی تھی کہ وہ آج بچ جائے وہ اسے مشکل لگ رہا تھا تبھی بچنے کی دعا کرتی ماہی نے وہ کرنے کی ٹھانی تھی جو وہ پورے تئیس روزوں میں

صرف پانچ بار کر چکی تھی مطلب روزے رکھنا،،، روزے رکھنا ماہی بی بی کے لیے اتنا مشکل تھا جتنا مشکل پانی ہر پانی لکھنا۔

السلام وعلیکم ابو،،، مری مری آواز میں سلام کرتی ماہی نظریں زمین پر جمائے بولی تھی۔

وعلیکم السلام کہاں تھی ماہی تم کب سے آواز دے رہا ہوں تمہیں،،، ٹی وی کا والیم بند کرتے اقبال صاحب نے ماہی کو سامنے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا تھا جس پر ماہی نے ڈر سے ان کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔

وہ وہ ابو،،، ابو میں بس آ رہی تھی وہ میں میں،،،،، اقبال صاحب کے سنجیدہ چہرے پر نظر ڈالتی ماہی کی جمع ہوئی ہمت جواب دے گئی تھی اور اس کی آواز میں نمی گھولنے لگی تھی۔

رو کیوں رہی ہے میری بیٹی میں نے کیا کہہ دیا ادھر آؤ میرے پاس،،، ماہی کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسوؤں گرتے دیکھ اقبال صاحب نے نرمی سے کہتے اسے اپنے پاس بلاتے اسے گلے سے لگایا تھا اور وہی ٹی وی لاؤنج میں پہلے سے موجود اعجاز صاحب بھی ماہی کے رونے پر پریشان ہوئے تھے۔

ابو میں دوبارہ نہیں کروں گی،،،، کیا نہیں کرو گی کیا ہوا ہے ماہی،،، بد تمیزی،،، کس سے کی تم نے بد تمیزی بیٹا،،، آپ کو نہیں پتا،،، کیا،،، اقبال صاحب کے سینے سے لگتے ہی روتی ہوئی ماہی منمنائی تھی جب اس کی بات نا سمجھتے اقبال صاحب نے حیرانگی سے پوچھا تھا اور وہی ان کے پوچھنے پر ماہی کا سویا ہوا دماغ جاگ اٹھا تھا۔

ہاں کچھ نہیں ابو،،، کچھ بھی نہیں آپ نے کس لیے بلایا تھا،،، اقبال صاحب کے کچھ بھی نا جاننے پر اندر ہی اندر خوش ہوتی ماہی نے اپنے آنسوؤں صاف کرتے اقبال صاحب سے بلانے کی وجہ پوچھیں تھی۔

مجھے تم سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے بلکہ مجھے ہی نہیں تمہارے بڑے ابو کو بھی کرنی ہے تم سے بات،،، ماہی کے پوچھنے پر مسکرا کر اسے دیکھتے اقبال صاحب نے برابر والے کاؤچ پر بیٹھے اعجاز صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا جنہیں شاید وہ ڈر میں دیکھ نہیں پائی تھی۔

جی،،،، جی بڑے ابو،،،، ماہی بیٹا میں نے اور اقبال نے مل کر تمہارے لیے ایک فیصلہ کیا ہے اور امید کرتے ہیں ہماری بچی اس فیصلے کا مان رکھے گی،،،، کیسا فیصلہ بڑے ابو،،،، ماہی کو اپنی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے اعجاز صاحب نے دل میں پختہ ارادہ کرتے ماہی سے بات کا آغاز کیا تھا جب ان کی گہری باتوں کو نا سمجھ پاتی ماہی نے انہیں نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

ماہی بیٹا اب جیسے کہ اس سال انشاءاللہ آپ کی تعلیم مکمل ہو جائے گی تو ہم چاہتے ہیں آپ کی تعلیم کے بعد ہم آپ کو آپ کے گھر کا کر دیں،،، پر میں تو اپنے ہی گھر میں ہوں بڑے ابو،،، ہاہاہا،،، ماہی کو نا سمجھتے دیکھ اعجاز صاحب نے اس کی آسانی کے لیے صاف صاف بات کرنا مناسب سمجھا تھا جب ماہی ان کی اپنے گھر کی بات پر بات بیچ میں ہی کاٹتی بے وقوفی سے گویا ہوئی تھی جس پر اقبال صاحب اور اعجاز صاحب کا مشترکہ قہقہ لاؤنج میں گونجا تھا۔

ہماری معصوم سی بچی،،، ماہی کی معصومیت پر مسکراتے اقبال صاحب نے ماہی کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا تھا جس پر وہ کنفیوژ ہوتی مسکرائی تھی۔

آرے ارتضیٰ آجاؤ کھڑے کیوں ہو،،، السلام وعلیکم،،،، وعلیکم السلام،،،، اعجاز صاحب کی آواز سنتا ارتضیٰ آفیس سے لوٹتا اوپر اپنے پورشن میں جانے کا ارادہ ملتوی کرتا سیدھا ٹی وی لاؤنج میں پہنچا تھا جہاں سے صبح وہ غصے میں نکلا تھا اور اب وہاں پہلے سے موجود اقبال صاحب اور ماہی کو دیکھ ارتضیٰ کو معاملات کی سنگینی کا اندازہ ہوا تھا جب اس نے واپس مڑنے کا سوچا تھا پر اقبال صاحب کے پکارنے پر وہ اندر داخل ہوتا ماہی کے عین سامنے کاؤچ پر بیٹھا تھا جب ماہی نے ایک تیکھی نظر سامنے بیٹھے ارتضیٰ پر ڈالی تھی۔

خیریت تم آج اتنی جلدی آفیس سے واپس آگئے،،، ارتضیٰ کی سرخ آنکھیں دیکھتے اعجاز صاحب نے تشفیشی انداز میں پوچھا تھا جس پر ارتضیٰ ڈگمگایا تھا اب وہ انہیں کیا بتاتا کل رات سے ماہی کی رشتہ کا سن کر نیند تو جیسے

ارتضیٰ پر حرام ہوئی تھی رات بھر جاگنے کی وجہ سے آج صبح سے ہی اس کے سر میں شدید درد تھا جب ماہی سے اس کی مدد بھیڑ ہوئی سارا دن آفیس میں کام کرتے اس کی تکلیف میں مزید اضافہ ہوا تھا اس پر روزہ ہونے کی وجہ سے وہ کوئی پین کلر بھی نا لے سکا تھا تبھی وہ گھر لوٹا تھا۔

کچھ نہیں ابو بس تھوڑا سر درد تھا سوچا آرام کروں گا تو ٹھیک ہو جائے گا اس لیے،،،، کیا بات تھی ابو بتائیں،،، اعجاز صاحب کی طرف دیکھتے ارتضیٰ نے ضبط سے مٹھیاں بند کرتے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی ایک خاموش نظر ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں پر ڈالتی اقبال صاحب سے پوچھنے لگی تھی۔

ماہی بیٹا میرے دوست یاد ہیں نا آپ کو توفیق جو ہمارے گھر بھی آیا کرتے تھے،،،، ہاں ہاں ابو توفیق انکل وہ ہی نا جو چھوٹے ہوتے جب بھی ملنے آتے تھے میرے لیے چاکلیٹ لے کر آتے تھے،،،، ہاں وہی،،، ایک نظر خاموش بیٹھے ارتضیٰ کو دیکھتے اقبال صاحب نے اب جلد از جلد بات ختم کرنے کا سوچا تھا جب انہوں نے لفظوں کا چناؤ کرتے ماہی کو توفیق صاحب کے بارے میں بتایا تھا جس پر وہ چند ہی منٹوں میں انہیں پہچان گئی تھی جبکہ ارتضیٰ نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کی تھی۔

آج پھر وہ آپ کے لیے،،،، چاکلیٹ لائے ہیں انہیں کہہ دیں اب میں بڑی ہو نگی ہوں چاکلیٹ نہیں لیتی،،، اقبال صاحب نے ماہی کو خوش ہوتے دیکھ کر اسے بتانا چاہا تھا جب وہ ہمیشہ کی طرح بیچ میں بولی تھی جس پر اعجاز صاحب مسکرائے تھے۔

اسے پتا ہے اب آپ بڑی ہو گئی ہو اس لیے وہ اب آپ کے لیے چاکلیٹ نہیں رشتہ کے کر آیا ہے اپنے بیٹے ولید کا،،،ماہی کی نا سمجھی پر مسکراتے ہوئے اعجاز صاحب نے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے ماہی کے آگے توفیق صاحب کا لائے رشتے کا ذکر کیا تھا جب ارتضیٰ نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے تھے اس کی یہ حالت دیکھتے اعجاز صاحب کو کچھ عجیب لگا تھا۔

اور ہم چاہتے ہیں آپ اس بارے میں سوچیں،،،اگر آپ اس رشتے پر رضامند ہوں تو ہمیں بتائیں پھر ہم انہیں کوئی جواب دیں گے،،،سوچنا کیا ہے بڑے ابو،،،ارتضیٰ کی طرف سے منہ موڑتے اعجاز صاحب نے اپنی بات پوری کی تھی جب ماہی نے ارتضیٰ کے سامنے اس کی طرح کی بات پر شرماتے ہوئے سر جھکایا تھا۔

یہ ہی کہ ہم انہیں ہاں کہیں یا پھر نا کر دیں،،،ماہی کے پوچھنے پر اعجاز صاحب نے تحمل سے کہتے ارتضیٰ میں جیسے جان پھونکی تھی جب ارتضیٰ نے سر اٹھاتے سامنے بیٹھی ماہی کو دیکھا تھا جو اپنے رشتے کی بات پر شرم سے سر جھکائے ہوئے تھی۔

مجھے کیا کہنا ہے بڑے ابو جو آپ کا اور ابو کا فیصلہ وہی میرا،،،مجھے فکر ہے میری بیٹی پر،،،سر کو مزید جھکاتی ماہی نے اقبال صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے فرمابرداری سے جواب دیا تھا جس پر اقبال صاحب نے خوش ہوتے اس

کاماتھاچوماتھااور وہی سامنے بیٹھے ارتضیٰ کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا تھاوہ جو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ ماہی انکار کر دے گی پر اس کہ اقرار پر جیسے ارتضیٰ کو اپنا سانس لینا مشکل لگا تھااور وہ ایک دم اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

کہاں جارہے ہو ارتضیٰ،،،،جی ابو اپنے کمرے میں،،،ارتضیٰ کو جاتے دیکھ اعجاز صاحب نے اسے روکا تھاجب وہ اعجاز صاحب کی آواز پر روک تو گیا تھا پر پلٹنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

افطاری کے بعد میٹھائی لے آنا،،،،جی ابو،،،،ماہی کو دیکھتے اعجاز صاحب نے مسکراتے ہوئے ایک اور ضرب اپنے بیٹے کے زخمی دل پر لگائی تھی پر سامنے بھی ان ہی کا بیٹا تھاخود پر ضبط کے کڑے پہرے لگاتا مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے چلا گیا تھا۔
مجھے نہیں کرنی ماہی سے شادی کر لے اس ازیز شادی زیادہ شوق ہے اسے اس کے ساتھ رہنے کا تو جائے نا اس کے پاس کیوں میرے پلے باندھ رہے ہیں امی آپ لوگ اسے،،،،
ارتضیٰ بیٹا بات تو سنو،،،غصے سے کمرے میں آتی انیس سالہ ارتضیٰ نے ڈریسنگ پر رکھا سارا سامان زمین بوس کیا تھاجب اس کے پیچھے آئی نجمعہ بیگم اپنے بیٹے کا غصہ دیکھ کر پریشان ہوئیں تھیں۔

کچھ نہیں سننا امی مجھے وہ ازیز ایک آنکھ نہیں بھاتا اور آپ کی اس لاڈلی کو وہ ٹھیک لگتا ہے نا تو جائے اس سے منگنی کروادیں اس کی کل کو میرے سامنے آکر کہہ گئی مجھے تو ازیز پسند ہے آپ نہیں پھر پھر کیا کریں گے آپ لوگ ،،،،ایسا کچھ نہیں ہے ارتضیٰ تم بچوں کی بات کو کہاں سے کہاں لے کر جارہے ہو بیٹا وہ بچی ہے اور بچے تو ایسے

کہہ دیتے ہیں،،، نجمعہ بیگم کو کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر ارتضیٰ کے جو منہ میں آرہا تھا وہ بولنے لگا تھا جب نجمعہ بیگم نے اس کے پاس آتے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

کہہ دیتے ہیں بسسس امی اس کی طرف داری کرنا بند کریں جب دیکھیں کچھ بھی ہو رہا ہو ماہی اور ازیز ہی پارٹنر بنیں گے اور آج تو حد ہی ہو گئی اسے اس کی دلہن بننا ہے اور اس کے ساتھ بھی جانا ہے،، ٹھیک ہے کوئی بات نہیں میں نے کہا بچی ہے پر بچی تو سب سے بڑی ہے اس ازیز نے اسے تھپڑ مارا وہ اسے برا نہیں لگا میں نے ازیز کو کیا ہلکا سا دھکا دے دیا وہ تو مجھے ہی مارنے لگی،، میں نے اس کی سائیڈ لی اور وہ میڈم مجھ پر ہی چڑھ دوڑی اور ابو کو کیا کہا میں نے اسے مارا جھوٹی کہیں کی مجھے اب اس ازیز کے ساتھ ساتھ اس جھوٹی کی شکل بھی پسند نہیں میں اس سے ہر گز شادی نہیں کروں گا،،، اور ابو میں نے کہا بھی ایسا کچھ نہیں پر نہیں وہ سچی اور میں جھوٹا سب کے موجودگی میں مجھے ڈانٹا ب الگ تھپڑ بھی مارا اس ماہی سے شادی کر کے ساری زندگی بے عزت نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ابو اب مجھ پر اس کے لیے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں تو آگے بھی دیر نہیں کریں گے ابو نے آج تک کبھی مارا مجھے نہیں نا پر اس ماہی کی وجہ سے انہوں نے مجھے اس کے ماموں مامی اور سب کزنز کے سامنے مارا امی میں کہہ رہا ہوں میں ایک سے لاکھ اس سے شادی نہیں کروں گا اگر وہ دنیا کی آخری لڑکی بھی ہوئی جب بھی نہیں،،، نجمعہ بیگم کا ہاتھ ہٹاتے ارتضیٰ نے غصے سے کھولتے دماغ سے اپنا سارا سامان بیگ میں رکھتے بلند آواز اپنا حمتی فیصلہ سنایا تھا جب کمرے کے باہر کھڑے اعجاز صاحب کو سن کر اب اپنی جلد بازی پر پیشمانی ہوئی تھی۔

اچھا تم یہ کیا کر رہے ہو،،،، کپڑے بیگ میں کیوں رکھ رہے ہو،،، ارتضیٰ کا غصہ کسی طور کم نا ہوتے دیکھ نجمعہ بیگم نے بیگ میں کپڑے رکھتے ارتضی کو روکتے ہوئے پوچھا تھا۔

میں ماموں کی طرف جارہاہوں کچھ دن وہاں رہوں گا پھر آجاؤ گا جب تک آپ یہ رشتہ ختم کریں،،،،ارتضیٰ تم اس گیارہ سال کی بچی کی بات کا برا مان رہے ہو جیسے ابھی ٹھیک سے اچھے برے کا بھی نہیں پتا،،،،سب پتا ہے اسے امی معصوم نہیں ہے وہ چالاک لومڑی ہے،،،، نجمعہ بیگم کے پوچھنے پر وہ انہیں جواب دیتا واپس سے اپنا سامان رکھنے لگا تھا جب نجمعہ بیگم نے ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی پر ارتضیٰ پر تو جیسے کوئی جن سوار تھا ماہی سے رشتہ ختم کرنے کا۔

تم نے سوچا ہے تمہارے اس فیصلے سے تمہارے چاچا اور چاچی کو کتنا برا لگے گا،،،،ارتضیٰ کی آج سب کی موجودگی میں ہوئی درگت پر نجمعہ بیگم کو برا تو لگا تھا تبھی وہ اس کے پیچھے آئیں تھی جب ارتضیٰ نے انہیں دیکھتے ہی انہیں اپنا فیصلہ بتایا تھا جیسے سن کر نجمعہ بیگم کو سالوں سے جوڑے رشتے ٹوٹتے محسوس ہوئے تھے۔

برا تو انہیں آج بھی لگا ہو گا امی جب ان کی بیٹی نے میری عزت کا تماشا لگوایا پر انہوں نے کچھ کہا نہیں نا مانتا ہوں رشتہ ختم ہونے پر انہیں برا ہی نہیں بلکہ تکلیف بھی ہو گی پر مجھے پتا ہے چاچو سمجھے گئے مجھے اور کچھ نہیں کہیں گے اور اگر کچھ کہیں تو کہہ دیجیے گا ارتضیٰ سے بات کر لیں میں خود چاچو کو سمجھالوں گا اگر ناراض ہونگے تو منالوں گا ،،،، نجمعہ بیگم کی آخر کوشش بھی ناکام ٹھہری تھی جب ارتضیٰ ان کی بات دباتا اپنی بات پر قائم رہا تھا۔

نجمعہ آجاؤ جب ہمارے بیٹے نے اپنی زندگی کا فیصلہ کے لیا ہے تو اسے ہماری کیا ضرورت کوئی فائدہ نہیں بھینس کے آگے بین بجانے کی،،،،ارتضیٰ کی ساری باتیں سنتے اعجاز صاحب نے اب ارتضیٰ سے کوئی بھی بات نا کرنا ہی

مناسب سمجھا تھا جب ہی ارتضیٰ کو سمجھانے کی کوشش کرتی نجمعہ بیگم کو اپنے پیچھے آنے کا کہتے وہ اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

ارتضیٰ ایک بار سوچ کو بیٹا پورے خاندان میں تمہاری اور ماہی کی نسبت کی بات پھیلی ہوئی ہے آج سے نہیں ماہی کی پیدائش سے،،،،اعجاز صاحب کی آواز پر ارتضیٰ اپنا سب کام چھوڑ کر سنجیدہ کھڑا ہوا تھا جب نجمعہ بیگم نے اعجاز صاحب کی بات مانتے جاتے ہوئے اسے ایک آخری بار سوچنے کا کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے لب بھینچتے سرخ آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔

****

فرشتے ہی ہونگے جن کا ہوا عشق مکمل
انسانوں کو تو ہم نے صرف برباد ہوتے دیکھا ہے

کیوں اللہ پاک اس نے کیوں ہاں کی،،،میں نے دیر کر دی شاید بہت دیر،،،سرخ آنکھوں سے اپنے کمرے کی کھڑکی کھولے ڈوبتے سورج کی کرنیں دیکھتے ارتضیٰ کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔

اس کا کیا قصور ارتضیٰ سب تمہارا خود کا کیا ہے نا تم نو سال پہلے اس رشتے سے انکار کرتے نا آج تمہیں یہ دن دیکھنے کو ملتا اب دیکھو اسے کسی اور کا ہوتے ہوئے،،، نہیں وہ ازل سے ارتضیٰ قریشی کی ہے ارتضیٰ تن اسے خود سے دور نہیں جانے دے سکتے ابھی بھی وقت ہے جس کر بول دو نو سال پہلے جو تم نے کہا وہ غصہ تھا جو اب ختم ہوا توڑ دو انا اور تھام لو ماہی کا ہاتھ نہیں تو پھر دیکھتے رہو اسے کسی اور ہوتے ہوئے،،، کون ہے،،، اپنے دماغ اور ضمیر سے ہوتی جنگ سے لڑتا ارتضیٰ ڈور پر ہوتی ناک پر حواس میں لوٹا تھا۔

ارتضیٰ بھائی آپ کو نیچے ابو اور بڑے ابو بلا رہے ہیں،،، اقبال صاحب کے کہنے پر ارتضیٰ جو بلانے کے لیے آئی مرحا ایک پل کے لیے ارتضیٰ کو دیکھ کر شاکر ہوئی تھی جب ارتضیٰ اپنے سامنے مرحا کو دیکھتا رخ موڑ گیا تھا اور آیک آنسو لوٹ کر نکلا تھا۔

مرحا بچہ آپ چلو میں آتا ہوں،،، لمبا سانس کھینچتے ارتضیٰ نے خود کو پرسکوں کرتے ہلکا سا مسکرا کر مرحا کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ اثبات میں گردن ہلاتی ڈور واپس بند کرتی چلی گئی تھی۔

ابھی وقت ہے ارتضیٰ اور یہ وقت اس وقت سے تیرے حق میں ہے روک دے سب،،، ایک نظر سورج کی طرف دیکھتا ارتضیٰ دل میں پختہ ارادہ کرتا فریش ہونے کے لیے ڈریسنگ روم میں بند ہوا تھا۔

****

امی آج نابلائیں ان لوگوں کو افطاری پر دیکھیں ٹائم ہی کتنا رہے گیا ہے پانچ تو بج گئے ہیں اور کتنا کچھ بنانا پڑے گا ،،،، کچن میں پکوڑوں کے لیے پالک سنواتی شائستہ بیگم کے پاس آتی ماہی نے پالک بناتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں تمہارے ابو نے کہا ہے آج ہی تو آج ہی ،،،، مطلب ابو نے انہیں دعوت دے دی ،،،، ایک نظر ماہی کے پریشان چہرے کو دیکھتی شائستہ بیگم ناراضگی جتاتی سخت لہجے میں بولیں تھیں جب ان کی بات سنتی ماہی کو صدمہ ہوا تھا۔

چاچی یہ میں نے فیش میرینٹ کر دی ہے فریز کر رہی ہوں ایک گھنٹے کے لیے ،،،، ٹھیک ہے ابھیا بیٹا ،،،، اور تمہیں کیوں صدمہ ہو رہا ہے ،،، فیش پر مصلہ لگا کر لاتی ابھیا نے ایک نظر ماہی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جب اسے جواب دیتی شائستہ بیگم نے آئیبرو اچکاتے ماہی سے پوچھا تھا۔

امی سوچیں کتنا برا لگے گا میرے سسرال والے آئی اور میرا ہی روزہ نا ہو ،،،، کیا کہیں گے کیسی لڑکی ہے روزہ نہیں رکھتی ،،،، شائستہ بیگم کے سخت لہجے سے ڈرتی ماہی نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا جس پر شائستہ بیگم نے ایک تیکھی نظر سے اپنے سامنے بیٹھی ماہی کو گھورا تھا۔

ابہیا سہی کہہ رہی ہوں نا،،، شائستہ بیگم کی گھوری سے ڈرتی ماہی نے ابہیا کا ہاتھ پکڑتے اپنے ساتھ بیٹھایا تھا جس پر وہ فقط گردن ہی ہلا سکی تھی جبکہ کچن کے باہر کھڑا ارتضیٰ ماہی کی باتیں سننا ضبط سے مٹھیاں بند کر گیا تھا۔

جو ہے وہ تو ہے نا اب تم روزے نہیں رکھتی تو کیا کر سکتے ہیں کل کونسا تم نے روزہ رکھ لینا ہے جو ہم آج کی افطاری ملتوی کریں،،، ماہی کی بات پر مسکراتی ہوئی ابہیا کو دیکھتی شائستہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ پل بھر میں ماہی سے چھپاتی تھوڑے سخت لہجے میں گویا ہوئیں تھی۔

قسم سے امی کل روزہ رکھوں گی،،، کوئی ضرورت نہیں ہے کل اتنا کام ہو گا پھر تم کوئی کام بھی نہیں کرواؤ گی رہنے دو،،، امی وعدہ سارا کام کرواؤں گی بس آج یہ افطاری نا ہو،،، شائستہ بیگم کو مانتے دیکھ ماہی نے ڈرامائی انداز نے اپنی شہ رگ پر ہاتھ رکھتے قسم کھائی تھی جس پر شائستہ بیگم اپنی ڈرامے باز بیٹی کو دیکھتی نفی میں گردن ہلاتی گویا ہوئی تھی۔

امممیی،،، پلیز زززز،،، پاگل سمجھ بھی جا افطاری بکل ہی ہے چاچی نے کہا تو اگر تم کل روزہ رکھو گی تو کام نہیں کرواؤ گی،،، ماہی کو شائستہ بیگم کے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت کرتے دیکھ ابہیا نے اس کے سر پر چت لگاتے اسی کی عقل کو سلامی پیش کی تھی جس پر شائستہ بیگم ہنسی تھی۔

ہائے سچی لویو،،،،چاچی چاچو کہاں ہے،،،خوشی سے جھومتی ماہی اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی شائستہ بیگم کے پاس آئی تھی جب کچن میں داخل ہوتے ارتضیٰ نے شائستہ بیگم کو پکارا تھا۔

ارتضیٰ بیٹا وہ تو اعجاز بھائی کے ساتھ کمرے میں ہیں،،،،ارتضیٰ کی آواز سنتی شائستہ بیگم ماہی کو خود سے دور رہنے کا اشارہ کرتی ارتضیٰ کو دیکھ کر مسکرائی تھیں۔

ٹھیک ہے چاچی،،،،،ایک نظر ماہی کے کھلتے چہرے پر ڈالتا ارتضیٰ سعادت مندی سے سر ہلاتا چلا گیا تھا۔

تمہارے ابو کو میں نے اگر انہیں کل افطاری پر بلانے کا کہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم مجھ سے فری ہو جاؤ جب تک تم ارتضیٰ سے اپنی بد تمیزی کی معافی نہیں مانگ لیتی ماہی جب تک مجھ سے فری نا ہونا،،،،ارتضیٰ کے جاتے ہی ماہی کو ارتضیٰ کی پیٹھ دیکھتے دیکھ شائستہ بیگم پالک سائیڈ پر رکھتی ماہی کو وارن کرتی چلیں گئی تھی جس پر ماہی نے ابہیا کو دیکھا تھا جو صبح کی ماہی کی حرکت پر اس سے تھوڑی تھوڑی ناراض تھی۔

جی امی،،،،ابہیا بیٹا تم یہ دیکھ لو اس کے ساتھ میں آتی ہوں،،،،ماہی جو خاموشی سے سر ہلاتے دیکھ شائستہ بیگم ابہیا کو اس کے ساتھ کام کرنے کا کہتی کچن سے گئیں تھیں۔

ابہیا مجھے پتا ہے تم بھی ناراض ہو مجھ سے کیونکہ میں نے تمہارے بھائی کے ساتھ بد تمیزی کی،،، پر میں سچ کہہ رہی ہوں صرف میرا قصور نہیں ہے ارتضیٰ بھائی نے پہلا شروع کیا تھا،،، ابہیا کو خاموشی سے کام کرتے دیکھ ماہی نے بات کا آغاز کیا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

ہاں میں تم سے ناراض ہوں ماہی اس لیے نہیں کہ تم نے میرے بھائی سے بد تمیزی کی بلکہ اس لیے کہ تم نے ہمارے بڑے بھائی سے بد تمیزی کی بڑے تو کچھ بھی کہہ دیتے ہیں اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم ان کا منہ توڑنے لگیں ان کا ادب احترام تو ہر حال میں ہم سب پر فرض ہے اور ارتضیٰ بھائی تم سے کوئی دو تین سال تو بڑے ہے نہیں پورے آٹھ سال بڑے ہیں وہ تو ازحان سے بھی بڑے ہیں تم نے کبھی ازحان کے ساتھ تو بد تمیزی نہیں کی پھر بھائی کے ساتھ کیوں،،،، ماہی کے بات چھیڑنے پر ابیہا اپنا سارا کام چھوڑتی پوری طرح سے ماہی کی طرف متوجہ ہوئی تھی جب ماہی کو شرمندگی سے سر جھکائے دیکھ ابیہا نے اسے خود کو کچھ بھی تلخ کہنے سے روکا تھا ماہی کی منہ پھٹ عادت سے تو سب ہی واقف تھے اس لیے ابیہا نے اسے نرمی سے ہی سمجھانا بہتر سمجھا تھا۔

سوری میں دوبارہ نہیں کروں گی پر تمہیں ارتضیٰ بھائی کو بھی کہنا ہو گا،،،، کیا،،،، یہ ہی کہ میں ان سے چھوٹی ہوں تو وہ بھی مجھے ناسنایا کریں،،، ابیہا کی بات سمجھتی ماہی کو اپنی غلطی کا احساس تو پہلے ہی تھا پر اب وہ ارتضیٰ سے معافی مانگنے کے لیے خود کو مکمل طور پر منا چکی تھی پر اپنی عادت سے مجبور ماہی ابیہا کے آگے شرط رکھی تھی جس پر ابیہا حیرت سے نفی میں گردن ہلاتی مسکرائی تھی۔

ہنس نہیں بول،،،، ہاں کہہ دوں گی بس،،،، ابیہا کو ہنستے دیکھ ماہی نے اسے گھورا تھا۔

****

ارتضیٰ بھائی،،،،،ارتضیٰ،،،،،افطاری سے فارغ ہوتے ہی سب کے لیے چائے بنانے ی ماہی ارتضیٰ کے لیے چائے اس کے کمرے میں دینے آئی تھی پر کمرے میں داخل ہوتی ماہی نے کمرے میں ارتضیٰ کو ناپاتے آواز دی تھی جب وہ اسے ڈریسنگ روم سے نکلتا نظر آیا تھا جب اپنے کمرے میں ماہی کو دیکھتے ارتضیٰ نے سختی سے لب بھیچے تھے۔

چ،،،چائے،،لے،،،کر،،آئی،،ہوں،،،،ارتضیٰ کے گھورنے پر ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ سامنے کرتی ماہی نے ڈرتے ہوئے کہا تھا۔

ٹیبل پر رکھ دو،،،،ماہی کو ڈرتے دیکھ ارتضیٰ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو تا بولا تھا۔

جاؤ کھڑی کیوں ہو،،،،چال سیٹ کرتے ارتضیٰ نے آئینے میں نظر آتے ماہی کے عکس کو دیکھ کر سخت مگر آہستہ آواز میں کہا تھا۔

وہ،،،وہ،،،ارتضیٰ بھ،،،،اسٹاپ،،،،،اپنے ہاتھوں کو مسلتی ماہی نے خود میں ہمت پیدا کرتے کہنا شروع کیا تھا جب ارتضیٰ ماہی کی بات بیچ میں ہی روک گیا تھا۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے اور آج بھی کہہ رہا ہوں مجھے تم جیسی بہن نہیں چاہیے،،،، اپنے کرتے کے کف بند کرتا ارتضیٰ ماہی کے طرف قدم اُٹھاتا روب دار لہجے میں بولا تھا جس پر ماہی نے دانت پیستے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

مجھے بھی تم جیسے بد تمیز بھائی کی ضرورت نہیں ہے یہ تو امی اور ابو ہیں ناراض نا ہوتی تو کبھی بھی تم جیسے بد تمیز سے معافی نا مانگنے نا آتی،،،، جو کہ س ہے منہ پر کہو،،، ارتضیٰ کو دیکھتی ماہی دل ہی دل میں اسے سنا رہی تھی جب اس سے ایک قدم کے فاصلے پر رکتے ارتضیٰ نے لفظوں پر زور دیتے اسے اکسایا تھا۔

میں،، یہاں،، آپ سے معافی مانگنے آئی تھی،،، حواس میں آتی ماہی ارتضیٰ کو اپنے اتنے قریب کھڑے دیکھ دو قدم پیچھے لیتی اٹکتی ہوئی بولی تھی جس پر ارتضیٰ تاسف سے مسکراتے گردن جھٹکی تھی۔

اچھا مانگو معافی،،،، پر صرف صبح ہوئے اسے جھگڑے کی نہیں ہر اس بات کے لیے معافی مانگوں جس کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوئی ہے مانگ سکتی ہو،،، نہیں مانگ سکتی نا کیونکہ تمہیں پتا ہی کب ہے کہ تم نے کب کب مجھے تکلیف دی ہے ماہی اقبال قریشی،،، ماہی کو قدم پیچھے لیتی دیکھ ارتضیٰ آگے بڑھتا ہوا سخت لہجے میں دھاڑا تھا جس پر ماہی ڈر سے اچھلی تھی۔

س،، سو،،، سوری،،، اعتض،،، ارتضیٰ بھ،،،، شٹ اپ ماہی،،، آآ،،، صبح سے ہوئی ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں میں غصہ دیکھ کر ماہی کو اپنا یہاں آکر اس سے معافی مانگنے کا فیصلہ غلط لگا تھا جب وہ ارتضیٰ سے دور ہوتی

لڑکھڑاتے لہجے میں سوری بولتی اسے ایک بار پھر بھائی کہنے کی غلطی کرنے لگی تھی جب ارتضیٰ نے غصے سے اسے روکتے دیوار پر مکہ مارا تھا جب ڈر سے ماہی کی چیخ نکلی تھی۔

اوسوری میں نے ہونے والی دلہن کو ڈرا دیا،،، دلہن بھی وہ جسے نابات کرنے کی تمیز ہے نا بڑے چھوٹے کا احترام،،، ویسے ماہی جی آپ کو تو ابھی شادی نہیں کرنی تھی نا پھر اچانک سے یہ کایہ پلٹ کیسے،،، ماہی کو ڈرتے دیکھ سفاکی سے مسکراتے ارتضیٰ نے لفظوں پر زور دیتے ماہی ہر طنز کیا تھا جس پر ڈر سے نم ہوئی آنکھوں سے ماہی ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

دور ہٹیں ارتضیٰ،،، اپنے دونوں ہاتھوں بسے ارتضیٰ کو دور دھکا دیتی ماہی غصے سے بولی تھی جس پر ارتضیٰ نے سختی سے اس کا بازو اپنی سخت گرفت میں دبوچا تھا۔

تم جیسے لڑکیوں کو میں اچھے سے جان گیا ہوں ماہی تم منہ پر کچھ کہتی اور اندر کچھ اور ہی کھچڑی پکا رہی ہوتی ہو،،، ماہی کی نم آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے ارتضیٰ نے ماہی کے رشتے کو ہاں کرنے کا غصہ نکالا تھا۔

میرا ہاتھ چھوڑیں آپ کو کیا میں جب بھی شادی کروں،،، آپ کو تو خوش ہونا چاہیے مجھ جیسی بد تمیز لڑکی اس گھر سے چلی جائے گی،،، ارتضیٰ کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھوڑوانے کی کوشش کرتی ماہی کی برداشت ختم ہوئی تھی

۔

آپ کو تمیز ہے ایسے بات کرتے ہیں کسی لڑکی سے،،،، میں تو بد تمیز بد لحاظ ہوں آپ کیا ہیں اور مجھے پتا ہے آپ جل رہے ہیں،،،، اچھا میں تم سے جل رہا ہوں کہا خوش فہمی ہے ماہی جی آپ کی،،، ارتضیٰ کی گرفت ڈھیلی پڑتے دیکھ ماہی اپنا ہاتھ چھوڑواتی پیچھے ہوتی بولی تھی جب ارتضیٰ نے ماہی کو دیکھتے لفظ چبا کر ادا کئے تھے۔

ہاں آپ جل رہے ہیں میرا رشتہ جو ہو گیا،،،، ہاہاہا،،،، یہ پاگل تو نہیں ہو گئے،،،، ارتضیٰ کے پوچھنے پر ماہی نے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جب ارتضیٰ کا زوردار قہقہہ کمرے میں گونجا تھا جس پر ماہی نے گھبراتے ہوئے حیرانگی سے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

نکلو اور آئندہ میرے کمرے میں نہیں آنا،،،، ماہی کی بات پر ہنستی ارتضیٰ نے ایک دم سے غصے میں آتے ماہی کا ہاتھ پکڑتے اسے دروازے کی طرف دھکا دیا تھا جس پر ماہی خود کو نا سنبھال پاتی فرش پر گری تھی اور ہاتھ میں موجود چوڑیاں ٹوٹ کر اس کی کلائی زخمی کر گئیں تھیں۔

ماہی ٹھیک ہو،،،، دور ہٹیں،،، ماہی کے گرنے پر ارتضیٰ کو جیسے ہوش آیا تھا جب وہ بھاگ کر ماہی کے پاس آتا اسے اٹھنے میں مدد کرنے لگا تھا جب ماہی نے روتے ہوئے غصے سے اس کا ہاتھ دور دھکیا تھا اور خود کو سنبھالتی وہاں سے نکلی تھی۔

ماہیبی،،،،، بھاگتی ہوئی ماہی کی زخمی کلائی دیکھ ارتضیٰ نے تکلیف سے اسے پکارا تھا۔

کیا ہوا ماہی تم تو بھائی کے کمرے میں گئی تھی،،، بھاگ کر نیچے آتی سیدھا کچن کے سنک میں ہاتھ دھوتی ماہی کو روتے دیکھ ابہیا نے اس کے پیچھے آتے پریشانی سے پوچھا تھا۔

ماہی بھائی نے کچھ کہا کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو،،،، ماہی کو خاموشی سے آنسوں بہاتے دیکھ ابہیا کی پریشانی مزید بڑھی تھی جب وہ ماہی کا کندھا پکڑ کر اسے جھنجھوڑتی بولی تھی۔

لعنت ہے تم پے یہ نہیں کہ دوا لگاؤ ڈرامے بازو کی طرح بس بولے جا رہی ہو اب بس ختم ہو گئے تمہارے ڈائیلاگز،،، ابہیا کے جھنجھوڑنے پر ماہی نے دانت پیستے رونے سے سرخ ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ابہیا نے ماہی کے سر پر چت لگائی تھی۔

بد تمیز میں تم سے پوچھ رہی ہوں کہ کیا ہوا ہے بجائے مجھے بتانے کہ بکواس کر رہی ہو،،، ماہی کا ہاتھ پکڑ کر اسے کچن میں موجود کرسی پر بیٹھاتی ہوئی بولی تھی۔

کچھ نہیں ہوا،،، پھر یہ چوٹ کیسے لگی،،، ابہیا کے بارہ پوچھنے پر ماہی نے نظریں زمین پر جماتے ہوئے کہا تھا جس پر فرسٹیٹ بوکس ٹیوب نکال کر ماہی کی زخمی کلائی پر لگاتی ابہیا نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

سچ سچ بتاؤ ماہی تم بھائی سے معافی مانگنے گئی تھی نا انھوں نے کچھ کہا ہے کیا،،،ماہی کو خاموشی سے سر جھکائے دیکھ ابہیا نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا تھا جب تکلیف سے ماہی نے سختی سے آنکھیں بند کی تھی۔

نہیں انھوں کچھ نہیں کہا انہیں چائے دے کر آرہی تھی میرا پیر پھیسل گیا اور چوڑیاں ٹوٹ گئی،،،خود پر ضبط کرتی ماہی نے پر سوچ لہجے میں کہتے بات ختم کی تھی پر سامنے بھی ابہیا تھی جو ماہی کا بغور مطالعہ کرنے میں مصروف تھی۔

ماہی،،،،جی امی،،،،ماہی کو ڈھونڈتی ہوئیں شائستہ بیگم کچن میں آئی تھی جب ان کی آواز پر ماہی اور ابہیا دونوں کھڑی ہوئیں تھیں۔

کیا کر رہی ہو تم دونوں یہاں،،،ابہیا اور ماہی کو کچن میں اکیلا بیٹھا دیکھ کر شائستہ بیگم کو تشویش ہوئی تھی۔

کچھ نہیں امی ارتضیٰ بھائی کو چائے دینے گئی تھی بس ہم آہی رہے تھے،،،شائستہ بیگم سے اپنا ہاتھ چھپاتی ماہی نے ابہیا کو چپ رہنے کا اشارہ کرتے کہا تھا۔

تو مطلب تم نے اپنی بد تمیزی کی معافی مانگ لی ارتضیٰ سے بہت اچھی بیٹی ہو تم میری پر کبھی کبھی پتا نہیں کیوں ایسے کام کر جاتی ہو تم کہ مجھے غصہ آجاتا ہے،،،،جی امی آئندہ کبھی نہیں کروں گی،،،ارتضیٰ قریشی تمہیں تو میں کبھی معاف نہیں کروں گی جیسے تم دیکھتے ہو ناویسے تم بلکل بھی نہیں ہو آئے ہیٹ یو،،،،ماہی کی بات پر مسکراتی ہوئی شائستہ بیگم نے نرمی سے ماہی کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے فرمابرداری سے سر جھکاتے ہوئے دل میں ارتضیٰ کو کبھی معاف نا کرنے کی ٹھانی تھی۔

چلو جا کر آرام کر لو تم دونوں بھی پھر صبح تو ویسے ہی مصروفیات ہی مصروفیات ہے،،،،واہ واہ صبح ماہی جی کو دیکھنے والے آرہے ہیں،،،ماہی کو چپ چپ دیکھ شائستہ بیگم غ لگا تھا کہ وہ تھک گئی ہے تبھی وہ ابیہا اور ماہی دونوں کو آرام کرنے کا کہتی جانے کے لیے مڑی تھی جب پیچھے سے انہوں نے ابیہا کی شرارتی آواز سنی تھی جس پر مسکراتی ہوئی وہ چلیں گئیں تھیں۔

ابیہا چلو اچھا ہوا امی نے یاد کروادیا مجھے کل کے لیے ڈریس بھی پریس کرنا ہے تم بتاؤ کل کونسا ڈریس پہنو،،،ابیہا کی بات پر بجائے شرمانے کے ماہی نے خوش ہوتے ہوئے اسے اپنے ساتھ کمرے میں چلنے کا کہا تھا۔

****

ماہی بیٹا کچھ کھا تو لو،،، نہیں بڑی امی میں بس دودھ فہمی ہی کھاؤں گی،،، کہاں جا رہی ہو ماہی،،، سحری کے لیے جمع پورا قریشی خاندان اعجاز صاحب کے پورشن میں موجود تھا جب سب کے ساتھ سحری کرتی عین ارتضیٰ کے سامنے بیٹھی ماہی نے بے دلی سے بس ایک پیالی میں دودھ فہمی لی تھی جسے دیکھ کر نجمعہ بیگم نے فکر سے اسے کچھ اور لینے کا کہا تھا پر وہ سہولت سے انکار کرتی وہاں سے اٹھنے لگی تھی جو مسلسل ارتضیٰ کے گاہے بگاہے دیکھنے پر پریشان تھی جب شائستہ بیگم نے اسے اٹھتے دیکھ کر اسے روکا تھا۔

امی آپ سب سحری کریں مجھے سحری کی ٹرانسمیشن دیکھنی ہے،،، پھر دیکھ لینا پہلے سب کے ساتھ بیٹھ جاؤ،،، شائستہ بیگم کی طرف دیکھتی ماہی نے آہستگی سے کہا تھا جس پر شائستہ بیگم نے اس کی بات رد کرتے اسے بیٹھنے پر زور دیا تھا ایک نظر شائستہ بیگم کو دیکھتی ماہی ناچاہتے ہوئے بھی واپس بیٹھ گئی تھی۔

جانے دو شائستہ بچی ہے دیکھ لے گئی،،، بڑے بھائی پہلے کچھ کھا لے پھر دیکھ لے آپ تو جانتے ہیں یہ بچپن سے کیسی ہے اگر ابھی نا کھایا تو پھر یہ کچھ نہیں کھائے گی اور آج اسے روزہ رکھنے کا شوق بھی چڑھا ہے،،، ماہی کا لٹکا ہوا منہ دیکھ کر اعجاز صاحب نے اس کی طرف داری کی تھی جس پر شائستہ بیگم نے ماہی کی روزے سے بگڑی ہوئی حالت کا سوچتی پریشانی سے گویا ہوئیں تھیں۔

میرا ہو گیا،،، ماہی کو پریشان ہوتے دیکھ ارتضیٰ ڈائیٹنگ ٹیبل سے اٹھتا ہوا بولا تھا جس پر ماہی نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

چائے لوگے ارتضیٰ بیٹا،،، ارتضیٰ کو جاتے دیکھ نجمعہ بیگم نے اس سے چائے کا پوچھا تھا۔

جی امی میرے کمرے میں ہی بھیج دیجئے گا،،، ایک نظر ماہی ہر ڈالتے ارتضیٰ نے چائے کمرے میں بھیجنے کا کہا تھا جس پر کھانے میں مگن ماہی کا ہاتھ روکا تھا اور نظر اٹھا کر سامنے کھڑے ارتضیٰ جو دیکھا تھا جب دونوں کی نظروں کا تصادم ہوا تھا۔

محبت نام ھے بے سکونی کا
کسی نے پایا ہو سکوں تو مثال دے

ارتضیٰ کو اپنی ہی طرف دیکھتے ہوئے پا کر ماہی غصے سے نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا جس پر ارتضیٰ نے سختی سے لب بھیچے تھے اور وہاں سے چلا گیا تھا۔

ماہی یہ فروٹ چاٹ کھالو تھوڑی سی ایسا نا ہو کہ لڑکا تمہاری حالت دیکھ کر رشتے سے منع کر دے،،، ماہی کے لیے فروٹ چاٹ لے کر آتی ابہیا اس کے ساتھ بیٹھتی بولی تھی۔

اچھا اچھا بولو ابہیا،،، ابہیا کی بات پر اسے گھور کر دیکھتی ماہی نے خفگی سے کہا تھا جس پر وہ مسکرائی تھی۔

****

اس لڑکی نے کیا سارا دن سوتے رہنا ہے روزہ رکھ کر سونا ہی نہیں ہوتا،،، نماز پڑھی ہے امی آپی نے،،، شام کے چار بجنے کو آئے تھے اور ماہی میڈم ابھی تک سو رہی تھی کہہ کہہ کر شائستہ بیگم نے اسے ظہر کی نماز کے لیے اٹھایا تھا اب بھی تھوڑی دیر پہلے وہ اسے عصر ہونے سے پہلے اٹھنا چاہے رہی تھی پر ماہی اٹھ کر نہیں دے رہی تھی۔

جاؤ جا کر اٹھاؤ اسے افطاری میں تو کیا مدد کروائے گی یہ،،، تیار ہو جائے وہ بھی غنیمت ہے،،، روزے کی حالت میں سارا کام سنبھالتی شائستہ بیگم نے پریشان ہوتے مرحا کو ماہی اٹھانے کا کہا تھا جس پر وہ گردن ہلاتی ماہی کو اٹھانے کے لیے گئی تھی۔

آپی،،، آپی اٹھ جائیں شام ہو رہی ہے مہمان بھی کچھ دیر میں آ جائے گے،،، ولید بھائی آ گئے ہیں پی آپ کا پوچھ رہے ہیں کہہ دو آپ سو رہی ہیں،،، کیا!!!!،،،
ماہی کو اٹھانے کی کوشش کرتی مرحا نے اب خر حربہ آزمایا تھا تبھی وہ ماہی کے کان کے قریب بیٹھتی ہوئی بولی تھی جب ماہی نے ایک دم سے آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا تھا۔

اٹھ گئی نا اب امی کہہ رہی ہیں اور کچھ نا سہی جلدی سے فریش ہو کر تیار ہو جائیں،،، ماہی کے اٹھتے ہی ہنستی ہوئی مرحا نے اسے شائستہ بیگم کا کہا تفصیل سے بتایا تھا۔

یار مرحا مجھ میں اٹھنے کی ذرا سی بھی ہمت نہیں ہو رہی،،، رونی صورت بناتی ماہی نے مرحا کو دیکھا تھا۔

چلیں میں آپ کی ہیلپ کر دیتی ہوں،،، کونساڈریس نکالنا ہے بتائیں،،، ماہی کی حالت پر ترس لگاتی مرحا نے واڈروب کھولتے پوچھا تھا۔

بلیک نکال دو،،، آپی بلیک میں تو آپ اور بھی کمزور لگیں گی،،، ماہی کے بلیک کہنے کی دیر تھی کہ مرحا نے حیرانگی سے اپنی بہن کو دیکھا تھا۔

نہیں اس میں بہت پیاری لگتی ہوں تم نکال دو،،، مرحا کی بات پر ناک چڑھاتی ماہی نے ناراض ہوتے کہا تھا ہمیشہ ہی سب اس کے کمزور ہونے پر اسے ٹوکتے آئے تھے جس کی وجہ سے ماہی نے بہت کوشش کی تھی اپنا وزن بڑھانے کی پر اس کی ہر کوشش ناکام ٹھہری تھی اور جب سے ماہی نے ایسے ہی رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

چلیں آپ جب تک چینج کریں میں باہر امی کی مدد کر دیتی ہوں،،، ماہی کو کپڑے پکڑتی مرحا شائستہ بیگم کی آواز پر باہر کی سمت بھاگی تھی۔

ماہی تم اب تیار نہیں ہوئی اور سب آ گئے ہیں،،، ماہی،،، لائٹ پینک کلر کی ڈریس میں ملبوس ابیہا نے جلدی میں کمرے میں آتے کہا تھا پر سامنے بیڈ پر اونگھتی ماہی کو دیکھ کر وہ اپنا ماتھا پیٹتی بولی تھی۔

کیاہوا روزہ کھل گیا،،، ابہیا کے اٹھنے پر آنکھیں ملتی ماہی نے پریشان سے پوچھا تھا۔

نہیں ابھی اس میں آدھا گھنٹہ باقی ہے پر اس سے پہلے تمہیں تیار کر کے باہر لے کر جانا ہے تمہاری ہونے والی ساس نے تمہیں یاد کیا ہے،،، ماہی کے پوچھنے پر جلدی میں اس کے بال سنوارتی ابہیا نے اسے باہر آئے مہمانوں کی آمد کا بتایا تھا جس پر ماہی کی آنکھیں پوری طرح سے کھلی تھی۔

کیا ضرورت تھی ماہی تمہیں روزہ رکھنے کی اب کیسے ان لوگوں کے سامنے جاؤ گی،، سہی کہہ رہی ہو تم مجھے نہیں رکھنا چاہیے تھا روزہ،،، ماہی کو سر پر اچھے سے دوپٹہ سیٹ کرتی ابہیا نے فکر سے کہا تھا جس پر ماہی پھیکا سا مسکرائی تھی۔

ابہیا میرے موبائل کا چارجر،،، اپنا فون چارج پر لگوانے کے لیے آئے ارتضیٰ کے باقی الفاظ ماہی کو دیکھتے ہی منہ میں دم توڑ گئے تھے جو بلیک کلر کی ڈریس پر بالوں کو فرنچ اسٹائل میں باندھے سر پر اچھے سے دوپٹہ لیے سرخ آنکھوں سے ارتضیٰ کو ہی دیکھ رہی تھی جب ماہی نیند سے بیداری پر سرخ ہوئی آنکھوں میں ارتضیٰ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔

جی بھائی،،، ارتضیٰ کو اپنی جگہ پر ساکت کھڑے دیکھ ابہیا نے اس کے پاس آتے ہوئے پوچھا تھا۔

میرا چارجر نہیں مل رہا،،، آپ روکیں بھائی میں کے کر آتی ہوں،،، ابہیا کی آواز پر حواس میں لوٹتے ارتضیٰ نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا تھا جب ارتضیٰ کو رکنے کا کہتی ابہیا چارجر لینے کے لیے اوپر بھاگی تھی۔

سوری،،،، ابہیا کے جانے کچھ تعقف بعد ارتضیٰ ماہی کی طرف بڑھتا بولا تھا جس پر ماہی نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا جیسے کہنا چاہا ہو مجھ سے مخاطب ہیں۔

ایم سوری ماہی مجھے غصہ آگیا تھا،،، اور میری وجہ سے تمہیں چوٹ آئی سوری،،، ہمممم،،، ماہی کی سوالیہ نظروں میں دیکھتے ارتضیٰ نے تحمل سے کہتے ماہی کے ہاتھ پر بندھی پلٹی دیکھ کر اپنے کئے کی تلافی کی تھی جس کی جواب میں ماہی نے فقط ہنکار بھری تھی۔

تیرے مزاج کا کوئی قصور نہیں
میرے سلوک نے بدلا ہے لہجہ تیرا

کچھ کہو گی نہیں ماہی،،،، میں سوری کر رہا ہوں تم سے،،، ماہی کے ہنکار بھرنے پر اسے بولنے کے لیے اکساتے ارتضیٰ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

یہ لیں بھائی آپ کا چار جر،،، پر کیا آپ کہیں جا رہے ہیں،،، ابھی ماہی ارتضیٰ اسے کوئی جواب دیتی جب کمرے میں آتی ابہیا نے چار جر ارتضیٰ کی طرف بڑھاتے پوچھا تھا۔

ہاں ایک دوست کے یہاں افطاری پر جا رہا ہوں،،، پر بھائی،،، چلتا ہوں،،،، ابہیا سے چار جر لیتے ارتضیٰ نے ماہی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جب ابہیا نے اسے روکنا چاہا تھا پر وہ بغیر اس کی سنے نکل گیا تھا۔

اچھا ہے چلے گئے،،، ارتضیٰ کے جانے کا سنتی ماہی نے دل میں شکر ادا کیا تھا۔

ماہی کاجل بعد میں ڈال لیں گے چلو،،، ماہی کو چلنے کا کہتی ابہیا نے اسے اپنا ساتھ ہی کھڑا کیا تھا جس میں تو شاید کھڑے ہونے کی بھی ہمت نہیں ہے۔

ابہیا وہاں جاتے ہی ہم دونوں بیٹھ جائیں گے مجھے ڈر لگ رہا ہے کہیں میں گر نا جاؤں بے عزتی ہو جائے گی،،، ابہیا کے ساتھ چلتی ماہی نے سب کے سامنے اپنی عزت افزائی کا سوچتے ہوئے کہا تھا جس پر مسکراتی ہوئی ابہیا نے محبت میں گردن ہلائی تھی کیونکہ اس میں کوئی شک نا تھا کہ اگر ماہی پانچ منٹ بھی کھڑی رہتی تو گر جاتی۔

****

ارتضیٰ کہاں جارہے ہو تم،،،، ارتضیٰ جو جاتے دیکھ مہمانوں کے بیچ سے اٹھتے اس کے پیچھے آتے اعجاز صاحب نے روب دار لہجے میں پوچھا تھا۔

ابو وہ ایک دوست کے یہاں افطار پارٹی ہے اس میں جارہا ہوں،،، اعجاز صاحب کے چہرے پر سختی دیکھ ارتضیٰ نے آہستگی سے انہیں بتایا تھا۔

گھر میں مہمان آئیں ہیں اور گھر کا سب سے بڑا بیٹا نکلا ہے دوستیاں نبھانے کیا کہوں گا جب توفیق صاحب تمہارا پوچھیں گے کہ دوست کے یہاں گیا ہے اپنے گھر آئے مہمانوں کو چھوڑ کر،،، ارتضیٰ کی بات پر اعجاز صاحب بھڑکے تھے پر گھر میں مہمانوں کی موجودگی کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ آہستہ مگر سخت گیر لہجے میں گویا ہوئے تھے جس پر ارتضیٰ نے خاموشی سے سر جھکایا تھا۔

چلو اندر اور ملو سب سے،،، پر ابو،،، میں نے کہا چلو میرے ساتھ،،، ارتضیٰ کی خاموشی کو باہر جانے سے انکار سمجھتے اعجاز صاحب نے اسے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا تھا جس پر ارتضیٰ اپنی چپ توڑتا انہیں روکنے لگا تھا پر سامنے بھی ارتضیٰ قریشی کا باپ تھا جس کے آگے اس کی ایک نہیں چل سکتی تھی تبھی وہ خاموشی سے ان کے پیچھے چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں آیا تھا۔

السلام و علیکم،،،، اعجاز صاحب کے پیچھے آتے ارتضیٰ نے بل د آواز میں سب کو سلام کیا تھا جب سب کی نظر سفید کرتا شلوار میں ملبوس چھ فٹ سے نکلتا قد کسرتی جسم گلابی سفید رنگت پر ہلکی بڑھی ہوئی بیریڈ براؤن بالوں کو سیٹ کئے اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو جھکائے اپنی گلابی لبوں پر دل جیت لینے والی مسکراہٹ سجائے ہوئے تھا پر دل کا حال اس کے برعکس تھا جیسے وہ کسی کو بھی بتانے دیکھانے سے قاصر تھا۔

وعلیکم السلام،،،، ارتضیٰ کی پروقار شخصیت کے بارے میں تو پہلے بہت سنا تھا آج دیکھ بھی لیا اعجاز بھائی،،، ارتضیٰ کو دیکھ کر کھڑے ہوتے توفیق صاحب نے خوش ہوتے سلام کا جواب دیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ارتضیٰ کی پرسنلٹی سے ایمپریس ہوتے توفیق صاحب نے دل سے تعریف کی تھی۔

یہ میرا بیٹا ہے ولید،،،، ارتضیٰ سے ملتے توفیق صاحب نے اپنے ساتھ بیٹھے بیٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا تھا جیسے دیکھ کر ارتضیٰ نے آنکھیں چھوٹی کی تھی۔

بہت اچھا لگا آپ سے مل کر،،،، سب سے مل لیے ہیں بچی کو بھی بلا دیں،،، السلام و علیکم،،،،

ولید کو جانچتی نظروں سے دیکھتے ارتضیٰ نے مختصر کہا تھا جب مسسز توفیق نے ایک بار پھر ماہی کو بلانے کا کہا تھا جب ڈرائنگ روم میں آتی ماہی نے سلام کیا تھا۔

ماشاءاللہ کتنی پیاری بچی ہے،،،ماہی کو دیکھ کر خوش ہوتی مسسز توفیق نے محبت سے کہا تھا جبکہ شائستہ بیگم نے ماہی غصے سے گھورا تھا وجہ اس کا بلیک کلر پہننا تھا جو اس وقت ماہی پر حد درجہ کھل رہا تھا۔

آؤ بیٹا میرے پاس بیٹھو،،،ولید بیٹا تم بھی بیٹھ جاؤ،،،ماہی کو اپنے پاس بیٹھاتی مسسز توفیق نے ولید کو بھی بیٹھنے کا کہا تھا جو مبہوت سا ماہی کو دیکھ رہا تھا اور وہی ارتضیٰ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بند کی تھی۔

بیٹھ تو ہم سب بعد میں بھی جائیں گے فلحال افطاری کا وقت ہو رہا ہے،،،کیوں ابو سہی کہہ رہا ہوں نا،،، مسسز توفیق کے ساتھ بیٹھی ماہی کو گھور کر دیکھتے ارتضیٰ نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

سہی کہہ رہا ارتضیٰ بھئی افطاری کا وقت ہو رہا ہے پہلے افطاری پھر باتیں بھی ہوتی رہیں گی،،،،ارتضیٰ کہ بات سے متفق ہوتے اعجاز صاحب نے سب کو افطاری کے لیے کہا تھا اور خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

بیٹھا تا ہوں تمہیں ان لوگوں کے ساتھ،،،،سب کو افطاری کے لیے حال میں جاتے دیکھ ارتضیٰ ماہی کو دیکھتے دل میں سوچ کر مسکرایا تھا۔

ابہیا سہی لگا رہی ہوں نا،،،،افطاری سے فارغ ہوتے ہی سب لوگوں کو ڈرائنگ روم میں جاتے دیکھ ماہی خود کو ٹچ اپ دینے کے لیے آرام سے دبے پاؤں ابہیا کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے آئی تھی جب موبائل میں مصروف ابہیا کو مخاطب کرتی ماہی نے خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

ہاں سہی لگ رہی ہو،،، بغیر ماہی کی طرف دیکھے ابیہا نے مصروف سے انداز میں کہا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

ابہیا ادھر دیکھ کر بتاؤ مجھے،،، بھائی سے بات کر رہی ہو،،، ابہیا کے نا دیکھنے پر ماہی اس کے سر پر پہنچتی بولی تھی جب فون اسکرین پر ازحان کے ساتھ ہوئی چیٹنگ دیکھ کر بولی تھی جس پر ابہیا نے مسکرا کر میں گردن ہلائی تھی۔

یار ماہی بہت اچھی لگ رہی ہو اور یہ سب تمہارے اس بیسن کے لیپ کا کمال ہے جو تم نے روزے کی حالت میں کیا داد دینے پڑے گی ویسے تو تم میں جان نہیں تھی اور بیسن کا لیپ بھی کر لیا،،، ماہی کی چمکتی دمکتی رنگت کو دیکھتی ابہیا نے ماہی کے صبح کئے کارنامے پر اسے سلامی پیش کی تھی۔

آہستہ بولو امی سن لیں گی،،، اووو سوری،،، بولتی ہوئی ابہیا کے منہ پر ہاتھ رکھتی ماہی نے شائستہ بیگم کے ڈر سے اسے آہستہ آواز میں بولنے کا کہا تھا کیونکہ یہ کارنامہ ماہی اور ابہیا نے ان سے چھپ کر انجام دیا تھا تبھی تو ابہیا اپنی غلطی پر زبان دانتوں تلے دباتے کان پکڑ کر بولی تھی۔

ویسے تم نے لڑکا دیکھا ابہیا کیسا ہے،،، کیوں تم نے نہیں دیکھا،،، شرم سے سر جھکاتی ماہی نے ابہیا سے ولید کے بارے میں پوچھا تھا جس پر ابہیا حیران ہوئی تھی۔

کیسے دیکھتی سامنے تو ارتضیٰ بھائی بیٹھ گئے تھے اگر ایک نظر بھی اٹھتی تو آنکھیں نا نکال لیتے میری اوپر سے ان کے حکم ہی ختم نہیں ہو رہے تھے ماہی پکوڑوں کی ٹرے پاس کروانا ماہی فروٹ چاٹ تو دو اور نظر بھی مجھ پر جیسے

سامنے بیٹھے ہی اس لیے ہوں اب تم بتاؤ انہیں دیکھتی یا پھر ان کے ساتھ بیٹھے ولید کو،،، ابہیا کے حیرانگی سے دیکھنے پر ماہی نے ارتضیٰ کے افطاری کے وقت پر کئے ڈرامے پر دانت پیستے ہوئے کہا تھا جس پر ابہیا مسکرائی تھی ۔

پاگل بھائی نہیں چاہتے کہ تمہارے ہونے والے سسرال والوں پر تمہاری اور ان کے بیچ ہوئی لڑائی کا کوئی اثر ہو ،،،، ہمممم پر پھر بھی،،،، پھر بھی کیا اچھا ٹھیک میں بھائی کو کہہ دیتی ہوں تم سے بات نا کرے،،،، نہیں یار ایسا نہیں ہے،،،، ماہی کو غصے سے لال پیلا ہوتے دیکھ ابہیا نے اسے سمجھانا چاہا تھا جبکہ ارتضیٰ کے یہ سب کرنے پر وہ خود بھی کافی دیر سے حیران و پریشاں تھی۔

ابہیا آپی آپ نے بھائی کو کال کی وہ اب تک نہیں آئے،،، باتوں میں مصروف ابہیا اور ماہی نے مرحا کی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

ہاں ابھی ابھی ہوئی ہے مرحا وہ آرہے ہیں بس پانچ منٹ میں،،،، ماہی کی ساس کو شوگر ہونے کی وجہ سے وہ میٹھے سے پرہیز کرتی تھیں تبھی ان کے لیے اقبال صاحب نے ازحان کو ان کے لیے کینڈرل شوگر لانے کا کہا تھا جس کے لیے وہ نماز پڑھ کر فوراً ہی مارکیٹ کے لیے نکل گیا تھا۔

انہیں اتنی دیر کیوں ہو گی مما پریشان ہو رہی ہیں،،،وہ کنڈریل مل نہیں رہی تھی اس لیے انہیں دور کے اسٹور پر جانا پڑا،،، ٹھیک ہے میں امی کو بتا دیتی ہوں اور آپ دونوں آجائیں امی غصہ کر رہی ہیں،،، ابہیا کو دیکھتی مرحا نے پریشانی سے پوچھا تھا جس پر ابہیا نے کچھ دیر پہلے ازحان سے ہوئی ساری بات اسے بتائی تھی جس پر وہ سر ہلاتی انہیں آنے کا کہتی چلی گئی تھی۔

چلیں ماہی،،،، ہاں بس ائیر رنگ پہن لوں،،،، اپنے سر پر اچھے سے دوپٹہ لیتی ابہیا نے ماہی کو چلنے کا کہا تھا جب ماہی نے جلدی سے جیولری بوکس سے اپنے لیے ائیر رنگ نکال کر بغیر غور کئے کانوں میں ڈالے تھے اور ابہیا کے پیچھے ہی نکل گئی تھی۔

****

اور بیٹا کیا کرتی ہو،،،، ماہی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی مسسز توفیق نے نرم سی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے پوچھا تھا جس پر سامنے بیٹھے ولید نے بڑے غور سے خوبصورت نقوش کی مالک معصوم سی ماہی کو دیکھا تھا جو صرف دیکھنے میں ہی معصوم نظر آتی تھی۔

کچھ خاص نہیں آنٹی امی کی گھر کے کام میں ہیلپ کروادیتی ہوں،،، مسسز توفیق کے پوچھنے پر ہمیشہ چیخنے چلانے والی ماہی کی آواز آج نکل کر ہی نہیں دے رہی تھی تبھی وہ آہستگی سے جواب دیتی مسکرائی تھی پر اس کی اس قدرے دھیمے لہجے میں بات کرنے پر ولید کے ساتھ بیٹھے ارتضیٰ نے آئیبرریز کی تھی۔

ویسے تو گلا پھاڑ کر بولتی ہے آج اتنی تحمل مزاجی واہہہ ماہی بی بی تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ آگے کی چیز ہو،،، شرم سے سر جھکا کر بیٹھی ماہی کو دیکھتے ارتضیٰ نے دل میں سوچتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

یہ ہاتھ پر کیا ہوا بیٹا،،، صبح سے اپنی زخمی کلائی سب کی نظروں سے چھپاتی ماہی نے جیسے ہی بال پیچھے کرنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا کہ مسسز توفیق نے اس کے ہاتھ پر بندھی پٹی دیکھ کر فکر سے پوچھا تھا جس پر ماہی نے بے ساختہ سامنے بیٹھے ارتضیٰ کو دیکھا تھا جو مسسز توفیق کے سوال پر شرمسار ہوا تھا۔

کچھ نہیں آنٹی وہ مجھے چوڑیاں بہت پسند ہیں اکثر ہی ہاتھ میں ٹوٹ جاتی ہیں تو بس وہ ہی لگ گئی،،، ارتضیٰ کے جھکے سر کو دیکھتی ماہی نے مسکرا کر بات بناتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے نظر اٹھاتے ماہی کو دیکھا تھا۔

ہر دوسرے دن اس کے ہاتھ زخمی ہوئے ہوتے ہیں اتنی بار کہا ہے اسے ہم نے نا پہنا کرے پر مانتی ہی نہیں مسسز توفیق آپ ہی سمجھا دیں،،، نہیں بھئی اس پر تو میں بھی نہیں منع کرو گی پر ہاں یہ ضرور کہوں گی کہ چوڑیاں پہنے پر احتیاط ضرور کیا کرے کیوں ماہی بیٹا کرو گی نا احتیاط،،، جی آنٹی،،، ماہی کی کلائی پر بندھی پٹی

دیکھتی شائستہ بیگم کو پریشانی ہوئی تھی پر وہ مسسز توفیق کے سامنے کچھ بھی کہنے یا پوچھنے کا ارادہ ملتوی کرتی انہیں ماہی کو سمجھانے کا کہتی مسکرائیں تھیں پر مسسز توفیق نے بجائے ماہی کو منع کرنے کے اسے احتیاط کرنے کا کہا تھا جس پر ماہی نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔

ویسے پڑھ کیا رہی ہیں آپ،،، ماہی کی خوبصورت آواز سن کر ولید نے بے چینی سے پوچھا تھا جس پر ماہی نے ہمت کرتے سامنے بیٹھے ولید کو دیکھا تھا اور بس وہی ماہی کو حیرانگی ہوئی تھی اور اس کا منہ کھولا رہے گیا تھا جبکہ ماہی کی حالت دیکھتا ارتضیٰ مسکرایا تھا پر سامنے بیٹھا ولید سفید رنگ کے کاٹن کا سوٹ پہنے اپنے بالوں کو بین اسٹائل میں سیٹ کئے وہ مسکرا کی ماہی کو دیکھ رہا تھا۔

یہ بی اے کر رہی ہے،،، کیوں ماہی،،، ابھی ماہی کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ارتضیٰ نے اسے کے بولنے سے پہلے ہی خود جواب دیا تھا جس پر ڈرائنگ روم میں موجود سب خوش ہوئے تھے پر ولید ایک نظر ماہی کو دیکھ کر چپ ہوا تھا۔

ارے ماہی تم نے بلیک ڈریس کے ساتھ یہ وائیٹ کلر کے ائیر رنگز کیوں پہنے ہیں،،، ولید کی خاموشی بھانپتے ارتضیٰ نے گرم لوہے پر ایک اور وار کیا تھا جس پر ولید نے حیرت سے پہلے ماہی اور پھر اس کے ساتھ بیٹھی اپنی ماں کو دیکھا تھا جو ماہی کو ہی دیکھ رہی تھیں۔

بد تمیز ابہیا،،، اکیلے میں بتا دیتے سب کے بیچ میں بے عزتی کر دی یہ تو کبھی مجھے بے عزت کرنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑیں گے،،، ارتضیٰ کے بتانے پر اپنی دونوں ہاتھ کانوں پر رکھتی ماہی نے ایک سائیڈ پر سب سے الگ بیٹھی ابہیا کو گھورا تھا اور پھر مسکراتے ہوئے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے وہ دل میں اس سے مخاطب ہوئی تھی جو اس وقت اس کی اور ولید کی دونوں کی حالت سے مزہ لے رہا تھا۔

کوئی بات نہیں اچھی لگ رہی ہیں یہ بھی،،، ماہی کو اپنی طرف دیکھتے ارتضیٰ نے ہنستے ہوئے دل سے ماہی کہ تعریف کی تھی۔

مطلب آپ کو چنگ سینٹر جاتی ہو نگی،،، نہیں نہیں کوئی کو چنگ وچنگ نہیں میں خود پڑھاتا ہوں ابہیا اور ماہی کو ،،، ارتضیٰ کی باتوں کو نظر انداز کرتے ولید نے پھر سے بات کا آغاز کیا تھا پر ارتضیٰ پر تو نجانے کونسا بھوت سوار تھا کہ وہ ہر بار کی طرح اب کی بار بھی بیچ میں بولا تھا جب ماہی سمیت سب نے حیرانگی سے ارتضیٰ جو دیکھا تھا جو اپنی عادت کے بر خلاف ہنستا ہوا بول رہا تھا اور سب کو حیران کر رہا تھا۔

جھوٹے کہیں کے کب پڑھاتے ہیں مجھے،،، ارتضیٰ کے جھوٹ پر آنکھیں جھوٹی کرتی ماہی نے دل میں سوچا تھا۔

جی ارتضیٰ بھائی پڑھاتے ہیں مجھے،،،ولید کو چپ دیکھتی ماہی نے ایک نظر ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا جہاں ماہی کے بھائی کہنے پر ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا وہی ولید کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آئی تھی جیسے دیکھتے ارتضیٰ نے سختی سے مٹھیاں بند کی تھی۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے بہت اچھا کرتے ہیں آپ،،،ماہی کے جواب دینے پر مسکراتے ہوئے ولید نے ارتضیٰ کی طرف مڑتے کہا تھا جس پر ارتضیٰ زبردستی مسکرایا تھا۔

ماہی چائے بنادو،،،،ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ازحان کو دیکھتے ارتضیٰ نے ولید کے عین سامنے کاؤچ پر شرماتی ہوئی ماہی کو دیکھتے قدرے دھیمے لہجے میں ارتضیٰ نے ماہی کو چائے بنانے کا کہا تھا جبکہ اس وقت ارتضیٰ کا غصے سے برا حال تھا وہ کسی بھی طرح ماہی کو منظر سے غائب کرنا چاہتا تھا۔

ماہی جاؤ چائے بنا کر لے آؤ سب کے لیے،،،،اس وقت کون چائے پیتا ہے،،،ماہی کو اس کی جگہ سے نا ہلتا دیکھ ارتضیٰ نے اب کے بار لفظوں پر زور دیتے ہوئے تھوڑے سخت لہجے میں کہا تھا جس پر ماہی نے بظاہر مسکرا کر ارتضیٰ کو دیکھتے دانت پیستے دل میں سوچا تھا۔

ہاں ہاں ماہی بیٹا جاؤ چائے لے آؤ سب کے لیے،،،ارتضیٰ کی بات سنتی نجمعہ بیگم اور مسسز توفیق کے ساتھ باتوں میں مصروف شائستہ بیگم نے بھی نرم سی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ماہی کو چائے بنانے کا کہا تھا جس پر ماہی شائستہ بیگم کو دیکھ فقط گردن ہلا سکی تھی۔

جاؤوؤ،،،شائستہ بیگم کے کہنے پر ارتضیٰ کو گھور کر دیکھتی ماہی کو اپنی طرف دیکھتے پا کر ارتضیٰ نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا تھا جب وہ پیر پٹختی ہوئی وہاں سے گئی تھی۔

ویسے تو عشاء کے بعد بھی چائے پیتے انہیں موت پڑتی ہے اور آج مغرب کے فوراً بعد چائے چاہیے جل ککڑے کہیں کے،،،چائے کا پانی رکھتی ماہی نے سلگتے ہوئے چولہا جلایا تھا جب ہنستے ہوئے ارتضیٰ کا چہرہ اس کے سامنے لہریا تھا۔

بن گئی چائے،،،کچن میں ماہی کی مدد کرنے کے لئے آئی ابہیا نے ماہی کو کپز میں چائے ڈالتے دیکھ کر پوچھا تھا۔

ہاں بس لے کر جانی،،،پہلے یہ بتاؤ ابہیا میں پیاری تو لگ رہی ہوں نا،،،ابہیا کے پکارنے پر چائے ڈالتی ماہی نے اپنے کپڑے اور بال سیٹ کرتے پوچھا تھا جس پر ابہیا نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

حد ہے ماہی صبح سے نجانے تم کتنی بار پوچھ چکی ہو تم پوچھتے ہوئے نہیں تھکی پر میں تمہیں بتا بتا کر تھک چکی ہوں کہ تم بہت پیاری لگ رہی ہو،،، صبح سے کئی بار پوچھے گئے سوال پر اب کی بار ابیہا کی بس ہوئی تھی تبھی وہ ماہی کو دیکھتی نفی میں سر ہلاتی گویا ہوئی تھی۔

اتنی تقریر کرنے کی کیا ضرورت تھی سمپل کہہ دیتی پیاری لگ رہی ہو ماہی اب چلو چائے لے چلیں ٹھنڈی ہو رہی ہے،،، ابیہا کی باتوں کا بلکل بھی برا نا مانتی ماہی نے چمکتی ہوئی اسٹیل کی پلیٹ میں خود کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ارے میں تو بھول ہی گیا ماہی ذرا میرے کمرے سے سر درد کی دوا تو لا دو،،، سب کو چائے سرو کرنے کے بعد نزاکت سے مسسز توفیق کے پاس بیٹھی ماہی کو ابھی دو منٹ بھی نہیں ہوئے تھے جب ارتضیٰ نے اسے ایک اور کام کہا تھا جس پر ماہی نے غصے سے ارتضیٰ کو دیکھا تھا پر سب کی موجودگی اور اپنے منگیتر کے خیال سے وہ فرمابرداری سے سر ہلاتی کھڑی ہوئی تھی۔

لے آتی ہوں،،، اور کچھ چاہیئے ہو تو وہ بھی بتا دیں وہ لے آتی ہوں،،، نہیں بس اتنا ہی کافی ہے،،، ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں میں دیکھتی ماہی نے دانت دباتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا تھا جس پر ولید کو اپنی اور ماہی کی طرف دیکھتے ارتضیٰ نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

کر لیں ارتضیٰ جو کرنا ہے میں بھی سود سمیت بدلا لوں گی،،، جلتی کڑکتی ماہی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی خود سے باتیں کرتی ارتضیٰ کے کمرے میں آئی تھی۔

یہ دوا لینی تھی،،، سائیڈ ٹیبل پر رکھی ٹیبلیٹ اٹھاتی ماہی جلدی میں جانے کے لیے مڑی تھی۔

یہ لیں،،، ارتضیٰ کی طرف ٹیبلیٹ بڑھاتی ماہی نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

اب پانی بھی دے دو یار،،، بے تکلفی سے کہتا ارتضیٰ ماہی کو صدمہ دے گیا تھا جس پر وہ بے یقینی سے ارتضیٰ کو دیکھتی پانی لینے کے لیے گئی تھی۔

یہ پاگل ہو گئے ابہیا،،، ارتضیٰ کو پانی دے کے ابہیا کے پاس آ کر بیٹھتی ماہی نے کان کے قریب سرگوشی نما کہا تھا۔

میں بھی حیران ہوں ماہی میں نے بھی بھائی کو کبھی اتنا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا،،، ماہی کے قریب کھسکتی ابہیا نے حیرانگی سے کہا تھا جس پر ماہی نے سامنے بیٹھے ارتضیٰ کو دیکھا تھا جو اس وقت اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

یہ مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں ابہیا،،، چلیں پھر ہمیں اجازت دیں،،، ارتضیٰ کے دیکھنے پر خوفزدہ ہوتی ماہی نے ابہیا کے پیچھے ہوتے کہا تھا جب سب مہمان جانے کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔

ارے بیٹھے تو سہی اتنی جلدی،،،، اب تو آنا جانا لگا رہے گا اقبال،،،، آخر کو ہماری بیٹی آپ کے گھر پر ہے جلد لینے آئیں گے،،، توفیق صاحب اور ان کی فیملی کو جانے کے لیے تیار دیکھتے اقبال صاحب نے انہیں رکنے کا کہا تھا جب توفیق صاحب نے مسکرا کر کہتے انہیں گلے لگایا تھا جس پر اقبال صاحب اور اعجاز صاحب خوش ہوئے تھے پر ان کے برعکس ارتضیٰ نے رشتہ پکا ہونے کا سن کر غصے سے ابہیا کے پیچھے کھڑی ماہی کو گھورا تھا جو اس وقت مسکرا رہی تھی۔

****

آج جو ارتضیٰ بھائی نے کیا ہے نا وہ بالکل بھی اچھا نہیں کیا،،، سب مہمانوں کے جاتے ہی ماہی جلے پیر کی بلی کی طرح ڈرائنگ روم میں چکر کاٹتی ہوئی بولی تھی جس پر ابہیا نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

یہ سب باتیں ہم کمرے میں چل کر کرتے ہیں ماہی پہلے ہی چاچی تم سے ناراض ہیں اب اگر تم نے کچھ کہا تو اچھا نہیں ہو گا،،، سب کو اندر آتے دیکھ ابہیا نے ماہی کو ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

وہ کیا سمجھتے ہیں میں نے اپنے نئے نئے بنے منگیتر کے سامنے ان کی عزت کر دی وہ تو فری ہی ہو گئے،،، کمرے میں آتی ماہی اپنے کانوں سے ائیر رنگز اتارتی غصے سے بولی تھی جس پر ابہیا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

چھوڑو ماہی فلحال ان سب باتوں کو یہ بتاؤ لڑکا کیسا لگا،،، ماہی کو غصہ کرتے دیکھ ابہیا اس کا ہاتھ پکڑتے اسے بیڈ پر لاتی بولی تھی۔

سہی ہے پر تمہیں نہیں لگتا ابہیا وہ کچھ زیادہ کمزور ہے،،،، ابہیا کے پوچھنے پر ولید کی صحت کا سوچتی ماہی نے اداسی سے کہا تھا۔

تم کونسا زیادہ موٹی ہو،،، وہ تو پھر بھی تم سے دیکھنے میں کچھ سہی ہے،،، ماہی کی بات ناک سے مکھی اڑاتی بولی تھی جس پر ماہی چپ ہوئی تھی۔

ہاں پر وہ بلکل اپنی امی کی سنتا ہے دیکھا تم نے کیسے آنٹی کہہ رہیں تھیں تو بیٹھ رہا تھا اور جب میں نے چائے دی تب بھی آنٹی نے کہا لے لو تو لی،،، ہمممم،،، سوچ میں ڈوبی ماہی نے ولید کی جو عادت نوٹ کی تھی وہ بتائی تھی جس پر ابہیا نے بھی اس کی بات سے متفق ہوتے مثبت میں گردن ہلائی تھی۔

اچھا لگ رہا تھا پر اس سے زیادہ اچھے تو ارتضیٰ بھائی لگ رہے تھے،،، یہ اب بھائی کہاں سے بیچ میں آ گیا ماہی،،، گہری سوچ میں ڈوبی ماہی کے سامنے ارتضیٰ کا مسکراتا چہرہ آیا تھا جس پر وہ کھوئے کھوئے لہجے میں کہتی ارتضیٰ اور ولید کا موزونہ کرنے لگی تھی جب اچانک سے ابہیا نے ماہی کے ہاتھ پر چت لگاتے اسے ہوش دلایا تھا۔

وہ تو بیچ میں ہی ہیں میں نے انہیں صرف مہمانوں کی وجہ سے عزت دی ہے اور وہ فری ہو رہے تھے،،،، ابھیا جاؤ تمہیں امی بلا رہی ہیں،،،، ابھیا کی بات پر خود کو کمپوز کرتی ماہی نے بات بدلتے ہوئے کہا تھا جب مہمانوں کو چھوڑ کر غصے سے کمرے میں آتے ارتضیٰ نے ماہی کی بات سنتے خود کو پر سکوں رکھتے تحمل سے کہا تھا جس پر ابھیا نجمعہ بیگم کا نام سنتی بھاگی تھی۔

تو نا کرتی اپنے اس ہڈیوں کے ڈھانچے والے منگیتر کے سامنے میری عزت میں کونسا مرا جا رہا تھا تمہاری دی عزت کے لیے،،،، ابھیا کے جاتے ہی ارتضیٰ مدعے پر آیا تھا جب ماہی کو چپ دیکھتے ارتضیٰ نے ولید کی صحت پر چوٹ کرتے کہا تھا جس پر ماہی کا منہ کھولے کا کھولا رہے گیا تھا۔

کیسے تمیز سے پیش آ رہی تھی یہ ہی دیکھ رہا تھا میں،،،، اب کیا ایسے ہی منہ کھول کر کھڑی رہو گی اس کے سامنے بھی منہ کھول کر کھڑی ہو گئی تھی تمہیں کیا لگا میں نے پہچانا نہیں اچھا نہیں لگا نا تو نا کر دیتی،،،، ماہی کی چپی کا فائدہ اٹھاتے ارتضیٰ نے تحمل مزاجی سے کام لیتے ماہی کو بولنے کے لیے اکسایا تھا جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو گیا تھا تبھی ماہی نے اپنی آنکھیں پوری کھولتے ہوئے ارتضیٰ پر چلائی تھی۔

کیوں کر دیتی نا آپ تو چاہتے ہی یہیں ہیں کہ میری شادی نا ہو اور ساری زندگی آپ کے طعنے سنتی رہوں تو سن لیں ارتضیٰ قریشی مجھے ولید جی بہت پسند آئے ہیں اور اب تو میں ان سے ہی شادی کروں گی اور آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا میرے ہونے والے شوہر کی صحت کا مزاق اڑانے کا سمجھے،،،،، غصے میں سارے لحاظ بلائے طاق

رکھتی ماہی نے ولید کے نام کے ساتھ جی لگاتے ارتضیٰ کے غصے کو ہوا دی تھی تبھی ہی ایک ہی جست میں اپنے اور ماہی کے بیچ کا فاصلہ طے کرتا ارتضیٰ ماہی کے روبرو آیا تھا جس پر ماہی نے ڈرتے ہوئے دو قدم پیچھے لیے تھے ۔

توکل کی کرتی آج ہی کر لیتی شادی ہماری جان چھوڑ دیں ماہی محترمہ ویسے بھی ہمارے لیے ہی اچھا ہے کہ تم جیسی بد تمیز چال باز لڑکی جلد از جلد نکل جائے ہمارے گھر کیسے دوسرے لڑکوں کو دیکھ کر شرماتی ہو تم،،،ماہی کی باتوں پر خود پر بمشکل ضبط کرتے ارتضیٰ نے ماہی سے ایک قدم کے فاصلے پر مقابل کھڑے ہوتے ہاتھ جوڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا دبے دبے لہجے میں دھاڑا تھا جس پر ماہی کی آنکھوں میں ارتضیٰ کی باتوں اور غصے کے ڈر سے نمی آئی تھی۔

میں آپ کے احترام میں چپ ہوں اس کا،،،،بس یہ ڈھکوسلے کسی اور کے سامنے کرنا جو تمہیں جانتا نا ہو کتنی عزت کرتی ہو تم سب جانتا ہوں،،،ارتضیٰ کی باتوں پر ڈر سے کپکپاتی ماہی نے کچھ کہنا چاہا تھا پر ابھی ماہی نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی جب ماہی کی طرف قدم بڑھاتا ارتضیٰ نے درمیان کا فاصلہ ختم کرتے سخت گیر لہجے میں کہتا سختی سے لب بھینچ گیا تھا۔

ارتضیٰ بھ،،،بھائی،،،،ارتضیٰ کے قریب آنے پر پیچھے ہوتی ماہی دیوار سے جا لگی تھی جب ماہی نے ڈر سے آنکھیں بند کرتے ارتضیٰ کو پکارا تھا جو اس وقت کھوئی کھوئی نظروں سے صرف ماہی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

ارتضیٰ،،،، تمہاری کال ہے،،،، ابھی وہ ماہی کو کچھ اور دیکھنے کا ارادہ رکھتا تھا پر کمرے کے باہر سے آتی ازحان کے آواز پر وہ حواس میں لوٹتا ایک سکینڈ میں ماہی سے دور ہوا تھا جو ارتضیٰ کی اس قدر قربت پر خوف سے آنکھیں سختی سے بند کئے ہوئے تھے ایک نظر ماہی کو دیکھتا ارتضیٰ لمبے لمبے ڈھانگ بھرتا چلو گیا تھا پیچھے ماہی کو تکلیف میں مبتلا کرتا۔

کیوں کرتے ہیں اتنی نفرت مجھ سے ارتضیٰ آپ اچھا ہے چلی جاؤں نا مجھے آپ کی شکل دیکھنی پڑی گی نا آپ کو میری،،،، ارتضیٰ کے چلے جانے پر اس کی غیر موجودگی محسوس کرتی ماہی نے آنکھیں کھولتے جب اسے کہیں نا پایا تو وہ وہی زمین پر بیٹھتی رونے لگی تھی۔

تمہارے اور میرے سرد رویئے سے صاف لگتا ہے
عمروں کے سلسلوں کے سفر میں ضروری نہیں ساتھ ہمارا

کیا بات ہے ماہی صبح سے سے دی کھ رہی ہوں اداس ہو کوئی بات ہے تو بیٹا مجھے بتاؤ،،، صبح سے ماہی کی مرجھائے چہرے کو دیکھ کر پریشان ہوتی شائستہ بیگم نے ماہی کے کمرے میں تے فکر سے پوچھا تھا پر ماہی نے سرخ نم آنکھوں سے شائستہ بیگم کو دیکھا تھا۔

کیابات ہے بتاؤ،،، کیالڑکا پسند نہیں آیا اگر ایسا ہے تو بتاؤ بیٹا ہم تمہاری مرضی کے خلاف فیصلہ نہیں کریں گے ،،،ماہی کی مسلسل خاموشی پر شائستہ بیگم نے دل میں آیا خدشہ ظاہر کیا تھا۔

نہیں امی ایسی کوئی بات نہیں،،، شائستہ بیگم کو خود ہی ماہی کی خاموشی کا مطلب بناتے دیکھ ماہی نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

پھر کیابات ہے صبح سے کمرے میں بند ہو کل تو اتنی خوش تھی تم اور اب اچانک سے ایسا کیا ہوا ہے،،، ماہی کی بات پر متفق نا ہوتی شائستہ بیگم نے کریدنے کی کوشش کی تھی جس میں وہ ناکام ٹھہری تھیں۔

امی ایسی کوئی بات نہیں ہے سر میں درد ہے طبیعت ٹھیک نہیں ہے میری اس لیے بس سوچا کمرے میں ہی آرام کرلوں،،، شائستہ بیگم کو نا مانتے دیکھ ماہی نے زبردستی مسکرا کر کہتے ان کے گود میں سر رکھا تھا۔

چلو میں دبا دیتی ہوں،،، ماہی کے بال سنوارتی شائستہ بیگم نے ماہی کی پیشانی چومتے ہوئے سر دبایا تھا جس پر ماہی کی آنکھیں نم ہوئی تھی جنہیں وہ شائستہ بیگم سے چھپانے کے غرض بند کر گئی تھی۔

پتا ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے کس کی کال آئی ہے،،،ماہی کے بالوں میں ہاتھ چلاتی شائستہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے اپنی سرخ ہوئی آنکھیں کھول کر شائستہ بیگم کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

تمہاری ہونے والی ساس کا مسسز توفیق کی کال تھی تم سے بھی بات کرنا چاہتی تھی پر میں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ تم سر رہی ہو،،، سہی کیا ویسے بھی میرے سر میں بہت درد تھا جیسے بات کرتی،،،ماہی کو دیکھتی شائستہ بیگم نے تھوڑی دیر پہلے آئے مسسز توفیق کے فون کی بابت بتایا تھا جس پر ماہی نے فرش پر نظر جماتے ہوئے کہا تھا۔

پوچھوں گی نہیں اور کیا کہا انہوں نے،،،ماہی کی خاموشی شائستہ بیگم کو کھل رہی تھی تبھی وہ چاہتی تھی ماہی ان سے بچوں کی طرح پوچھے۔

کیا رہے تھیں،،،شائستہ بیگم کے کہنے پر ماہی نے بے دلی سے پوچھا تھا آج چاہا کر بھی ماہی خوش نہیں ہو پا رہی تھی ۔

وہ چاہتی ہیں میں تمہارا بھائی بھابھی ان کے گھر آئیں تاکہ سب مل کر شادی کی ڈیٹ فکس کر لیں،،، کیاااامی اتنی جلدی،،،ماہی کے پوچھنے پر شائستہ بیگم نے مختصر سی بات میں مسسز توفیق سے ہوئی گفتگو ماہی کے گوش گزار کی تھی جس پر ماہی حیرت سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ہاں جلدی تو ہے تمہارے ابو نے بھی بات کی پر ولید شادی کے بعد جرمی جانے کا خواہشمند ہے اور وہ شادی کے بعد وہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے،،،ماہی کی آنکھوں میں حیرانی سے دیکھ شائستہ بیگم نے ساری بات تحمل سے ماہی کو سمجھائی تھی۔

تمہارے ابو کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے اگر تمہیں ہے تو بتاؤ ہم بات کر کہتے ہیں ان سے ماہی،،، ہمممم اچھا ہی ہے میں جلد ہی چلی جاؤں گی یہاں سے ارتضیٰ بھائی خوش ہو جائیں گے شاید اللہ پاک بھی ان کی خوشی چاہتے ہیں،،، ماہی بیٹا کیا ہوا،،، نہیں امی کچھ نہیں ٹھیک ہے جیسے آپ سب بہتر سمجھیں،،،شائستہ بیگم کے بات پر کل رات ارتضیٰ کے کہے الفاظ سوچتے ماہی سوچ میں ڈوبی تھی جب اسے خیالوں میں گم دیکھتی شائستہ بیگم نے کندھا پکڑتے ہلایا تھا جس پر حواس میں لوٹتی ماہی نے پھیکا سا مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا جس پر شائستہ بیگم نے مسکرا کر آگے بڑھتے ماہی کو پیار کیا تھا جس پر ایک بار پھر ماہی کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

ماہی کیا ہوا کوئی بات ہے نا تم بتا نہیں رہی،،، کسی کی کوئی بات بری لگی ہے،،، یا،،، امی امی کچھ نہیں کچھ بھی نہیں ہوا کسی کی بات بری نہیں لگی بس یہ سوچ کر آنکھیں نم ہو گئی شادی کے بعد کون مجھے اتنا پیار کرے گا،،،ماہی جو روتے دیکھ شائستہ بیگم نے پریشان ہوتے اس سے پوچھا تھا جس پر ان کی بات بیچ میں کاٹتی ماہی نے ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے نم آنکھوں سے انہیں مسکرا کر دیکھا تھا جس پر شائستہ بیگم کی آنکھیں بھی نم ہوئیں تھی۔

کیا مجھے بھی رولانے لگی ہو میں نے نہیں رونا تمہاری رخصتی پر،،،ہاہاہاہاں،،،ماہی کو مضنوئی خفگی سے دیکھتی شائستہ بیگم نے اپنے آنسوؤں پہنچتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے ہنستے ہوئے ان کی بات پر ہامی بھری تھی۔

اور میں تو بھول ہی گئی کہ میری بیٹی کسی کی بات کا برا نہیں مانتی،،،ماہی کو ہنستے ہوئے دیکھ شائستہ بیگم نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے مسکرا کر پلکیں جھپکائیں تھیں۔

چلو فریش ہو کر باہر آؤ اور میری مدد کرو پھر رات میں تمہارے ابو بڑے ابو میں اور بھابھی جا رہے ہیں ان کی طرف،،،ماہی کو فریش ہونے کا کہتی شائستہ بیگم نے اسے کچن میں مدد کروانے کا کہا تھا جس پر ماہی مثبت میں گردن ہلاتی فریش ہونے کے لیے کھڑی ہوئی تھی جبکہ اسے اٹھتے دیکھ شائستہ بیگم کمرے سے چلیں گئیں تھیں

۔

سہی تو کہہ رہیں تھیں امی میں نے کب کسی کی بات دل پر لی ہے جو آج ارتضیٰ بھائی کی بات کا مجھے اتنا برا لگ رہا ہے جبکہ ان کے طعنے تو میں کتنے سالوں سے سنتی آ رہی ہوں مشکل سے ہی کوئی دو چار سال وہ میرے ساتھ اچھے رہیں ہوگے نہیں میں کبھی بھول بھی نہیں سکتی پر جو وہ ان گزرے سالوں میں کر کے ہیں شاید انہیں بھی کبھی بھول نا سکوں گی اپنے اندر کے درد و تکلیف کو چھپا کر اپنوں کی خوشی کے لیے بظاہر مسکرا دینے سے کسی کے اندر کی تکلیف کم نہیں ہوتی ہاں البتہ اپنوں کی خوشیوں میں اضافہ ضرور ہو جاتا ہے جو ہمیں مسکراتا دیکھ کر جی اٹھتے ہیں ہماری خوشیوں میں جھومنے لگتے ہیں اور جب ہم اپنوں کو خوش دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنی وہ بے مطلب جھوٹی سی ہنسی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دے کر خوش کر دیتی ہے اور اپنوں کی خوشی کے لیے تو میں سب کچھ بھول سکتی ہوں نا کیوں کل کی باتوں پر آج خراب کروں جتنی ان کی سوچ تھی انہوں نے سوچا اب میں اپنا ظرف اور برداشت کا استعمال کر کے ان کی ساری فالتو باتیں،،،باتیں نہیں بکواس بھلا کر خوش رہوں گی پر ان

کے منہ نہیں لگوں گی کیونکہ اگر اب وہ دوبارہ میرے منہ لگے تو شاید میں چپ نا رہے سکوں اور سالوں سے جڑے یہ رشتے کہیں سچ میں میری وجہ سے خراب نا ہو جائیں اور امی کا کہا پورا ہو جائے نہیں ماہی اب تو بالکل بھی ارتضیٰ بھائی سے بات نہیں کرے گی،،،، دل و دماغ کے جنگ سے لڑتی ماہی نے اپنی لیے ڈریس منتخب کرتے دل میں سوچا تھا اور دل میں ارتضیٰ سے کبھی بات نا کرنے کا پختہ ارادہ کرتی فریش ہونے کے لیے چلی گئی تھی پر ماہی کب تک اپنی بات پر قائم رہتی یہ تو اللہ بہتر جانتا تھا۔

****

امی یہ بھائی تو بات کر لیں پھر چلی جایئے گا،،، توفیق صاحب کے یہاں جانے کے لیے تیار نجمعہ بیگم کے پیچھے آتی ابہیا نے انہیں روکا تھا۔

ایسا بھی کیا تھا گھر آ کر بات کر لیتے،،، ابہیا کے روکنے پر ماہی دل میں سوچتی منہ موڑ گئی تھی۔

ہیلو،،، السلام و علیکم امی،،،، وعلیکم السلام بیٹا خیریت سے پہنچ گئے تم،،، ابہیا کے ہاتھ سے فون لیتی نجمعہ بیگم نے کان سے لگایا تھا جب فون کے اسپیکر سے ارتضیٰ کے تھکی تھکی آواز ابھری تھی جس پر سلام کا جواب دیتی نجمعہ بیگم نے فکر سے پوچھا تھا جب ماہی نے پہلے نجمعہ بیگم اور پھر ان کے ساتھ کھڑی ابہیا کو دیکھا تھا۔

جی امی خیریت سے پہنچ گیا بس تھک گیا ہوں آرام کرنے لگا تھا سوچا آپ سے بات کر لوں،،، چلو بیٹا پھر تم آرام کر لوں ویسے بھی مجھے ابھی ماہی کے سسرال جانا ہے وہاں سے آ کر بات کرتی ہوں،،، نجمعہ بیگم کے پوچھنے پر ارتضیٰ نے ہوٹل روم کی بالکونی میں آتے بوجھے بوجھے لہجے میں کہا تھا جس پر نجمعہ بیگم نے اس کی تھکن اور سب کو اپنے انتظار میں کھڑے دیکھتے ہوئے ارتضیٰ کو آرام کرنے کا کہا تھا جبکہ نجمعہ بیگم کے منہ سے ماہی کا سسرال سنتے ارتضیٰ نے سختی سے آنکھیں بند کی تھی۔

جی امی اللہ حافظ،،، چلیں بیگم،،، بغیر کوئی اور بات کئے ارتضیٰ نے فون بند کیا تھا جس پر نجمعہ بیگم نے پریشانی سے موبائل دیکھا تھا جب پیچھے سے انہیں اعجاز صاحب کی آواز آئی تھی۔

جی جی چلیں،،، یہ پکڑو تمہارا فون،،، اعجاز صاحب کے بلانے پر موبائل ابیہا کے حوالے کرتی چادر سنبھالتی جلدی میں ان کے پیچھے نکلیں تھیں انہیں پہلے ہی کافی دیر ہو گئی تھی اب وہ لوگ اور زیادہ دیر نہیں کر سکتے تھے ۔

کہاں گئے ہیں ارتضیٰ بھائی کل تک تو یہیں تھے،،، اپنی عادت سے مجبور ماہی نے نا چاہتے ہوئے بھی آخر پوچھ ہی لیا تھا۔

بھائی لاہور گئے ہیں،،، اچھا پر اچانک سے،،، آج صبح ہی ان کی کوئی ضروری میٹنگ تھی،،، سب کے چلے جانے پر ابہیا ماہی کے پاس کر بیٹھی تھی جب ماہی کو ارتضیٰ کا اچانک سے لاہور چلے جانا کچھ عجیب سا لگا تھا۔

ہاں کچھ ضروری تھا پہلے تو ازحان بھی تو جا رہے تھے پر صبح بھائی نے کہا وہ خود ہینڈل کر لیں گے اس لیے وہ نہیں گئے،،، اچھا میں کہاں تھی جب،،، تم اپنے کمرے میں تھی کل رات سے تم اپنے کمرے میں ہی تو بند تھی مجھے تو لگا رشتہ پکا ہونے کی خوشی میں آدھے اتقاف میں بیٹھ گئی ہو تم،،، ابہیا کے بتانے پر ماہی نے بے دھیانی میں پوچھا تھا جس پر ابہیا نے کل سے ماہی کی کمرے کی موجودگی پر ٹونٹ کرتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے ابہیا کو گھورا کر دیکھا تھا۔

مزاق کر رہی ہوں یار مجھے پتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی پر اب کیسی ہے طبیعت،،، افسوس ہے دوست کہتی ہو تم اپنا مجھے اور تمہیں یہ نہیں پتا کہ میری طبیعت کیسی ہے زندہ ہوں تمہارے سامنے ہوں،،، ماہی کے گھورنے پر کان پکڑتی ابہیا نے ماہی کی طبیعت کا پوچھا تھا جس پر وہ نفی میں گردن ہلاتی بولی تھی۔

کیسی باتیں کرتی ہو لڑکی ہم یہاں تمہاری شادی کی پلینگ کر رہے ہیں اور تم سے یہ بکواس کروالو،،، ماہی کی بات پر پاس پڑا کشن اٹھا کر اسے مارتی ابہیا نے خفگی سے کہا تھا۔

تو کیوں پوچھتی ہو یہ بے ڈھنگے سوال تمہارے سامنے ہی تھی نا بالکل ٹھیک ٹھاک افطاری بھی میں نے بنائی اور وہ جو دہی بھلے تم بھر بھر کر کھا رہی تھی وہ بھی میں نے بنائے تھے بد تمیز،،، ہاہاہاہا،،، ابیہا کے بال کھینچتی ماہی نے غصہ کرتے کہا تھا جس پر ابیہا قہقہ لگاتی ہنسی تھی۔

ویسے کیا بیماری ہوئی تھی تمہیں ماہی،،، ماہی کو دیکھتی ابیہا نے اس سے پوچھا تھا جس پر ماہی نے کندھے اچکائے تھے۔

یہ کیا بتاؤ مجھے،،، شرم آ رہی تھی سب کے سامنے آنے سے،،، وہ کیوں،،، پاگل میرا کل رشتہ پکا ہوا تھا اب شرمانہ تو بنتا تھا نا،،، ماہی کے کندھے اچکانے پر ابیہا نے اسے بتانے کے لیے کہا تھا جس پر ماہی نے شرمانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تھا۔

تمہارا کوئی حال نہیں،،، سہی کہہ رہی ہیں آپی آپ ماہی آپی کا کوئی حال نہیں،،، لو جی جہان تو تو بولے بولے چھلنی بھی بولی،،، ماہی کو شرماتے دیکھ ابیہا نے اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا تھا جب اپنی پڑھائی سے فراغ ہوتی مرحالا ؤنج میں ان کے پاس آتی بولی تھی جس پر ماہی مثال دیتے ہوئے مسکرائی تھی۔

میں بہت ضروری بات بتانے کے لیے آئی ہوں،،، ماہی کی مثال پر منہ چڑاتی مرحا نے ابیہا کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

ایسی کیا بات ہے،،،ماہی کو دیکھتی ابہیا نے مرحا سے پوچھا تھا۔

ماہی آپی کہتی تھی ان کا شوہر سارے روزے رکھے گا ان کے حصے کے بھی اور ماہی آپی کے حصے کے بھی پر کل جب میں نے ولید بھائی سے پوچھا کہ ان کے کتنے روزے ہوئے تو انہوں نے کیا کہا پتا ہے،،، کیا کہا،،، آنکھوں میں شرارت سموئے مرحا نے باتوں کو تول دیتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی اور ابہیا نے بے تابی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

انہوں نے کہا کہ وہ تو بس جمعے کے روزے رکھتے ہیں یقین جانے آپی میرا تو ہاسا نکلنے والا تھا میں نے بڑی مشکل سے کنٹرول کیا،،، ہاہاہا،،، ماہی اور ابہیا کے پوچھنے پر مرحا نے مزہ لیتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی کا حیرانگی سے منہ کھولا تھا پر اس کے برعکس ابہیا کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا تھا آخر کو ماہی کی بھوشمانی جو جھوٹی پڑی تھی۔

ہائے ماہی تمہارا ہونے والا شوہر تو تم سے بھی گیا گزرا ہے،،، ماہی کے کھولے منہ کو دیکھتی ابہیا نے اس کا مزاق اڑایا تھا جس مرحا نے اس کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔

زیادہ ہنسی آرہی ہے تم دونوں کو،،، تو کیا ہوا اگر وہ جمعے کے روزے رکھتا ہے یہ بھی تو میرے لیے اچھا ہی ہے میں بھی جمعے کا ہی روزہ رکھ لیا کروں گی،،، ابہیا اور مرحا کو اپنا مزاق اڑاتے دیکھ ماہی خفگی سے کہتی اپنے کمرے میں جانے جانے کے لیے کھڑی ہوئی تھی۔

واہ بھئی لڑکی اس میں بھی خوش ہے،،، ویسے ماہی جیسی اس کی صحت ہے اچھا ہی ہے نا وہ جمعہ کا ہی روزہ رکھے کیوں مرحا،،، ماہی کو بات بناتے دیکھ ابہیا نے ولید کی صحت پر چوٹ کرتے ہوئے کہا تھا جب ماہی سوچ میں ڈوبی تھی۔

ابہیا شرم کرو تم سے عمر میں بڑے ہیں وہ اور تم،،، اوو وماہی تمہیں پتا ہے بڑوں کی عزت کی جاتی ہے ارتضیٰ بھائی کی تو تم نے کبھی عزت نہیں کی وہ بھی تو تم سے بڑے ہیں اور ہونے والے شوہر کی عزت کا اتنا خیال ویسے ماننا پڑے گا ولید بھائی خوش نصیب بہت ہیں کہ ہماری لڑکی ابھی سے ان کی طرف دار بنی کھڑی ہے،،، اپنی سوچوں سے نکلتی ماہی نے ابہیا کو ٹوکا تھا جس پر ماہی کے برابر کھڑی ہوتی ابہیا نے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

تم دونوں اپنی بکواس جاری رکھو مجھے اور بھی بہت کام ہے ان کے علاوہ،،، بھائی آجائیں تو ان سے کھانے کا پوچھ لینا،،، مرحا اور ابہیا کو اب بھی اپنی ٹانگ کھینچتے دیکھ ماہی نے وہاں سے بھاگ جانا ہی بہتر سمجھا تھا جبھی وہ مرحا کو کہتی جانے کے لیے مڑی تھی جب ازحان کو آتے دیکھ کر وہ چپ کھڑی ہوئی تھی۔

آ گئے بھائی آپ،،،ہاں میں تو آ گیا پر یہاں کیا ہو رہا ہے،،،ازحان کو دیکھتی مرحا نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا جس پر ماہی کی غصے سے لال ہوئی شکل دیکھتے ازحان نے آئیبرو اچکاتے پوچھا تھا۔

کچھ نہیں ازحان آپ کی بھائی ابھی سے پرائی ہو گئی،،،کیا سچ میں،،،ازحان کے پوچھنے پر ابہیا نے ماہی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ازحان نے ماہی سے پوچھا تھا۔

بکواس کر رہی ہے،،، کیا ہم بکواس کر رہے ہیں نہیں بھائی ابہیا آپی سچ کہہ رہی ہیں ولید بھائی کے بارے میں زرا سا مزاق کیا کر لیا ناراض ہو کر جا رہی ہیں،،، ازحان کے پوچھنے پر مرحا اور ابہیا کو گھورا کر دیکھتی ماہی نے دانت دباتے ہوئے کہا تھا جب مرحا کی صدمہ لگی آواز گونجی تھی۔

کیوں تنگ کر رہیں ہو تم دونوں میری بہن کو،،، ماہی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ازحان نے اسے اپنے ساتھ بیٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

ویسے کیا کہا تھا مجھے بھی تو پتا چلے،،، ابہیا کو دیکھتے ازحان نے شوخی سے پوچھا تھا جس پر ابہیا مسکرائی تھی۔

بس یہ ہی کہ ولید بھائی بہت کمزور ہیں تبھی وہ جمعے کے روزے رکھتے ہیں،،، اس میں تو واقعے کوئی غلط بات نہیں ہے وہ ہے ہیں اتنا کمزور،،، بھائی،،، ازحان کے پوچھنے پر ایک سکینڈ کی دیر کئے بغیر ابہیا نے اسے بتایا تھا جس پر مسکراتے ہوئے ازحان نے ابہیا اور مرحا کا ساتھ دیا تھا جس پر ماہی نے خفگی سے اسے دیکھا تھا جو اس وقت ابہیا اور مرحا کے ساتھ مل کر ہنس رہا تھا۔

کتنے ہینڈسم لگتے ہیں ہنستے ہوئے،،، ازحان کو ہنستے ہوئے دیکھ ابہیا نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری تھی جو اس وقت بلیو جینز پر سفید شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھولے اپنے خوبصورت کھڑے نقوش سے کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا جب اس ابہیا کی نظریں خود پر محسوس ہوئی تھی جس پر وہ ابہیا کو دیکھتا اسے اشارہ کرتے پوچھنے لگا تھا اور وہی اپنی چوری پکڑے جانے پر کنفیوژ ہوتی ابہیا نے سر جھکایا تھا جو ماہی کی نظروں سے چھپا نہیں تھا جب اس کا فائدہ اٹھاتی ماہی نے باتوں کا رخ ازحان اور ابہیا کی طرف موڑا تھا۔

کرلیں آرام سے باتیں کیوں شرم کر رہے ہیں ہمارے سامنے اب نا تو ہم آپ دونوں کے بڑے ہیں،، اور نا ہی نا سمجھ بچے جب چیٹ پر اتنی محبت بھری باتیں کرتے ہیں تب تو نہیں شرماتے اب شرم آ رہی ہے،،، ابہیا کے شرمانے پر ازحان کو مسکراتے دیکھ ماہی نے ابہیا کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ازحان نے حیرانگی سے پوری آنکھیں کھولتے ماہی کو دیکھا تھا۔

کیا ہماری چیٹ،،، ابہیا تم،،، کیا تم بھائی وہ میری بیسٹ فرینڈ ہے مجھے سب بتاتی ہے،،، ماہی کی بات پر ازحان نے حیرانگی سے پوچھا تھا پر ابہیا کے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے ہی ماہی نے ایک اور شوشا چھوڑا تھا جس پر ابہیا نے بے یقینی سے جھوٹ بولتی ماہی کو دیکھا تھا۔

مجھے یہ امید نہیں تھی تم سے موٹی،،، نہیں ازحان یہ جھوٹ بول رہی ہے میں نے نہیں دیکھائی،،، ابہیا کو حیرت سے ماہی کی طرف دیکھتے ازحان نے اسے چھڑا تھا جس پر ابہیا نے ماہی کو گھورتے ہوئے اپنی صفائی پیش کی تھی جس پر اب باری ماہی کے ہنسنے کی تھی۔

ہاہاہا،، دیکھا کرتے ہو نا دونوں چیٹنگ پر باتیں،،، موٹی کس کو کہا آپ نے ازحان،،،، ازحان اور ابہیا کے چہرے کا رنگ اڑا دیکھ ماہی نے قہقہ لگایا تھا جس پر ازحان ماہی کی شرارت سمجھا تا اپنا سر کھجا گیا تھا پر ابہیا جا ازحان کو موٹی کہنا غصہ دلا گیا تھا تبھی وہ غصے سے کشن ازحان کی طرف پھینکتی ناراضگی سے گویا ہوئی تھی۔

یار یہ تو تمہارا نیک نیم ہے نا میں نے پیار سے کہا تھا،،، ابہا کے ایک کے بعد ایک کشن پھینکنے پر ازحان نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

ماہی سمجھاؤ یار اسے کیا کر رہی ہے یہ،،، یہ تو کچھ بھی نہیں ہے ابہیا بھائی تو مجھے کل یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اس موٹی کو ڈائیٹنگ کرواؤ کیوں تم نے سنا تھا نا،،، جی آپی،،، ابہیا کے نارکنے پر ازحان نے ماہی سے مدد مانگی تھی جس پر ماہی مرحا کو چلنے کا کہتی جانے لگی تھی پر جاتی جاتی ماہی نے ایک اور شوشا ان کے بیچ میں چھوڑا تھا۔

ازحان آپ کو میں موٹی لگتی ہوں،،،، یار جھوٹ بول کر جا رہی ہے ماہی کی بچی،،، متناسب جسم کی مالک ابہیا کا خود کو براہ موٹا کہنا کھلا تھا جس پر وہ پاس پڑا پانی کا جگ اٹھاتی ازحان کی طرف بڑھی تھی جب ازحان نے اسے یقین دہانی کروانی چاہی تھی جو شاید آج مشکل تھی۔

ڈال بھی دو ابہیا پانی،،، ابہیا کو ازحان کی باتوں کا یقین کرتے دیکھ ماہی نے اسے پانی ڈالنے کا کیا تھا جب پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی تھی جس پر جگ رکھتی ابہیا پیچھے ہوئی تھی۔

شکر خدا کا،،، لگتا ہے سب آئے گئے،،، یار جلدی جلدی صاف کرو کیا حال کیا ہے گھر کا،،، ابہیا کے جگ رکھنے پر خدا کا شکر کرتا ازحان دروازہ کھولنے جانے کے لیے کھڑا ہوا تھا جب لاؤنج کی حاجت دیکھتے ازحان نے انہیں جلدی جلدی صاف کرنے کا کہتا خود باہر کی طرف بڑھا تھا پیچھے انہیں کام میں لگا دیکھتا ازحان مسکرایا تھا۔

یہ کیا کر کے آئی ہو تم ماہی،،،، صبح سے مسسز توفیق کے ساتھ عید کی شاپنگ کے لیے گئی ماہی ان کے ساتھ ہی افطاری کر کے واپس آئی تھی جب اس کے ہاتھ میں موجود شاپنگ بیگز دیکھ کر شائستہ بیگم نے پریشانی سے کہا تھا

۔

شاپنگ کر کے امی اور تو کچھ بھی نہیں،،، تھکے تھکے لہجے میں کہتی ماہی سارے شاپنگ بیگز لاؤنج میں رکھی سینٹر ٹیبل پر رکھتی کاؤچ پر لیٹنے کے انداز میں بیٹھتی بولی تھی۔

آپی آپ شاپنگ کر کر آئی ہیں یا پھر شاپنگ مال خرید کر آئی ہیں،،، ماہی کی آواز سن کر بھاگ کر آتی مرحا نے شاپنگ بیگز دیکھتے صدمے سے کہا تھا۔

ابھی تو کچھ بھی نہیں آنٹی تو اور بھی کہہ رہیں تھیں کہ لے لو یہ تو کم ہے،،، مرحا کے پوچھنے پر مسکراتی ہوئی ماہی سیدھی ہوتی بولی تھی جبکہ شائستہ بیگم ماہی کو ہی دیکھ رہی تھیں جو کافی خوش نظر آ رہی تھی۔

ابہیا کو بڑی امی کو بلاؤ مرحا سامان دیکھاتی ہوں،،، جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتی ماہی نے سب کو بلانے کا کہا تھا جس پر خوش ہوتی مرحا بھاگ کر اوپر سے نجمعہ بیگم اور ابہیا کو بلانے کے لیے گئی تھی۔

یہ دیکھو کیسا ہے،،، یہ بھی تمہارا ہے،،، سب کے جمع ہوتے ہی ماہی نے شاپنگ بیگز سے اپنی پسند کے لائے ایک کے بعد ایک تین ڈریسز دیکھئے تھے جو دیکھنے میں ہی بے حد قیمتی نظر آ رہے تھے جب کپڑے دیکھتی ابہیا نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔

اسلام علیکم

ہاں یہ تینوں ڈریسز میرے ہی ہیں پاگل ایک عید کے پہلے دن پہنوں گی دو عید کے دوسرے اور تیسرے دن،،، اب یہ دیکھوں کتنے پیارے جھمکے ہیں،،، ابہیا کے حیرانگی سے پوچھنے پر مسکراتی ہوئی ماہی نے کپڑے سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسے جیولری دیکھانے لگی تھی جب پاس بیٹھی نجمعہ بیگم اداس ہوئی تھی جس پر ابہیا نے ایک نظر اپنی ماں کے اداس چہرے کو دیکھا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

یہ بھی دیکھو پوری چھ درجن چوڑیاں لے کر آئی ہوں وہ بھی سب نیو ڈیزائن کی،،، سب چیزیں دیکھاتی ماہی نے آخر میں چوڑیوں کا ڈبہ کھولا تھا جسے دیکھ سب حیران ہوئے تھے۔

ہائے اللہ یہ لڑکی ہمیں خوب اچھے سے بے عزت کروا کر آئی ہے بھابھی،،، خوبصورت کانچ کی چوڑیاں دیکھتی شائستہ بیگم نے غصے سے ماہی کو گھورتے ہوئے کہا تھا جس پر نجمعہ بیگم نے پریشانی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

امی میں نے کوئی بے عزت نہیں کروایا آنٹی خود ہی اتنا فورس کر رہیں تھیں یہ تو میں کہہ رہی ہوں نا وہ تو مجھے اور بھی چوڑیاں لے کر دے رہیں تھیں میں نے ہی اپنے دل پر بڑا سا پتھر رکھ کر انہیں منع کیا جبکہ مجھے اس شاپ میں رکھی ساری چوڑیاں اچھی لگ رہیں تھی،،، شائستہ بیگم کے غصے کرنے پر ماہی سر جھکاتی انہیں صفائی دینے لگی تھی پر شائستہ بیگم کا تو اتنا سب سامان دیکھ کر بی پی ہائی ہوا تھا۔

بکواس بند کرو ماہی اگر تم نے دل سے منع کیا ہوتا تو یہ جو تم اتنا چہک نا رہی ہوتی،، شائستہ کیا ہو گیا ہے بچی ہے ہے ،،، ایسے پاگل ہو رہی ہو جیسے ہم نے تمہیں عید کی شاپنگ کبھی نہیں کروائی زندگی میں پہلی بار شاپنگ کر کر آئی ہو،،، ماہی کے جھکے سر کو دیکھتی کافی دیر سے خود پر ضبط کئے ہوئے شائستہ بیگم اب پھٹ پڑیں تھی جس پر ماہی کو بلکل چپ لگی تھی جب ماہی کو چپ دیکھتی نجمعہ بیگم نے شائستہ بیگم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے انہیں پر سکوں رہنے کا کہا تھا۔

اچھی ہے چوڑیاں انفیکٹ سب بہت اچھا ہے ماہی پر ایک بات کہوں اگر تم یہ کپڑے عید پر پہنو گی تو جو ہم ساتھ لے کر آئے ان کا کیا ہو گا اور تمہارے لیے جو امی،،،، ابہیا،،، ایک منٹ امی،،، امی جو تمہارے لیے عید کا گفٹ لے کر آئیں ہیں وہ کب پہنو گی،،، خوشی سے لال ہوئے ماہی کے چہرے کو ایک دم سے اداس ہوتے دیکھ م ابہیا نے ایک نظر نجمعہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جب نجمعہ بیگم نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی پر وہ انہیں خاموش کرواتی ماہی سے گویا ہوئی تھی جس پر ماہی نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

سچ میں بڑی امی آپ میرے لیے گفٹ میں ڈریس لے کر آئی ہیں،،، ابہیا کی بات سمجھتی ماہی ایک دم سے سارا سامان چھوڑتی نجمعہ بیگم کے گھٹنوں میں بیٹھی تھی جس پر نجمعہ بیگم مسکرائی تھی۔

بولیں نا بڑی امی کیسا ڈریس لے کر آئی ہیں میرے لیے،،، نجمعہ بیگم کو مسکراتے دیکھ ماہی نے بے تابی سے استفسار کیا تھا جس پر نجمعہ بیگم نے فقط ہاں میں گردن ہلائی تھی جبکہ ماہی کا یہ اتولا پن دیکھتی شائستہ بیگم نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

اس کا کبھی نہیں بھر سکتا،،، وہ تو کبھی بھی نہیں بھرے گا امی اور رہی ابہیا عید پر کونسے کپڑے پہننے کی بات تو سیدھی سی بات ہے میں اپنے گھر پر اپنے ہی گھر کے کپڑے پہنوں گی،،، ماہی کو نجمعہ بیگم کے پیروں میں بیٹھے

دیکھ شائستہ بیگم نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا تھا جب ابیہا کی طرف مڑتی ماہی نے خوش ہوتے ہوئے اسے جواب دیا تھا جس پر مرحا اور ابیہا مسکرائی تھی۔

ویسے میں کیسے بھول گئی آپ ہر عید پر مجھے عید کا سوٹ گفٹ کرتی ہیں تو اس بار بھی تو کرنا تھا نا پر بڑی امی ڈریس کا کلر کیا ہے وہ تو بتا دیں،،، نجمعہ بیگم کے گھٹنوں پر زور دیتی ماہی نے بے صبری سے پوچھا تھا یہ بات تو سب ہی باخوبی جانتے تھے کہ بچن سے ہی ماہی نجمعہ بیگم کو بہت پیاری رہی تھی پر شاید ان کی محبت میں اصافہ ماہی اور ارتضیٰ کی نسبت سے زیادہ ہوا تھا۔

بتا دیں گی اب اگر تمہارا یہ چاولہ پن ختم ہو گیا ہو ماہی تو مجھے چائے بنا دو سر پھٹ رہا ہے میرا اور کچن بھی صاف کرو بکھرا پڑا ہے جاؤ،،، ماہی کی باتوں پر اپنا غصہ کنٹرول کرتی شائستہ بیگم نے اپنے دکھتے سر کو پکڑتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی سر ہلاتی کھڑی ہوئی تھی۔

مرحا یہ سب سامان اٹھا کر رکھ دینا،،، شائستہ بیگم کے ایک کہنے پر کھڑی ہوتی ماہی مرحا کو سب سامان اٹھانے کچن کی سمت بڑھی تھی۔

بھابھی ارتضیٰ کب واپس آرہا ہے،،، پتا نہیں شائستہ آج تو صبح سے میری اس سے بات ہی نہیں ہوئی،،، ابہیا اور مرحا کو سامان اٹھاتے دیکھ شائستہ بیگم نے نجمعہ بیگم سے پوچھا تھا جب کچن کی طرف جاتی ماہی ارتضیٰ کا نام سنتی رکی تھی۔

ابہیا یہ سب کرلو پھر مجھے بھائی کا نمبر تو ملا کر دو،،، جی امی میں یہ رکھ کر واپس آئی،،، ابہیا کو ماہی کے کمرے میں سامان لے جاتے دیکھ نجمعہ بیگم نے اسے ارتضیٰ کو کال کرنے کا کہا تھا جس پر وہ انہیں واپس آنے کا کہتی لاؤنج سے گئی تھی۔

پتا نہیں اللہ کو کیا منظور ہے بھابھی اب بھی دل ماہی اور ولید کا رشتہ مان نہیں پارہا یا یہ کہہ لیں میں نے اور اقبال نے ماہی کے جیون ساتھی کے روپ میں صرف ارتضیٰ کو ہی دیکھا،،، لاؤنج خالی ہوتے ہی شائستہ بیگم نے اپنی دل و دماغ میں چلتی بات نجمعہ بیگم سے شئیر کی تھی جس پر نجمعہ بیگم نے افسردگی سے سر جھکایا تھا وہ خود بھی کب اس رشتے سے خوش تھیں انہیں رواب بھی یہ لگتا تھا کہ ارتضیٰ اب آئے گا اور کہہ گا کہ وہ ماہی سے شادی کے لیے تیار ہے پر ضروری تو نہیں جو سوچا جائے وہ ہی ہو۔

****

ماہی،،ماہی چاند نظر آگیا اوپر آجاؤ،،،، پاگل ہو گئی ہو لڑکی شرم کرو کوئی سنے تو کیا کہہ گا اس گھر کی لڑکیاں پاگل ہو گئی ہیں،،، چاند دیکھنے کے لیے چھت پر جمع ہوئے ابہیا ازحان اور مرحا نے چاند دیکھتے ہی دعا کی تھی کہ دعا سے فارغ ہوتے ہی ابہیا نے بریک پکڑتے بلند آواز میں ماہی کو بلایا تھا جب ابہیا کے پیچھے آتے ازحان نے اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا تھا جس پر ابہیا کھجل ہوئی تھی۔

سوری وہ کافی نیچے تھی اس کی آواز لگائی،،، ازحان کے سامنے کان پکڑتی ابہیا منمنائی تھی۔

چھوڑو کان،،، چاند مبارک،،، آپ کو بھی،،، ابہیا کو کان چھوڑنے کا کہتا ازحان اسے چاند مبارک کہتا مسکرایا تھا جس پر شرماتی ہوئی ابہیا نے اسے بھی چاند مبارک کہا تھا۔

ماہی کیا کر رہی ہو لڑکی اندھوں کی طرح چلتی ہو،،، سوری امی،،، ابہیا کی آواز سنتے ہی کچن میں کام کرتی ماہی نے اندھا دھن بھاگی تھی جب بھاگے ہوئی ماہی کی سائیڈ لگنے سے ملازمہ کو پریس کرنے کے لیے کپڑے دیتی شائستہ بیگم کے ہاتھ سے سارے کپڑے زمین بوس ہوئے تھے جس پر ناراضگی کا اظہار کرتی شائستہ بیگم نے ماہی کی پیٹھ دیکھتے ہوئے کہا تھا جب جلدی میں بھاگتی ماہی نے پیچھے مڑ کر ناراض کھڑی اپنی ماں کو دیکھتے کان پکڑے تھے۔

ہائے اللہ چاند دیکھ گیا اور میں نے نہیں دیکھا،،، مشکل سے اپنا دوپٹہ سنبھالتی ماہی سیڑھیاں چڑھتی بولی تھی۔

شکر ہے اللہ پاک کا کہ چاند گم نہیں ہوا،،، آگئی تم اب جلدی سے دعا مانگ لو،،، چھت پر آتی ہی ماہی نے شکر ادا کیا تھا جب اسے آتے دیکھ ابہیا اس کے پاس آئی تھی۔

یا اللہ پاک آپ تو سب جانتے ہیں مجھے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے میرے دل کو سکون دے اور ہمارے گھر کو ہمیشہ ایسے ہی ہنستا مسکراتا ہوا رکھنا اور سب کو ہمیشہ خوش رکھنا اور ارتضیٰ کو بھی،،، آنکھیں بند کرتی ماہی نے دعا کرتے ہوئے ارتضیٰ کا خیال آنے پر اس کا بھی نام لیا تھا جس پر وہ خود بھی حیران تھی۔

چاند مبارک،،، چاند مبارک بھائی،،، چاند مبارک آپی،،، ماہی کے دعا مانگتے ہی ازحان مرحا ماہی کے گلے لگے تھے۔

پتا نہیں دوبارہ ہم کبھی اس طرح ساتھ میں چاند دیکھ سکیں،،، ماہی کے گلے لگی مرحا نے اداسی سے کہا تھا جس پر ماہی کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔

تین دن سے مسلسل جب سے اقبال صاحب اور اعجاز صاحب توفیق صاحب کے گھر شادی کی تاریخ فکس کر کر آئے تھے جب سے ہی ماہی اداس رہنے لگی تھی وجہ اپنوں سے دور جانے کا خیال تھا جو اسے پل پل آتا رہتا تھا اور اسے ایسے ہی ہنستے ہنستے رونے کا سبب بن جاتا آج بھی ازحان کے گلے لگتے ہی ماہی نے رونا شروع کیا تھا۔

ماہی رو کیوں رہی ہو،،، ابھی شادی میں چار دن ہیں،،، ازحان کے گلے لگی ماہی کو روتے دیکھ ابیہا نے اسے چپ کروانے کے لیے کہا تھا پر اس کا تو شاید الٹا ہی اثر ہوا تھا کہ ماہی کے رونے میں روانگی آئی تھی۔

اس ہی لیے تو رو رہی ہوں چار دن بعد میں یہاں سے چلی جاؤں گی مجھے اتنی جلدی نہیں جانا بھائی مجھے پاکستان میں ہی رہنا ہے،،، ابیہا کی بات پر روتی ہوئی ماہی نے ازحان کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اس وقت اپنی بہن کو روتے دیکھ کر چپ سادھ گیا تھا۔

ماہی ابھی تم صرف ان کے گھر جا رہی ہو ملک سے باہر تھوڑی جب تم وہاں رہنے کی عادی ہو جاؤ گی پھر ولید تمہیں جرمنی لے کر جائے گا،،، ماہی کیلے آنسوؤں صاف کرتے ازحان نے اسے نرمی سے سمجھایا تھا جس پر مرحانے ماہی کے کندھے پر سر رکھا تھا۔

آپی مجھے آپ کی بہت یاد آئے گی جب جب میں کچن میں جوس پینے جاؤں گی اور وہاں مجھے خود بنانا پڑے گا اور جب امی مجھے برتن دھونے کا کہیں گی تو مجھے آپ کی زیادہ یاد آئے گی کیونکہ میں تو بہانہ کر کے سو جاتی ہوں اور برتن آپ دھو دیتی ہیں پر پھر مجھے خود دھونے پڑیں گے،،، لعنت ہے تم مرحا کی بچی اب بھی تمہیں اپنی فکر ہے ،،، ماہی کے کندھے پر سر رکھ کر اداسی سے کہتی مرحانے آج اپنا بھانڈا پھوڑا تھا جسے سنتی ماہی ایک دم سے اسے دھکہ دیتی غصے سے بولی تھی جس پر اپنی غلطی کا احساس ہونے پر مرحانے دوڑ لگائی تھی اور وہی ماہی کی پل میں بدلتی حالت دیکھ ازحان نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

کون کہے گا یہ سبھی رو رہی تھی،،،ماہی کو مرحا کے پیچھے بھاگتے دیکھ ابہیا نے ہنستے ہوئے کہا تھا جس پر ازحان مسکراتا ہوا نیچے چلا گیا تھا۔

****

چھوڑوں گی نہیں مرحا تمہیں میں آج تمہاری وجہ سے مجھے کتنا کام کرنا پڑتا ہے،،،، مرحا کے پیچھے بھاگتی ماہی تیز آواز میں بولتی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی جب آخر دو سیڑھیوں پر پاؤں رکھتے ہی ماہی کا سیڑھیاں چڑھتے ارتضیٰ سے ٹکرائی تھی جب ماہی کے خوبصورت کو بہت قریب سے دیکھتا ارتضیٰ کھویا تھا۔

اسکی نظر کے سنگ سے میں آئنہ مثال
ٹوٹا تو ٹوٹ کر بھی اسے دیکھتا رہا

ارتضیٰ،،، بھائی،،،، گھر پہنچتے ہی ارتضیٰ سیدھا چاند دیکھنے کے لیے چھت کی سمت بڑھا تھا جب اسے سیڑھیاں اترتی ماہی اس سے ٹکرائی تھی جس پر اس کے گرد اپنے ہاتھوں کا مضبوط حصار بناتا اسے بروقت گرنے سے بچا گیا تھا خود کو گرتا ہوا سمجھ کر آنکھ بند کرتی ماہی نے اپنے گرد حصار محسوس کرتے آنکھیں کھولیں تھی جب اپنے

چہرے کے بے حد قریب ارتضیٰ کو دیکھ کر وہ سہمی تھی اور بس وہی ماہی کے بھائی کہنے پر ارتضیٰ کا نام نہاد غصے جاگا تھا اور جھٹکے سے ماہی سے دور ہوتا اسے گرا گیا تھا۔

آآآ،،،وہ جو خود کو محفوظ سمجھ کر سکون میں تھی ارتضیٰ کے اچانک چھوڑنے پر منہ کے بل گری تھی جب اپنے بچاؤ کے لیے اپنے منہ کے آگے ہاتھ کرتی ماہی کی گلائیوں میں موجود چوڑیاں ٹوٹ پر اس کی نازک کلائیوں کو زخمی کر گیں تھیں۔

ماہی،،،ارتضیٰ بھائی یہ کیا آپ نے،،،ماہی اور مرحا کے پیچھے آتی ابہیا نے ارتضیٰ کو ماہی سے دور ہوتے تو دیکھا تھا پر ابھی وہ سچویشن کو سمجھ بھی نہیں ہائی تھی جب ماہی کو گرتے دیکھ وہ بھاگ کر سیڑھیاں اتری تھی اور خفگی سے ارتضیٰ کو دیکھتی بولی تھی۔

مجھے اندازہ نہیں تھا یہ گر جائے گی،،،ماہی کو روتے دیکھ ارتضیٰ کو اپنی غلطی کا اندازہ ہوا تھا جب ابہیا کے کہنے پر شرمندہ ہوتے ارتضیٰ نے ماہی کو اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا جیسے روتی ہوئی ماہی غصے سے دور جھٹکتی ہوئی وہاں سے بھاگی تھی۔

بھائی آپ اسے پکڑ نہیں سکتے تھے،،، خفگی سے ساخت کھڑے ارتضیٰ کو کہتی ابہیا ماہی کے پیچھے بھاگی تھی جو اپنے ہاتھوں میں ہوتے درد سے کراہتی ہوئی جلد از جلد اپنے پورشن میں جانا چاہتی تھی۔

یہ کیا کر دیا میں نے،،، فرش پر پڑی ٹوٹی ہوئی چوڑیوں کے ساتھ ماہی کے خون کے نشان دیکھتا ارتضیٰ خود سے کہتا نیچے کی جانب بھاگا تھا۔

ماہی رو کو مجھے دیکھاؤ میں صاف کر دیتی ہوں،،، کیا ہوا ہے،،، ماہی کے پیچھے بھاگ کر آتی ابیہا نے فکر مند لہجے میں کہا تھا جب اس کی آواز سنتی شائستہ بیگم نے ماہی کو بھاگتے دیکھ کر پوچھا تھا۔

چاچی ماہی گر گئی اس کے ہاتھوں پر چوٹ آئی ہے،،، شائستہ بیگم کے روکنے پر ابیہا جلدی میں انہیں بتاتی ماہی کے پیچھے بھاگی تھی جبھی ہی پریشان ہوتی شائستہ بیگم بھی اس کے پیچھے گئیں تھیں۔

ماہی سکون رکھو،،، امی بہت درد ہو رہا،،، ماہی کی کلائی پر لگی ٹوٹی کانچ کی چوڑیوں کا کانچ نکالتی شائستہ بیگم نے ماہی کی تکلیف خود پر محسوس کی تھی۔

امی،،،، درد سے کرلاتی ماہی نے سختی سے آنکھیں بند کی تھی جب اسے اچانک سے اپنے کلائیوں سے کانچ نکلنے پر تڑپی تھی۔

بس ہو گیا ماہی،،،ماہی کے تکلیف سے چلانے پر ماہی کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے ارتضیٰ نے نرمی سے کہا تھا جب ماہی نے ارتضیٰ کی آواز سنتے آنکھیں کھولیں تھی۔

میرا ہاتھ چھوڑیں،،،میں نے کہا میرا ہاتھ چھوڑیں،،،ارتضیٰ کی موجودگی کا یقین دہانی کرتے ہی ماہی نے اس کی گرفت سے اپنے ہاتھ نکالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔

چپ ہو جاؤ ماہی ارتضیٰ کر رہا ہے نا،،،نہیں میں غ کر لوں گی امی یہ کہاں کا اصول ہے جو تکلیف دے اس سے مرحم لگوائیں،،،درد سے بلکتی ماہی نے رونے سے سرخ ہوئی آنکھوں سے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے ماہی کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے لب بھینچے تھے۔

کیا مطلب ہے اس سب کا،،،ماہی کی بات پر پریشان ہوتی شائستہ بیگم نے ایک نظر خاموشی سے ماہی کی پٹی کرتے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے ابہیا سے پوچھا تھا جو ماہی کی زخمی کلائیوں کو دیکھتی رو رہی تھی۔

سوری چاچی وہ ماہی بھاگتی ہوئی نیچے آ رہی تھی اور میں اوپر جا رہا تھا جب میں اور ماہی ٹکرا گئے مجھے لگا وہ سنبھل گئی ہو گی تو میں پیچھے ہو گیا اور وہ نیچے گر گئی،،،شائستہ بیگم کے براہ پوچھنے پر لفظوں کا چناؤ کرتے ارتضیٰ نے انہیں سب بتایا تھا جس پر شائستہ بیگم نے روتی ہوئی ماہی کو دیکھا تھا۔

تم کیوں سوری کہہ رہو ہو بیٹا اس طرح بھاگنے کی کیا ضرورت تھی ماہی،،، ارتضیٰ کی بات پر شائستہ بیگم کو سارا قصور ہی ماہی کا نظر آیا تھا یا پھر وہ صرف یہ ظاہر کر رہیں تھیں جس پر ماہی نے تکلیف سے اپنی ماں کو دیکھا تھا جو اس وقت ہر بھی سامنے بیٹھے اس ظالم شخص کی ہی سائیڈ لے رہی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

مجھے سونا ہے امی،،، شائستہ بیگم کی بات پر ناک چڑھاتی ماہی میں نم آنکھوں سے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو ابھی ابھی اس کے ہاتھوں پر بینڈیج کرتا فرسٹ ایڈ بوکس بند کرنے لگا تھا۔

دوا لے آتا ہوں وہ دے دیجئیے گا چاچی درد نہیں ہو گا زیادہ،،، ایک نظر ماہی کو دیکھتے ارتضیٰ کو تکلیف ہوئی تھی جو اب تک درد سے رو رہی تھی۔

ٹھیک ہے بیٹا،،، تم یہیں بیٹھو اس کے پاس،،، شائستہ بیگم کو کہتا ارتضیٰ ابھیا جو ماہی کے پاس رکنے کا کہتا ہوا دوا لینے کے لیے گیا تھا۔

امی اب میں اور ابھیا چاند کی مارکیٹ کیسے جائیں گے مجھے میرے عید کے سوٹ کے لیے چوڑیاں لینے کی تھی،،، کیا ضرورت ہے جانے کی ہاتھوں کی حالت دیکھی ہے کیسے پہنوں گی چوڑیاں،،، ارتضیٰ کو جاتے دیکھ ماہی نے اپنے درد کی اصل وجہ بتائی تھی جس پر شائستہ بیگم ماہی کے سر پر ہلکی سی چپت لگاتی دبے دبے غصے سے گویا ہوئیں تھیں اور وہی ارتضیٰ ماہی کی بات سنتا خود پر افسوس کرتا وہاں سے گیا تھا۔

چوڑیاں تو میں پھر بھی پہنوں گی امی،،، ابھیا میرے آنسوں صاف کر دو،،، شائستہ بیگم کی بات پر انہیں جواب دیتی ماہی نے ابھیا کو آپنے آنسوؤں صاف کرنے کا کہا تھا جس پر ابھیا ماہی کے پاس آکر بیٹھی تھی۔

ابہیا بیٹا تم اس جن کے ساتھ رہنا میں اس کے لیے ہلدی والا دودھ بھیجتی ہوں کل عید ہے اور اس لڑکی نے کیا حال کیا ہے،،، ابہیا کو کہتی شائستہ بیگم ماہی کو گھور کر دیکھتی کرہتی ہوئیں بولیں تھیں جس پر ماہی کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئیں تھی۔

میں نے کچھ بھی نہیں کیا میں کوئی جن نہیں ہوں یہ سب ارتضیٰ جن کی وجہ سے ہوا ہے،،، ابہیا کو دیکھتی ماہی نے روتے ہوئے کہا تھا جس پر ابہیا کو ماہی کی حالت دیکھتے ارتضیٰ کے لئے پر افسوس ہوا تھا۔
میں اندر آجاؤ،،، دروازے سے اندر جھانکتی دس سالہ ماہی نے ارتضیٰ سے پوچھا تھا جب اپنی پڑھائی میں مصروف ارتضیٰ نے غصے بھری نظر سامنے کھڑی ماہی پر ڈالی تھی مگر اسے اندر آنے کی اجازت نادی تھی۔

میں آپ سے پوچھ رہی تھی ارتضیٰ،،، ارتضیٰ کے جواب نا دینے پر خود ہی اندر آتی ماہی نے ارتضیٰ کے پاس آتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے ماہی کو گھورا تھا۔

میں نے تمہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی تھی ماہی اور نا ہی یہاں بیٹھنے کی ازجات دے رہا ہوں میں تمہیں ،،، ماہی کو بیڈ پر بیٹھتا دیکھ ارتضیٰ نے سختی سے کہا تھا جس پر ماہی معصومیت سے مسکرائی تھی۔

ٹھیک ہے پر میں خود ہی آگئی اور خود ہی بیٹھ گئی،،، تو اٹھو یہاں سے،،، ارتضیٰ کا غصہ نا سمجھتی ماہی نے معصومیت سے کہتے بیڈ پر پھیلی کتابیں دیکھیں تھی جب اچانک ہی ارتضیٰ نے اسے بیڈ سے اترنے کا کہا تھا۔

ارتضیٰ میں آپ کو کھیلنے کے لیے بلانے آئی ہوں،،،ڈونٹ ٹچ،،،ارتضیٰ کی بات ان سنی کرتی ماہی نے کتاب اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا جب ارتضیٰ نے بیچ میں ہی ماہی کا ہاتھ پکڑتے اسے کتاب اٹھانے سے روکا تھا۔

مجھے نہیں کھیلنا تمہارے ساتھ تم جاؤ یہاں سے،،،ماہی کا ہاتھ چھوڑتا وہ اب کے بار لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولا تھا۔

اگر آپ نہیں کھیلیں گے تو وہ سب مجھے بھی نہیں کھیلائیں گے،،،ارتضیٰ کے کھیلنے سے انکار کرنے پر ماہی نے معصومیت سے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے آئیبر ریز کی تھی۔

ایسا کونسا کھیل ہے جس اگر میں نہیں کھولوں گا تو تمہیں بھی نہیں کھلائیں گے،،،کرکٹ،،،ازحان بھائی،عشنا آپی اور ابیہا ایک ٹیم میں ہیں میں آپ اور عزیز ایک ٹیم ہو جائیں گے اگر آپ نہیں کھیلیں گے تو وہ مجھے نکال دیں گے اور خود کھیلنے لگیں گے،،،ماہی کی لٹکی ہوئی شکل دیکھتے ارتضیٰ نے مختصر سا پوچھا تھا جس پر ماہی اسے ساری بات تفصیل سے بتاتی ہوئی اپنے نا کھیلنے پر افسوس سے بولی تھی جبکہ ماہی کے منہ سے عزیز کا نام سن کر ہی ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا۔

اووووو تمہارا عزیز تمہیں نہیں کھیلائے گا،،، غصے سے اپنے سامنے رکھی کاپی بند کرتا ارتضیٰ تنفر سے مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا جس پر ماہی نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

اور تمہیں لگتا ہے میں تمہارے اور تمہارے اس عزیز کے ساتھ کھیلوں گا تاکہ تم اور وہ ایک بار پھر مل کر جھوٹ بولو اور مجھے سب کے سامنے ذلیل کرواؤ،،، میں نے کب آپ کو ذلیل کروایا اور یہ ہوتا کیا ہے،،، اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ارتضیٰ نے ماہی کا ہاتھ پکڑتے اسے بیڈ سے نیچے اتارتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی ناسمجھی سے ارتضیٰ کو دیکھتی معصومیت سے بولی تھی۔

وہ تمہیں نہیں پتا تو جا کر اپنے عزیز سے پوچھو اسے پتا ہو گا،،، جاؤ ماہی اقبال،،، ماہی کا ہاتھ پکڑے ارتضیٰ اسے دروازے کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا تھا۔

ارتضیٰ پلیز کھیل لیں،،، کہا نا نہیں،،،، پلیز ارتضیٰ،،، سمجھ میں نہیں آتی تمہیں،،، ارتضیٰ کو نا مانتے دیکھ ماہی نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے ساتھ کھینچنے کی ناکام سی کوشش کی تھی جب اسے منع کرتے ارتضیٰ کا پارہ ہائی ہوا تھا اور وہ ایک دم غصے سے اپنا ہاتھ چھوڑواتا ماہی کے گال پر تھپڑ رسید کر گیا تھا۔

چلی جاؤ،،،ماہی نکلو میں نے کہا،،،ماہی کو روتے دیکھ ارتضیٰ نے باہر کی طرف اشارہ کرتے سختی سے اسے جانے کا کہا تھا جس پر روتی ہوئی ماہی نے اپنے گال پر ہاتھ رکھے وہیں بیٹھ گئی تھی جس پر ارتضیٰ نے سختی سے اسے جانے کا کہتے لب بھینچے تھے۔

نکلو،،،اور سنو ماہی،،،دوبارہ کبھی میرے کمرے میں نا آنا اگر مجھے تم میرے کمرے میں نظر آئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری،،،ماہی کو ناجاتے دیکھ ارتضیٰ اس کا ہاتھ پکڑ تا کمرے سے باہر نکالتا ہوا نفرت سے کہتا چلایا تھا جس پر ماہی کے رونے میں روانگی آئی تھی۔

****

ابہیا چلو جلدی کرو بھائی انتظار کر رہے ہیں ہمارا،،،ابہیا کو پکارتی ہوئی ماہی اوپر آتے ہوئے بولی تھی جب سامنے کچن میں کام کرتی نجمعہ بیگم اس دیکھ کر مسکرائیں تھیں۔

اتنی جلدی جا رہے ہو،،،جی بڑی امی انوشے کئی بار کال کر چکی ہے کہ ہم سب تک نہیں آئے اور ابہیا ہے کہ تیار ہی نہیں ہوئی،،،کچن کاؤنٹر کے پاس آتی ماہی نے نجمعہ بیگم کو بتایا تھا۔

بہت پیاری لگ رہی ہو ماہی بیٹا،،، بلیک کلر کی ڈریس پر پارٹی کی مناسبت سے ہلکا پھلکا میک اپ کئے ہاتھوں میں ڈریس کے ہم رنگ چوڑیاں پہنے وہ بالوں کو کھولا چھوڑے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی جب اس کا بھرپور جائزہ لیتی نجمعہ بیگم نے دل سے اس کی تعریف کی تھی۔

ایسا کرو تم یہ چائے تو ارتضیٰ کے کمرے میں دے آؤ میں ابھیا کو دیکھتی ہوں اب تک تیار کیوں نہیں ہوئی،،، کپ میں چائے انڈیلتی نجمعہ بیگم نے ٹرے ماہی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

پر بڑی امی میں کیسے،،، کیا کیسے،،،، وہ،،، جاؤ دے آؤ ٹھنڈی ہو رہی ہے،،، نجمعہ بیگم کے کہنے پر ماہی نے ڈر سے آنکھیں کھولتے ہوئے منع کرنا چاہا تھا جب ماہی کی بات بیچ میں ہی کاٹتی نجمعہ بیگم نے اسے چائے لے جانے پر زور دیا تھا جس پر ماہی فرمابرداری سے سر ہلاتی چائے کی ٹرے اٹھائے ڈرتی ہوئی ارتضیٰ کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

ڈور ناک کرنے پر کوئی جواب نہیں ملا تو کمرے کا دروازہ کھولتی ماہی اندر داخل ہوئی تھی جب سامنے کاؤچ پر بیٹھا کانوں میں ہیڈ فونز لگائے لیپ ٹاپ پر مصروف ارتضیٰ اسے دیکھائی دیا تھا۔

تم،،، کمرے میں کسی کی موجودگی محسوس کرتے ارتضیٰ نے پیچھے مڑتے ہوئے ماہی کو دیکھتے حیرت سے کہا تھا۔

بڑی امی،،، کیوں آئی ہو،،، وہ،،، میں،،، ماہی کے سامنے آتے ارتضیٰ نے سخت لہجے میں کہا تھا جس پر ماہی ڈری تھی۔

کیا وہ میں،،،، اپنے حسن کے جلوے دیکھانے آئی ہو،،، اسے اٹکتے ہوئے دیکھ ارتضیٰ نے ماہی کے سجے سنورے روپ کو دیکھتے ہوئے تاسف سے پوچھا تھا جس پر ماہی ارتضیٰ کی لفظوں پر حیران ہوئی تھی۔

دیکھا سہی پکڑا نا میں نے تمہیں تو مس ماہی اقبال آپ کے یہ جو مجھ پر ڈورے ڈالنے کے ارادے ہیں نا کبھی پورے نہیں ہونگے کسی اور پر آزماؤ جا کر جو تمہاری اس پیاری سی معصوم سی شکل پر فدا ہو،،، ماہی کو اپنے سامنے سننا سنورا دیکھ کر ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا جو کسی طور بھی کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا جب ماہی کو گھور کر دیکھا وہ دھاڑا تھا۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ ارتضیٰ بھائی،،، بکواس بند کرو اپنی،،، مجھے تم جیسی بہن نہیں چاہیے جو منہ پر بھائی کہہ اور اکیلے میں سنج سنور کر دیکھائے،،، ارتضیٰ کے بے بنیاد الزام پر ماہی کو غصہ آیا تھا پر وہ خود پر ضبط کرتی بمشکل بولی تھی کہ اچانک سے ماہی کے بھائی بولنے پر ارتضیٰ بلند آواز میں گویا ہوا تھا جس پر ماہی ڈر سے کپکپائی تھی۔

آپ کی سوچ گندی ہے تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں،،، سترہ سالہ ارتضیٰ کی باتوں کا مطلب باخوبی سمجھتی ماہی نے ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اچھا تو کیا کرنے آئی تھی یہاں ایسی حالت میں میرے کمرے میں وہ بھی اکیلے،،، دانت دباتے ارتضیٰ نے بد تمیزی کے ریکارڈ توڑتے ہوئے قدم بہ قدم اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تھا جس پر اپنی اتنی تزلیل پر ماہی کی آنکھوں میں آئی نمی سے اسے سامنے کھڑے ارتضیٰ کو دیکھنا مشکل لگا تھا پر اب ماہی کی برداشت ختم ہوئی تھی۔

می،،، میں یہ،،، چائے،،، دینے،،، آئی،،، تھی،،،، بڑی،،، امی،،، کے،،، کہنے،،، پر،،، ارتضیٰ کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ ڈر سے لڑکھڑاتی آواز میں ماہی نے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں پکڑا چائے کا کپ ارتضیٰ کے سامنے کرتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے ایک نظر چائے کے کپ کو دیکھتے روتی ہوئی ماہی کو دیکھا تھا جو بغیر اسے کچھ کہہ سنے چائے کا کپ واپس لے جانے کے لیے مڑی تھی جب ارتضیٰ نے برق رفتاری سے آگے بڑھتے اس کا راستہ روکا تھا۔

سات سال پہلے تمہیں صرف میرے کمرے میں آنے سے منع کیا تھا پر اب اگر تم اپنی بھلائی چاہتی تو بہتر ہو گا مجھے تم میرے گھر میں بھی نظر نا آؤ اب نکلو یہاں سے،،، ماہی کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ارتضیٰ نے سختی سے کہتے ماہی کے کانوں میں سیسہ انڈیلا تھا جس پر ماہی نے نم آنکھوں سے سامنے کھڑے ارتضیٰ کو لب دباتے ہوئے دیکھا تھا۔

ہوں نہیں آؤ گی میں بھی کوئی مری نہیں جا رہی یہاں آنے کے لیے لیکن اب تم بھی میرے گھر آ کر دیکھنا ارتضیٰ قریشی،،،،سنا نہیں تم نے دھکے دے نکالوں گیا،،،،ارتضیٰ کو غصے سے دیکھتی ماہی دل ہی دل میں اسے سنا رہی تھی جب ارتضیٰ کی غصے بھری آواز پر وہ حواس میں لوٹی تھی اور بغیر کچھ بھی کہہ وہاں سے چلی گئی تھی۔

****

لگتا ہے گھر پر کوئی نہیں ہے،،،باقی سب تو گھر پر ہی ہیں امی سو رہی ہیں ابو اسٹیڈی روم میں ہی پر ہاں تم جس کی بات کر رہی ہو وہ گھر پر نہیں ہیں اور آج تو ویسے بھی ارتضیٰ بھائی لیٹ آئیں گے،،،ابیہا کو کچن میں دیکھتی ماہی نے چاروں اطراف نظر دوڑاتے ہوئے کہا تھا جس پر ابیہا نے مسکراتے ہوئے اسے ارتضیٰ کی غیر موجودگی کا بتایا تھا۔

لیٹ پر کیوں،،،ارتضیٰ کے لیٹ آنے کی بات سن کر ماہی کو خوشی تو بہت ہوئی تھی پر دل میں اس کی فکر کا جزبہ بے دار ہوا تھا کہ وہ ابیہا کو دیکھتی بولی تھی۔

ان کی میٹنگ ہے،،،ہائے اللہ پاک تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے،،،،ماہی کے پوچھنے پر مصروف سے انداز میں جواب دیتی ابیہا نے اسے ارتضیٰ کی آج لیٹ آنے کی خوشخبری دی تھی جس پر ماہی نے خوش ہوتے خدا کا شکر کیا تھا۔

کوئی کام تھا ماہی،،، جلدی جلدی رائتہ بناتی ابہیا نے خاموش کھڑی ماہی سے پوچھا تھا۔

ہاں یہ سوال حل کروانا تھا بہت کوشش کی مگر حل نہیں ہو رہا تمہیں تو آتا ہو گا نا بتا دو،،، ابہیا کے پوچھنے پر ماہی اپنی میتھ کی کب اس کے سامنے کھول کر رکھتی اداسی سے بولی تھی۔

ٹھیک ہے میں سمجھا دیتی ہوں پہلے تم زرا یہ سلاد تو وہاں رکھو،،، کیا بنا رہی ہو اور کس کے لیے،،، ماہی کو سمجھانے کا کہتی ابہیا نے ماہی کو سلاد رکھنے کا کہا تھا جس پر ماہی مثبت میں گردن ہلاتی رکھنے لگی تھی جب اس کے دل میں سوال آیا تھا۔

کل ازحان نے بریانی کا کہا تھا،،، تو ازحان بھائی کے لیے بنا رہی ہو،،، ماہی کے سوال پر ابہیا نے شرماتے ہوئے مختصر سا جواب دیا تھا جب ماہی نے اسے ازحان کے نام سے چھیڑا تھا۔

واہ بھئی واہ ہونے والے شوہر کی پسند کا کھانا بنایا جا رہا ہے،،، شرارے سے کہتی ماہی نے سلیپ پر بیٹھتے سلاد میں رکھا کھیرا کھانے لگی تھی۔

آہستہ بولو ماہی کوئی سن لے گا،،، ہائے لڑکی شرما گئی بے فکر ہو جاؤ کوئی نہیں سنے گا ویسے بھی پیار کا دشمن تمہارا جن بھائی ہے ہاہاہا میں تھوڑی میں تو تمہاری لو اسٹوری میں خوبصورت کردار ہوں،،، ابہیا،،، ماہی کی تیز آواز پر ٹوکتی ابہیا نے اسے آہستگی سے بات کرنے کہا تھا جس پر ماہی اسے اپنی طرف سے پرسکوں رہنے کا کہتی ارتضیٰ کو جن کہ کر قہقہ لگاتی بولی تھی جب ماہی کے ہنسنے کی آواز پر غصے میں گھر واپس آتے سیڑھیاں چڑھتے ارتضیٰ کے کان کھڑے ہوئے تھے اور وہ دو دو سیڑھیاں پھلنگتا اوپر آتا ابہیا کو پکارنے لگا تھا۔

شیطان کا نام لیا شیطان حاضر،،، ابہیا مجھے چھپاؤ،،، ارتضیٰ کی آواز سنتی ماہی منہ ہی منہ بڑبڑاتی ہوئی ابہیا کو چھپانے کا بولی تھی۔

وہ آ گئے،،، کیا،،، کیوں چھپاؤ،،، انہوں نے میری بکواس سن لی ہو گی اب وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے،،، تو کیوں کرتی ہو بکواس،،، ماہی کی بات پر حیرت سے دیکھتے ابہیا نے پوچھا تھا جس پر نیچے زمین پر بیٹھتی ماہی کا اپنے کہے الفاظ یاد آئے تھے جس پر ابہیا نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ابہیا،،، جی جی بھائی،،، ابہیا کو پکارتا ہوا ارتضیٰ کچن میں آیا تھا جس پر ابہیا ماہی کو سلیپ کاؤنٹر کے نیچے چھپے دیکھ کر ہکلائی تھی جبکہ کچن میں ماہی کو موجود نا پاتے ارتضیٰ کو اپنا سناوہم لگا تھا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ ماہی کی آواز تھی اور یہیں سے آئی تھی،،،، کچن میں ارگرد نظر گھماتے ارتضیٰ دلدل میں سوچا تھا آج دل نے شدت سے ماہی کو دیکھنے کی خواہش کی تھی جبھی وہ مجبور ہو تا سیدھا کچن میں آیا تھا۔

آپ اتنی جلدی کیسے آ گئے بھائی آج تو آپ لیٹ آنے والے تھے سب ٹھیک ہے نا،،، ارتضیٰ کے چہرے پر سخت تصورات دیکھتی ابہیا نے فکر سے پوچھا تھا۔

ہاں سب ٹھیک ہے تم میرے کمرے میر ابیگ اور لیپ ٹاپ تو رکھ آؤ،،، فریج سے پانی کی بوتل نکالتا لے ہوئے ارتضیٰ نے ابہیا کو ٹالتے ہوئے کہا تھا اب اسے کیا بتاتا جس میٹنگ کے لیے آج وہ گیا تھا وہ میٹنگ تو عین وقت پر کینسل ہو گئی تھی جس پر ارتضیٰ کو کافی غصہ بھی آیا تھا اس لیے وہ آج جلدی واپس آیا تھا۔

ابی،،، ابی،،، گئے ارتضیٰ بھائی،،، کچن میں خاموشی محسوس کرتی ماہی نے ابہیا کو پکارا تھا جب پانی پیتا ارتضیٰ آہستگی سے گلاس رکھتا سلیپ کی سمت بڑھا تھا۔

ابہیا کی بچی بتاؤ گیا کیا تمہارا جن بھائی میں مر جاؤ گی گرمی سے ج،،، تو مر جاؤ،،، کوئی جواب نا پاتی ماہی نے گرمی سے آیا پسینہ پہنچتے ہوئے غصے سے پوچھا تھا جب ارتضیٰ گھٹنے کے بل نیچے زمین پر بیٹھتا بولا تھا اور وہی اچانک سے ارتضیٰ کو اپنے سامنے دیکھتی ماہی کے دم کا خشک ہوئے تھے۔

اس کا مطلب میر اشک سہی تھا تم ہی بکواس کر رہی تھی،،، میں،،، نے،،، کوئی بکواس نہیں کی،،، کوئی شرم ہے تمہیں عمر کیا ہے تمہاری اور تمہیں لو اسٹوریز کا بھی پتا چل گیا،،، پسینے سے شرابور ہوئی ماہی کو دیکھتے ارتضیٰ نے غصے سے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی کا بولنا مشکل ہوا تھا۔

ووہہ،،، باہر نکلو،،، بھائی کیا لیں گے،،، ارتضیٰ کے لفظوں اور اپنی آئی شامت کا سوچتی ماہی نے خود میں ہمت پیدا کرتے بولنا چاہا تھا جب ارتضیٰ نے دھاڑ سے اسے باہر نکلنے کا کہا تھا وہی کچن میں آتی ابہیا ماہی کے پکڑے جانے پر چپ ہوئی تھی۔

یہ بکواس کرتی ہو تم میری بہن کے ساتھ،،، جیسی خود ہو اسے بھی ویسا بنانا چاہتی ہو تم،،، نہیں ارتضیٰ بھائی،،، ماہی کے باہر نکلتے ہی ارتضیٰ کسی جوالہ مکھی کی طرح ماہی پر پھٹا تھا۔

تو پھر کیا کہہ رہی تھی تم کہ تم ان کی لو اسٹوری کا خوبصورت کردار ہو اور میں جن کس نے کہا تم ایک خوبصورت کردار ہو کبھی خود کو دیکھا ہے غور سے،،، بھائی وہ یہ نہیں کہہ رہی،،، تم چپ ہو جاؤ ابہیا،،، ماہی کو خاموش دیکھتے ارتضیٰ غصے سے کہتا تیز آواز میں گویا تھا جس پر ماہی نے ڈر سے پیچھے قدم لیے تھے ابھی جو تھوڑی دیر پہلے اسے دیکھنے کی چاہ کر رہا اب وہ ہی ارتضیٰ اس کی شکل دیکھتا خود پر سے ضبط کھوتا چلا یا تھا۔

منع کیا تھا کہ اس پورشن میں نہیں آنا پھر کیوں آئی،،، ماہی کے قدم پیچھے لینے پر اس کی سمت قدم بڑھاتے ارتضیٰ نے سختی سے پوچھا تھا جب ارتضیٰ کی بات سنتی ابہیا کو اب ماہی کے ڈر کی اصل وجہ پتہ چلی تھی جبھی وہ بھاگ کر نجمعہ بیگم کو بلانے کے لیے گئی تھی۔

میں آپ کے سامنے نہیں،،، آئی،،، بڑ،، بڑی،،، امی،،، ہہہا ا ا ا،،، یہ کیا کیا ماہی آندھی ہو تم،،،، ارتضیٰ کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ ماہی نے ڈرتے ہوئے کہنا چاہا تھا جب سلیپ سے ٹکراتی ماہی کی پیٹھ سے سلیپ پر رکھی کتاب اور پر رکھی بریانی کی ٹرے اور رائتہ نیچے گرا تھا جس پر ارتضیٰ نے سختی سے لب بھینچے تھے۔

خود تو تمہیں کچھ کرنا نہیں دوسری کی بھی ہمت کا خیال نہیں ہے تمہیں،،، یہ،،، آپ کی،،، وجہ،،، سے ،،، گرا،،، ہے،،،، جھوٹ بولتی ہو وہ بھی منہ پر،،، ماہی کو غصے سے گھورتے ارتضیٰ نے سختی سے کہا تھا جس پر ماہی خود پر لگا الزام اس کے سر ڈالتی بولی تھی جب ارتضیٰ کا ہاتھ اٹھا تھا اور ماہی کے رخسار کر نشانہ چھوڑ گیا تھا جبکہ ارتضیٰ کے تھپڑ مارنے پر ماہی صدمہ سے گونگ ہوئی تھی آج زندگی میں دوسری بار ماہی کو کسی نے مارا تھا تو وہ بھی ارتضیٰ،،، آفس میں ہوئی ساری پریشانی اور میٹنگ کا غصہ اور ماہی کو دیکھتے ہی اپنا کیا فیصلہ یاد آتے ہی ارتضیٰ اپنا ہر چیز کا غصہ ماہی پر اتار چکا تھا۔

ارتضیٰ،،،، بھائی یہ کیا کر رہے ہیں آپ،،، کچن میں آتی نجمعہ بیگم نے ارتضیٰ کو ماہی پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ کر بلند آواز میں اسے پکارا تھا جب بھاگ کر ماہی کے پاس آتی ابہیا نے بے یقینی سے اپنے بھائی کو دیکھا تھا جس نے زندگی میں اس پر ہاتھ نا اٹھایا تھا اور آج وہ ماہی کو کیسے مار سکتا تھا۔

شششٹٹٹ،،،امی وہ،،، غلطی،،،، بسسسس،،،،،اپنی غلطی پر پیشمان ارتضیٰ نے ابہیا اور نجمعہ بیگم کو دیکھتے اپنی غلطی تسلیم کرنی چاہی تھی جب نجمعہ بیگم نے اسے کچھ بھی کہنے سے روکا تھا کہ ارتضیٰ نے ایک نظر روتی ہوئی ماہی پر ڈالی تھی۔

ماہی،،، کیوں مارا تم نے بچی کو،،،،ماہی کو گلے لگاتی نجمعہ بیگم نے غصے سے پوچھا تھا۔

اس کی غلطی تھی امی اس نے سب خراب دیا اور پھر مجھے،،،اتنی سی بات پر ارتضیٰ،،، نجمعہ بیگم کے غصے سے پوچھنے پر ارتضیٰ نے زمین پر گری بریانی اور رائتے کی طرف اشارہ کرتے بتایا تھا جس اس کی پوری بات نا سنتی نجمعہ بیگم افسوس سے کہا تھا اور ارتضیٰ گردن جھکا گیا تھا۔

ماہی،،،،ماہی روکو،،،، نجمعہ بیگم کے گلے لگی آنسوؤں بہاتی ماہی ایک دم سے ان سے دور ہوتی بریانی اور رائتہ گرنے سے خراب ہوئی اپنی کتاب اٹھاتی وہاں سے بھاگی تھی جس پر نجمعہ بیگم سمیت ابہیا اور ارتضیٰ دونوں پریشان ہوئے تھے۔

مجھے افسوس ہے ارتضیٰ تم اپنی نفرت میں میرا اور اپنے ابو کا سیکھایا بھول گئے،،،ماہی کے پیچھے جاتی ابہیا کو دیکھتی نجمعہ بیگم نے ایک غصے بھری نظر ارتضیٰ پر ڈالتے ہوئے کہا تھا اور خود بھی نیچے کی طرف بڑھیں تھیں۔

ماہی،،، چلو باہر تمہارے لیے سرپرائز ہے،،،ہاں،،،ماضی کے خیالوں میں کھوئی ماہی ابہیا کی آواز پر حال میں لوٹی تھی جب ماہی کے پاس آتی ابہیا نے اسے باہر چلنے کا کہنا تھا۔

ہر بار کی طرح آج بھی میں ہی قصوروار ہوں کسی نے انہیں کچھ نہیں کہا بلکہ امی مجھے ہی سنا کر چلی گئیں جبکہ آج انہوں نے خود بتایا کہ غلطی ان کی تھی پھر بھی،،،ماہی چلو،،،نم آنکھوں سے سوچتی ماہی نے تکلیف سے آنکھیں بند کی تھی جب ابہیا نے اس کا ہاتھ پکڑتے کھینچا تھا۔

ابہیا مجھے درد ہو رہا ہے،،،سوری یار،،،اچھا چلو تم خود چلو،،،ابہیا کے ہاتھ کھینچنے پر ماہی نے کلائی میں ہوتی تکلیف سے کہا تھا جس پر ابہیا اسے سوری کہتی چلنے کا کہنے لگی تھی جس پر گردن ہلاتی ماہی اس کے ساتھ چلنے کے لیے کھڑی ہوئی تھی۔

واؤ یہ کس نے کیا،،،ابہیا کے ساتھ آتی ماہی کو لان میں لگے چوڑیوں اور مہندی کے اسٹال کو دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

بوجھو تو جانیں،،،بھائی آپ نے شکریہ،،،ماہی کے پیچھے آکر کھڑے ہوتے ازحان نے آہستگی سے کہا تھا جس پر ماہی نے خوش ہوتے ازحان کے گلے لگتے اسے یہ سب کرنے پر شکریہ ادا کیا تھا۔

نہیں ماہی میں نے نہیں کیا یہ تو،،، آپ نے نہیں کیا تو پھر کس نے کیا،،، ماہی کو خوش ہوتے دیکھ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ازحان نے سچ بتایا تھا جس پر ماہی کی خوشی اب حیرت میں بدلی تھی۔

ارتضیٰ نے،،، ابہیا کے لیے کیا ہے کہتا ہے اس نے سارے روزے رکھے ہیں اور تو اس ہی کا انعام ہے،،، ماہی کو حیرت میں مبتلا دیکھ ازحان نے ساری بات اسے بتائی تھی جس پر ماہی مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔

ماہی آپی چلو چوڑیاں لیتے ہیں،،، ماہی کے پاس آتی مرحا نے اسے ساتھ آنے کا کہا تھا جبکہ سب تیاری کرنے والے شخص کو نام جان کر ماہی کو اپنا یہاں آنا ہی بے وقوفی لگا تھا۔

چلو آپی،،، نہیں مرحا مجھے نہیں لینی،،، پر کیوں،،، ماہی کو اپنی جگہ سے نا ہلتے ہوئے دیکھ مرحا نے چلنے ہر زور دیا تھا جب ماہی نے بے دلی سے چوڑیوں کے اسٹال دیکھتے انکار کیا تھا جس پر مرحا ماہی کے پہلی بار چوڑیاں لینے سے انکار کرنے حیران ہوئی تھی۔

ہاتھوں پر چوٹ آئی ہے نا تو کیسے پہنوں گی میں تم اور ابہیا لے لو مجھے نہیں لینی،،، مرحا کے پوچھنے پر اپنے دل پر پتھر رکھ کر کہتی ماہی کو بڑا دکھ ہوا تھا اور یہ سب اس ارتضیٰ کے وجہ سے ہوا تھا اگر آج جو سب ہوا وہ نا ہوا ہوتا تو ماہی نے تو شاید کوئی کسر نا چھوڑنی تھی۔

بھائی یہ والی کیسی ہیں امی کے لیے،،، سوچ میں ڈوبے ارتضیٰ کو مخاطب کرتی ابیہا نے اس کے سامنے چوڑیاں کرتے ہوئے پوچھا تھا جس پر ارتضیٰ نے فقط گردن ہلائی تھی۔

میں خود لے لوں گی اپنی تم لڑکیاں اپنے لیے پسند کرو بس اور ختم کرو یہ سب،،، شائستہ بیگم کے ساتھ آئی نجمعہ بیگم نے ابیہا کے ہاتھ سے چوڑیاں لیتے ہوئے کہا تھا جس پر شائستہ بیگم مسکرائیں تھیں۔

کیا ماہی چوڑیاں نہیں کے رہی کیا،،، ماہی کو ایک سائیڈ پر کھڑے دیکھ کر نجمعہ بیگم نے فکر سے پوچھا تھا جبکہ یہ بات سوچتا ارتضیٰ بھی پریشان تھا۔

نہیں بڑی امی ماہی آپی کے ہاتھ میں چوٹ لگی ہے نا اس لیے نہیں لے رہی،،، آج ہی لگنی تھی کیا یہ چوٹ بھی بچی کو،،، ماہی کے پاس سے آتی مرحانے نجمعہ بیگم کو بتایا تھا جب نجمعہ بیگم نے اداس کھڑی ماہی کو دیکھتے فجر سے کہا تھا۔

بس کیا کریں بھابھی آپ کو پتا تو ہے اس کا بچوں والے کام کرتی ہے زیادہ نہیں لگی ان شاءاللہ جلد ٹھیک ہو جائے گی ارتضیٰ نے خود پٹی کی ہے،،، ارتضیٰ نے کی پٹی ماہی کو،،، نجمعہ بیگم کو پریشان ہوتے دیکھ شائستہ بیگم نے ایک نظر ماہی کے اترے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جب ارتضیٰ کے نام پر نجمعہ بیگم کو حیرانگی ہوئی تھی۔

جی بھابھی،،، کہیں ایسا تو نہیں اس سب میں ارتضیٰ کا ہی ہاتھ ہو شائستہ،،، ارے نہیں نہیں ماہی نے مجھے خود بتایا وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے گر گئی اور ارتضیٰ تو تھا ہی نہیں وہ تو بعد میں آیا تھا،،، امی یہاں آئیں یہ دیکھیں کتنی پیاری چوڑیاں ہیں،،، نجمعہ بیگم نے پر سوچ انداز میں دل میں آیا خیال شائستہ بیگم کے گوش گزار کیا تھا جس پر شائستہ بیگم پہلے تو ڈگمگائیں تھیں پر خود کو سنبھالتی شائستہ بیگم نے جلد ہی ساری بات گول کرتے ہوئے ارتضیٰ اور ماہی کے بیچ ہوئی بات وہ چھپا گئیں تھیں ابھی نجمعہ بیگم اور کچھ کہتی کہ مرحا نے انہیں آواز دی تھی۔

****

ابہیا،،، جی بھائی،،، چوڑیوں کے اسٹال پر اپنے لیے چوڑیاں پسند کرتی ابہیا کے پاس آتے ارتضیٰ نے آہستگی سے اسے پکارا تھا۔

یہ چوڑیاں،،، دیکھو کیسی ہیں،،، ابہیا کے پوچھنے پر اپنے ہاتھ میں لی چوڑیاں اس کے سامنے کرتے ارتضیٰ نے پوچھا تھا جس پر ابہیا نے سوالیہ نظروں سے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

اچھی ہیں پر کس کے لیے،،، کیونکہ ناتو میں یہ ہلکی پلاسٹک جیسی چوڑیاں پہنتی نامرحا اور ناہی ماہی آپ کس کے لیے لے کر آئیں ہیں بھائی،،، ارگرد نظر گھوماتی ابہیا نے ارتضیٰ کے ہاتھ سے چوڑیاں لیتے ہوئے تشویشی انداز میں پوچھا تھا۔

یہ ماہی کے لیے ہیں اور یہ پلاسٹک کی نہیں ہے باریک میٹل کی ہیں میٹل کسی کو دیکھائی نادے اس لیے اس پر دھاگا باندھنا گیا ہے یہ ہلکی پھلکی ہیں ماہی اگر پہنے گی تو اسے تکلیف نہیں ہو گی تم یہ ماہی کو دے آؤ،،، ابہیا کے سوال پر اس کے سر پر چت لگاتے ارتضیٰ نے اسے چوڑیوں کے بارے میں بتاتے ہوئے اسے ماہی کو دینے کا کہا تھا۔

بھائی یہ آپ کہہ رہے ہیں،،، وہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا ابھی یہ لے کر جاؤ اور کہنا تم کے کر آئی ہو سمجھی،،، ابھی شام میں اسے گرانے والے بھی آپ تھے اور اب اچانک سے یہ کایہ پلٹ کیسے،،، بے یقینی سے پوری آنکھیں پھاڑے ابہیا نے ارتضیٰ کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے سخت گیر لہجے میں اسے چوڑیاں ماہی کو دے کر آنے کو کہا تھا جس پر ابہیا نے ارتضیٰ کے غصہ ناہو جانے کے ڈر سے جلدی میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔

آپ یہ مجھے دے دیں میں پھر دے دوں گی،،، کیا اگر ابھی دینے گی تو وہ یہیں دیکھ رہی ہے پوچھے گی کس نے دی اب آپ کے اور اس تعلقات اتنے تو خوشگوار ہیں نہیں کہ میں کہوں گی کہ بھائی نے دی ہے اور وہ لے بھی

لے گی اسے صدمہ ہو گا جیسے مجھے ہوا ہے بھائی،،، ارتضیٰ کے چوڑیوں کا ڈبہ لیے ہوئے ابہیا نے اسے بعد میں دینے کا سوچا تھا جب ارتضیٰ نے اسے اشارے سے جانے کا کہا تھا پر ماہی کو اپنی ہی طرف دیکھتے ہوئے پا کر ابہیا نے ارتضیٰ کو سمجھنے کا کہا تھا جس پر ارتضیٰ ابہیا کی بات پر متفق ہوتا چپ کھڑا ہوا تھا۔

ویسے یہ عید کا گفٹ دے رہے ہیں آپ،،، نہیں میری وجہ سے وہ صبح چوڑیاں نہیں پہن پائے گی اور پھر مجھے سارا دن کوسے گی میں نہیں چاہتا کہ میری عید خراب ہو یہ اس لیے دے رہا ہوں،،، ارتضیٰ جو خاموش کھڑے دیکھ کر ابہیا نے دل میں آیا سوال کیا تھا اسے ارتضیٰ کو ماہی کی اتنی فکر کرتے دیکھ کر حیرانی ہو رہی تھی پر سامنے بھی ارتضیٰ تھا جو اپنے احساسات اپنے تک ہی محدود کئے ہوئے تھا صفائی سے جھوٹ بولتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ پیچھے کھڑی ابہیا نے افسوس سے گردن ہلائی تھی۔

کیسی لگی ہے ماہی،،، بہت پیاری،،، اب مہندی تو لگوا لو ماہی،،، ماہی کے پاس آتی نے اسے اپنی مہندی کا ڈیزائن دیکھے ہوئے کہا تھا۔

ہاں کیوں نہیں،،، اچھا سا ڈیزائن لگا یا بھائی،،، مہندی لگانے والے کے سامنے ہاتھ بڑھاتے ماہی نے چہکتے ہوئے کہا تھا جب ارتضیٰ نے مہندی لگانے والے کو آنکھوں سے ناجگانے کا اشارہ کیا تھا۔

ہمیں دیر ہو رہی ہے باجی ہمیں کہیں اور بھی جانا ہے،،، صرف دس منٹ کی بات ہے بھائی پھر چلے جایئے گا،،، ارتضیٰ کے ایک اشارے پر کھڑے ہوتے اس لڑکے نے ماہی کو مہندی لگانے سے منع کیا تھا جس پر ماہی کو غصہ آیا تھا پر وہ خود پر ضبط کرتی آہستہ سے بولی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

تم اب تک یہیں کھڑے ہو تمہیں بلا رہے ہیں سب جاؤ،،، ہو گیا تم سب جا تو اندر چلو،،، ماہی کو اس مہندی والے کے ساتھ بات کرتے دیکھ ارتضیٰ آگے بڑھتا ہوا اس لڑکے کو سختی سے جانے کا کہتا بولا تھا جس پر ماہی نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے اس لڑکے کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

نا مہندی لگی نا میں چوڑیاں پہن سکتی ایسی بھی کوئی عید ہوتی ہے اچھا بھلا مان رہا تھا وہ لگانے کے لیے ہر ہمیشہ کی طرح میری زندگی کا شیطان ٹپک گیا اور بھاگا دیا،،، اندر آتے ہی جب سے روکے آنسوؤں کو جگہ ملی تھی جب اپنے دل کی بھڑاس نکالتی ماہی نے غصے کہا تھا۔

کیا ہو گیا ہے کس کو شیطان کہہ رہی ہے میری بچی،،، روتی ہوئی ماہی کی آواز سنتے گھر میں اعجاز صاحب کے ساتھ داخل ہوتے اقبال صاحب نے فکر سے پوچھا تھا۔

ابو،،، اقبال صاحب جو دیکھ کر ماہی کے رونے میں روانگی آئی تھی اور وہ بھاگ کر اقبال صاحب کے گلے لگی تھی

۔

یہ کیا ہوا ماہی بیٹا،،، کچھ نہیں بھائی گر گئی تھی،،، ماہی کو اقبال صاحب کے گلے لگے دیکھ اعجاز صاحب نے اس کے ہاتھوں پر بندھی پٹی دیکھ کر پریشانی سے پوچھا تھا جس پر شائستہ بیگم نے بغیر ماہی کو بولنے کا موقع دیے خود ہی بات بنائی تھی۔

ابو پہلے یہ چوٹ لگ گئی میں چوڑیاں نہیں پہن سکتی پھر مہندی لگانے والا بھی چلا گیا مجھے مہندی نہیں لگی،،، اقبال صاحب کے سامنے ہاتھ کرتی ماہی نے اپنا دکھ انہیں بتایا تھا۔

اچھا کوئی بات نہیں میں اپنی بیٹی کو ابھی پارلر لے جاتا ہوں وہاں سے لگوا لینا،،، نہیں رہنے دیں اقبال کیا کرے گی یہ مہندی لگوا کر تین دن بعد پھر مہندی لگے گی تو اچھی نہیں لگے گی جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہی ہوتا ہے تین دن بعد لگوا لے گی مہندی جتنا اس کا دل چاہے،،، اقبال صاحب کے بات پر متفق نا ہوتی شائستہ بیگم نے تین دن بعد طے پائی ماہی کی مہندی کا یاد کرواتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔

اور عید اس کا کیا امی،،، شائستہ بیگم کی بات پر ماہی نے صدمے سے کہا تھا جس پر جب سے خاموش ابہیا اور مرحا مسکرائیں تھیں۔

آپ دونوں چلیں میں چائے بھیجتی ہوں یہ بچیاں تو ایسے ہی شور مچاتی رہتی ہیں،،، جاؤ ابہیا اپنے ابو اور چاچو کے لیے چائے بناؤ،،، اقبال صاحب اور اعجاز صاحب کو کمرے میں جانے کا کہتی نجمعہ بیگم نے ابہیا کو چائے بنانے کا کہا تھا۔

پھر تو امی فیشل بھی نا کرواؤں وہ بھی تین دن بعد ہی کروالوں گی،،، یہ بھی سہی ہے ایک دم سے روپ آئے گا،،، اقبال صاحب اور اعجاز صاحب کے چلے جانے کے بعد ماہی تڑخ کر بولی تھی پر سامنے بھی اس کی ماں تھی تبھی ماہی کا طنز سمجھتی شائستہ بیگم نے ماہی کی ہوں میں ہاں ملائی تھی اور ان کی اس بات نے جیسے ماہی کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کیا تھا۔

روپ تو آئے گا نا امی جب فقیرنی بنی پھروں گی اور اچانک سے دلہن بنوں گی تو روپ تو آئے گا کیوں بڑی امی،،، شائستہ بیگم کی بات پر جلتی بھنتی ماہی نے غصے سے کہا تھا جب ماہی کی بات پر مرحا کا قہقہ گونجا تھا۔

کہہ تو سہی رہی ماہی شائستہ اور بس کرو نا اتنی ٹانگ کھنچوں بچی کی،،، پر بیٹا آپ فکر کیوں کر رہی ہو ابھیا ہے نا وہ میری بیٹی کو ابھی سی مہندی لگا دے گی اور فیشل بھی کر دے گی بس خوش،،، ماہی کی باتوں پر ہنستی ہوئی نجمعہ بیگم نے شائستہ بیگم کو ہنستے ہوئے دیکھ کر ماہی کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی خوش ہوئی تھی۔

کو یو بڑی امی ایک آپ ہی کو مجھ سے پیار کرتی یہ سب تو مجھے میری شادی کے بعد یاد کریں گے،،، نجمعہ بیگم کے گلے لگتی ماہی نے اداسی سے کہا تھا جس پر ماہی کی شادی کے بعد یہاں سے چلے جانے کے خیال پر شائستہ بیگم کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

ماہی،،،ہاں،،،،میرے پاس تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے،،،کیاااا کیا ہے،،،لاؤنج میں بیٹھی ابہیا نے ماہی کے دونوں ہاتھوں میں مہندی لگانے کے بعد اس کا فینشل کرتے ہوئے کہا تھا جب اپنی ایک آنکھ کھول کر ابہیا کو دیکھتی ماہی نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

ایک منٹ،،،،روکو تم یہیں میں ابھی آئی،،،ماہی کا چہرہ صاف کرتی ابہیا اسے روکنے کا کہتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

یہ لو،،،بھاگ کر اپنے کمرے سے اپنی مطلوبہ چیز اٹھا کر لاتی ابہیا نے چوڑیوں کا ڈبہ ماہی کے سامنے کیا تھا۔

میں کل چوڑیاں نہیں پہن پاؤں گی ابہیا،،،کھول کر تو دیکھو پہلے،،،چوڑیوں کا ڈبہ سامنے دیکھتی ماہی نے اداسی سے کہا تھا جب ابہیا نے اسے کھول کر دیکھنے کا کہا تھا۔

یہ چوڑیاں تمہیں تکلیف نہیں دیں گی ماہی،،،ابی تم سچ میں میری سیٹ فرینڈ ہو،،،چند چوڑیاں ماہی کی کلائی میں ڈالتی ابہیا نے محبت سے کہا تھا جب بکل ہلکی پھلکی چوڑیوں کو دیکھتی ماہی خوش ہوئی تھی۔

اب تم صبح یہ ہی چوڑیاں پہننا،،،ازحان بھائی دیکھیں ابہیا نے مجھے چوڑیاں گفٹ کی ہیں وہ بھی ایسی کہ مجھے انہیں پہن کر درد بھی نہیں ہو رہا،،،کاش بھائی ابھی یہاں ہوتے اور دیکھتے انہوں نے ماہی کو کتنی بڑی خوشی دی

ہے ماہی کو خوش ہوتے دیکھ ابہیا کو ارتضیٰ یاد آیا تھا جب ازحان کے ٹھیک پیچھے آتا ارتضیٰ ماہی کو دیکھ کر اپنی جگہ پر اسٹل ہوا تھا سفید رنگ کے سادہ سے شلوار قمیض پر گرین کلر کا دوپٹہ لیے ہنستی مسکراتی ماہی اسے کسی حور سے کم نہیں لگی تھی۔

ماشاءاللہ بہت پیاری ہیں یہ تمہارے کپڑے اٹھالائے ہیں درزی سے اب تم دیکھ لو،،، ماہی کو جواب دیتے ازحان نے ہاتھ میں پکڑا کپڑوں کا تھیلا ابہیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

یہ بھی بھائی کے ساتھ گئے تھے،،، چلو ابہیا اندر امی کے پاس لے چلتے ہیں،،،، ارتضیٰ کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پا کر ماہی دلیں سوچتی ہوئی ابہیا کو اندر چلنے کا کہتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

بھائی آپ کو کچھ چاہیئے،،، نہیں میں آرام کروں گا،،، ماہی کے جاتا دیکھ ارتضیٰ نے ابہیا کی طرف دیکھا تھا جب ابہیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا پر وہ اسے مسکرا کر کہتا اپنے پورشن کی سمت بڑھا تھا۔

آپ کچھ لیں گے ازحان،،،، نہیں تم یہ کپڑے دکھادو امی کو ایک گھنٹے سے کوئی بات بار فون کر کے پوچھ لیا ہے انہوں نے،،، جی،،، ارتضیٰ کے چلے جانے کے کچھ دیر بعد آہستہ آواز میں ابہیا نے ازحان سے پوچھا تھا جب ازحان نے اسے کپڑے شائستہ بیگم کو دیکھانے کا کہتے مسکرایا تھا جس پر ابہیا مسکرا کر اندر چلی گئی تھی۔

****

عید مبارک،،، خیر مبارک تمہیں بھی عید مبارک،،، عید گاہ سے واپس آتے ازحان نے بل د آواز میں عید مبارک کہا تھا جب کچن سے نکل کر آتی شائستہ بیگم نے اس کا ماتھا چوما تھا۔

عید مبارک اعجاز بھائی،،،، ازحان سے ملنے کے بعد اعجاز صاحب کے سامنے سر جھکاتی شائستہ بیگم نے عید مبارک کہا تھا آگے بڑھتے اعجاز صاحب نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

عید مبارک چاچی،،، امی نظر نہیں آرہی،،، فرمابرداری سے جھکتے ہوئے ارتضیٰ نے شائستہ بیگم کو عید مبارک کہتے نجمعہ بیگم کو تلاشتے ہوئے پوچھا تھا۔

وہ ابھی اوپر ہیں عشا کی کال آئی ہے،،، ارتضیٰ کے سر پر ہاتھ رکھتی شائستہ بیگم نے اسے نجمعہ بیگم کے بارے میں بتایا تھا۔

بچیاں بھی نظر نہیں آرہی،،، یہ رہی میں تو بڑے ابو،،، عید مبارک ابو عید مبارک بڑے ابو،،، گھر میں نظر دوڑاتے اعجاز صاحب نے پوچھا تھا جب تیار ہوئی مرحا بھاگ کر آئی تھی۔

خیر مبارک بیٹا اعجاز صاحب سے ملتی ہوئی مرحا اقبال صاحب سے عید ملی تھی۔

عید مبارک ارتضیٰ بھائی عید مبارک بھائی،،، ارتضیٰ اور ازحان سے عید ملنے کے بعد مرحا نے اپنی عیدی کا مطالبہ کیا تھا جس پر سب نے بغیر کوئی چوچرا کئے اسے عیدی دے دی تھی۔

ماہی کہاں ہے،،، جاؤ بیٹا ماہی کو بلا کر لاؤ،،، ماہی کے بارے میں پوچھتے اقبال صاحب نے مرحا کو اسے بلانے کا کہا تھا۔

وہ کل دوالی تھی اس نے تو ابھی اٹھی ہے سو کر بس آتی ہی ہو گی،،، اقبال صاحب کے ماہی کو بلانے پر شائستہ بیگم نے ماہی کے نا آنے کی وجہ بتائی تھی جب ماہی کے انتظار میں کھڑا ارتضیٰ ان کی بات سنتا ہوا اوپر گیا تھا۔

عید مبارک امی،،، خیر مبارک،،، اوپر آتے ہی ارتضیٰ کی نظر نجمعہ بیگم پر پڑی تھی جب مسکراتے ہوئے ارتضیٰ نے ان کے گلے لگتے عید مبارک کہا تھا جس پر نجمعہ بیگم خوشی سے سرشاری ہوئیں تھیں۔

عید مبارک بھائی،،، تم تیار کیوں نہیں ہوئی،،، ارتضیٰ کی آواز پر اپنے کمرے سے آتی ابیہا اس سے عید ملنے لگی تھی جب ارتضیٰ نے اسے روزمرہ کے لباس میں دیکھ کر پوچھا تھا۔

ابھی تیار ہونے لگی تھی پر آپ کی آواز آئی تو سوچا پہلے عیدی پھر تیاری،،، ارتضیٰ کے پوچھنے ابیہا نے ارتضیٰ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے عیدی مانگی تھی۔

ہاں بھئی لے لو عیدی نیچے مر حاسب سے پہلے عیدی لی ہے اس نے بھی،،، ماہی کو دی تم نے عیدی،،، ابیہا کے بڑھائے گئے ہاتھ پر عیدی رکھے ارتضیٰ نے ہنستے ہوئے کہا تھا جب پاس کھڑی نجمعہ بیگم نے ماہی کو عیدی دینے کا پوچھا تھا جس پر ارتضیٰ ڈگمگایا تھا۔

وہ امی،،، وہ ابھی تک تیار ہی نہیں ہوئی ملی بھی نہیں ہم سے،،،، نجمعہ بیگم کو آس بھری نظروں سے اپنی طرف دیکھتے پا کر ارتضیٰ کا بولنا مشکل ہوا تھا جب اس کے پیچھے آتے اعجاز صاحب نے نجمعہ بیگم کی آواز سنتے انہیں جواب دیا تھا۔

عید مبارک ابو،،، اعجاز صاحب کو دیکھتے ہی ابیہا ان سے عید ملی تھی ان سے عیدی لیتی ابیہا تیار ہونے کے لیے اپنے کمرے میں گئی تھی۔

****

عید مبارک بڑے ابو،،، عید مبارک بڑی امی،،، گہرے گلابی رنگ کے فراق میں ملبوس بالوں کو فرنچ اسٹائل میں بنائے وہ اپنے چوڑیوں سے بھرے مہندی لگے ہاتھوں میں کھیر کا باؤل لئے مسکرا کر سیڑھیاں چڑھتی ہوئی بولی تھی۔

عید مبارک بچہ،،، آگے بڑھتی نجمعہ بیگم بمشکل اوپر آتی اس گلابی گڑیا سے کھیر کا باؤل لیتے اسے گلے لگایا تھا۔

عید مبارک بیٹا،،،، ماہی نجمعہ بیگم سے مل کر اعجاز صاحب کے پاس آئی تھی جب انہوں نے اس کے جھکے سر پر مسکرا کر ہاتھ رکھتے عید مبارک کہا تھا۔

عیدی بھی ساتھ میں دیں بڑے ابو،،، اعجاز صاحب کے سر پر ہاتھ رکھنے پر وہ عیدی کے لیے ہاتھ بڑھاتی مسکرائی تھی جس پر مسکراتے ہوئے اعجاز صاحب نے ماہی کو عیدی دی تھی۔

ابیہا نظر نہیں آرہی بڑی امی،،، چاروں اطراف نظر دوڑاتی ماہی اپنی پیاری کزن کو کہیں نا پاتی بولی تھی۔

مامییییی،،، یہ رہی میں،،، ماہی کی آواز سن کر جلدی جلدی اپنی تیاری پوری کرتی ابیہا نک سک سی تیار ہوتی بھاگ کر لاؤنج میں آئی تھی۔

واووووو بہت پیاری لگ رہی ہو ابیہا،،،، ابیہا کو دیکھ کر اس کے گلے لگتی ماہی نے دل سے اس کی تعریف کی تھ ی جو ماہی کے ہم رنگ ڈریس پہنے ہوئے تھی ابیہا واقع میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

پر تم سے کم تم تو مجھ سے بھی زیادہ پیاری لگ رہی ہو،،،، ماہی سے الگ ہوتی ابیہا نے ماہی کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ مسکرائی تھی۔

ہاں یار میں نے چوڑیاں تو پہنی ہی نہیں،،،، ماہی کے ہاتھ میں موجود چوڑیاں دیکھ کر ابیہا کو اپنی چوڑیاں یاد آئی تھی جو وہ جلدی جلدی میں پہننا بھول گئی تھی۔

چلو میرے ساتھ،،،، ماہی کا ہاتھ کھینچتی ابیہا اسے اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

ہائے اللہ جی ابیہا دیکھ کر نہیں چل سکتی تھی تم دیوار میں سر لگ گیا میرا،،،،، ابیہا کے ساتھ کھینچتی ماہی کا اچانک سے سامنے سے آتے ارتضیٰ سے تصادم ہوا تھا جس پر وہ اپنی آنکھیں بند کرتی بغیر مقابل کو دیکھے خفا گی سے گویا ہوئی تھی اور وہی ارتضیٰ کو اپنے سامنے دیکھ ابہیہ کے دم خشک ہوئے تھے ماہی کی آواز سن کر ہی ارتضیٰ ماہی کو دیکھنے کے لیے ہی باہر آیا تھا جب اچانک سے سامنے آتی ماہی کو دیکھ کر وہ رو کا تھا اور اس ہی اسنا میں ماہی اس سے ٹکرائی تھی۔

گہرے گلابی رنگ کے فراق پر ہم رنگ بھری بھری چوڑیاں جو کل ارتضیٰ ہی اس کے لیے لے کر آیا تھا اور ہاتھوں پر لگی خوبصورت نفیس ڈیزائین کی منہدی لگائے وہ ارتضیٰ کو بہت پیاری لگی تھی ابھی وہ اسے دیکھنے میں مصروف تھا کہ جب ماہی کی ڈرامائی آواز پر وہ ہوش میں آیا تھا اور سنجیدگی سے ابہیہ کو دیکھتے ماہی کی چلتی زبان پر ارتضیٰ آئی بروریز کر گیا تھا۔

دیکھ کر نہیں چل سکتی ساری گریس خراب کر دی،،،، اپنی پیشانی مسلتی ماہی نے خفگی سے ابہیہ کو گھورا تھا جو سامنے کھڑے ارتضیٰ کے تنے اعصاب دیکھ کر چپ تھی۔

کیا ہو گیا سر میرا لگا ہے زبان تیری بند ہو گئی جیسے ارتضیٰ بھائی کا جن آ گیا ہو اور وہ تجھے اور مجھے کچا چبانے والا ہو بول کونسا جن دیکھ لیا،،،،، ماہی بھائی،،،،، کون بھائی جن،،،، ماہیییی،،،،، ابہیہ کو مسلسل چپ دیکھ کر ماہی نے اسے ٹوکا تھا اور اسے ٹوکنے میں وہ یہ بھول گئی تھی کہ اس کی گوہر افشانی سنتے ارتضیٰ کے چہرے پر سختی آئی تھی جب ارتضیٰ کے کچھ اور سننے سے پہلے ابہیہ نے ماہی کا منہ پکڑتے سامنے کیا تھا اور وہیں ارتضیٰ کو دیکھتی ماہی کو اپنا گلا گھونٹتا محسوس ہوا تھا۔

ار،،، ارتضی،، بھائی،، عید مبارک،،،، اپنی خشک لبوں پر زبان پھیرتی ماہی نے زبردستی مسکراتے اسے عید مبارک کہا تھا۔

میری بہن سے دور رہا کرو کیا اسے بھی اپنی طرح بد لحاظ اور بد تمیز بنانے کا ارادہ ہے تمہارا،،، ابہیہ کی موجودگی کو نظر انداز کرتا ارتضیٰ بغیر اس کی عید وشنگ لیے دانت دباتا ہوا وہ ایک قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوتا بولا تھا جس پر ارتضیٰ کے ڈر سے دو قدم پیچھے لیتی ماہی کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

اللہ پاک بچا نہیں تو یہ پھر مجھے کل رات کی طرح پھینک دیں گے ابھی تو میرے وہ زخم ٹھیک نہیں ہوئے یہ کب ٹھیک ہونگے،،، ابہیا کے پیچھے چھپی ماہی نے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے دل میں دعا کی تھی جب ابہیا کو سامنے سے ہٹنے کا اشارہ کرتا ارتضیٰ ماہی کے سامنے آیا تھا۔

خیر مبارک،،، تمہیں بھی عید مبارک،،، ابہیا کے ہٹنے پر ماہی نے ڈر سے ارتضیٰ کو دیکھا تھا جب بہت نرمی سے اسے عید مبارک کہتا ارتضیٰ ماہی کو حیران کر گیا تھا۔

ہاں،،، عید،،، سوری،،، خیر مبارک،،، ارتضیٰ کے آج کئی سالوں بعد خود سے اسے عید مبارک کہنے پر ماہی بے یقینی سے اسے دیکھتی بوکھلائی تھی جس پر ارتضیٰ کے لب پر مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ بروقت چھپا گیا تھا۔

یہ تمہاری عیدی،،، اپنے ولیٹ سے پانچ ہزار کا فریش نوٹ نکالتے ارتضیٰ نے ماہی کی طرف بڑھائے تھے جس پر ماہی ہی نہیں ابہیا بھی حیران ہوئی تھی۔

پکڑو،،،،سنا نہیں تم نے پکڑو،،،ارتضیٰ کے اس قدر مہربان ہونے پر حیران پریشان ماہی نے ابہیا کی طرف دیکھا تھا جب ارتضیٰ نے اب کی بار ماہی کو سخت سے کہا تھا جس پر ڈرتی ہوئی ماہی ارتضیٰ کے ہاتھ سے پیسے لیتی ہوئی وہاں سے بھاگی تھی اور وہی ماہی کو بھاگتے دیکھ ارتضیٰ زندگی سے بھرپور مسکرایا تھا۔

ابہیا مجھے ابھی تک لگ رہا ہے جیسے میں نے خواب دیکھا ہے،،،،مجھے بھی خواب ہی لگ رہا تھا پر یہ سچ ہے،،،، کمرے میں آتے ہی وہ دونوں بیڈ پر بیٹھیں اب تک حیرت میں مبتلا تھی جب ماہی کی آواز نے کمرے میں چھائی خاموشی کو توڑا تھا۔

پانچ ہزار زرا چیک تو کرو ابہیا یہ اصل ہی ہے نا،،،،حد یار اصل ہی ہو گا پر بھائی نے مجھے دو ہزار دیے اور تمہیں پانچ،،،ارتضیٰ کا دیے پانچ ہزار کے نوٹ کو بار بار پلٹ کر دیکھتی ماہی نے ابہیا کو کہا تھا جس پر ابہیا نے ماہی کی بات پر مصنوعی خفگی سے کہا تھا۔

سچ میں مجھے سب سے زیادہ دیے،،،،ابہیا کی بات پر حیرانگی سے کہتی ماہی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی جس پر ابہیا نے منہ لٹکاتے ہوئے گردن آئی تھی۔

پھر تو یہ معافی مانگنے کو طریقہ ڈھونڈا ہے کیونکہ انہوں نے مجھے دو تھپڑ مارے ہر آئے ہوئے مہمان کے سامنے مجھے بے عزت کیا اور تو اور مجھے پڑھانے سے بھی صاف منع کیا تھا یہ کہہ کر یہ میں پڑھائی میں زیرو ہوں وہ نہیں

پڑھائیں گے میں تمہیں بتا رہی ہوں ابہیا بتا دینا ارتضیٰ بھائی کو میں صرف پانچ ہزار سے ماننے والی نہیں ہوں،،، کچھ بھی ماہی یہ عیدی ہے تم یہ بھی تو سوچ سکتی ہو کہ انہوں نے تمہیں کافی سال بعد عیدی دی ہے اس لیے اتنے دے دیے،،، اپنے چھوٹے سے ذہن پر زور ڈالتی ماہی نے ارتضیٰ کی تمام تر بد تمیزیاں یاد کرتے ابہیا کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ابہیا نفی میں گردن ہلاتی ماہی کی سوچ پر افسوس کرتی بولی تھی۔

تم چھوڑو ان سب باتوں کو ماہی پھر سوچیں گے اس بارے میں ابھی یہ بتاؤ کھیر بھیجی ولید بھائی کے لیے،،، آ خون ابی،،، ماہی کو سوچ میں ڈوبے دیکھ ابہیا نے اس کا دھیان ہٹانے کے لیے پوچھا تھا جب اچانک سے ماہی کی نظر بینڈج سے نکلتے خون پر پڑی تھی۔

تم نے سہی یاد دلوایا بھائی جا ہی رہے ہوں میں پہلے جا کر یہ بینڈج چینج کروالوں،،، ابہیا کی بات کر جلدی میں کہتی ماہی نے خود لگائی تھی جس پر ابہیا نے اسے پیچھے سے سنبھل کر جانے کی تاکید کی تھی۔

****

سنبھل کر چلو ماہی کل تو گرنے سے صرف کلائی زخمی ہوئی تھی پر اگر آج گری تو منہ ناک سب زخمی ہو گا،،، ماہی کو جلدی میں چاھتے ہوئے دیکھ لاونج میں بیٹھا ارتضیٰ اس کے پیچھے آیا تھا جب اسے جلدی جلدی سیڑھیاں

اترتے ہوئے دیکھ کر ارتضیٰ نے اسے سنبھلنے کا کہا تھا جس پر ماہی نے روکتے ہوئے پیچھے مڑ کر ارتضیٰ جو دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

یہ ہنس کیوں رہے ہیں بلاوجہ،،،، ارتضیٰ کو مسکراتے ہوئے دیکھ ماہی دل میں سوچتی آرام سے سیڑھیاں اترنے لگی تھی جب دو دو سیڑھیاں پھلنگتا ہوا اس کے برابر میں آیا تھا۔

درد تو نہیں ہے نا اب،،، ماہی کے ہاتھوں کو دیکھتے ارتضیٰ نے نرمی سے پوچھا تھا جس پر ماہی نے ارتضیٰ کے نرم لہجے پر بے یقینی سے اسے دیکھتے فقط گردن ہلائی تھی۔

کہاں جا رہی ہو اتنی جلدی میں،،،، ماہی کو حیرت میں مبتلا دیکھ ارتضیٰ نے فکر سے پوچھا تھا۔

بھائی کے پاس،،،، بغیر ارتضیٰ کو دیکھے ماہی نے مختصر سا کہا تھا آج ارتضیٰ کا بدلہ روایہ ماہی کو بار بار اٹیک دے رہا تھا تبھی ماہی نے اب کی بار اسے نا دیکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

اچھی لگ رہی ہو،،، جیسی،،،، ارتضیٰ کے ایک کہنے پر عمل کرتی ماہی کو آرام سے سیڑھیاں اترتے ہوئے دیکھ کر ارتضیٰ نے خوش ہوتے کہا تھا جس پر ماہی کی حیرانگی سے دیکھتی بولی تھی آج ارتضیٰ اسے جھٹکے پر جھٹکے دے رہا تھا جو ماہی کے لیے ناقابل برداشت تھا۔

مطلب چوڑیاں اچھی لگ رہی ہیں،،،، کس نے دی،،، وہ میرے کہنے کا مطلب ہے کہاں سے لی،،،، ماہی کے اپنی طرف دیکھنے پر ارتضیٰ ڈگمگایا تھا جب وہ خود کو کمپوز کرتا آہستہ سے بولا تھا آج وہ خود بھی اپنی دلی کیفیت سے انجان تھا جو ماہی کو دیکھ کر رفتار پکڑے ہوئے تھا۔

ویسے کہہ رہے ہیں جیسے ان کی بہن نے انہیں بتایا ہی نا ہو،،، ارتضیٰ کو دیکھتی ماہی دل میں سوچ کر پھیکا سا مسکرائی تھی۔

کیا ہوا ماہی،،،، تمہارے ہاتھ سے خون آرہا ہے،،، ماہی کو سوچ میں ڈوبے دیکھ ارتضیٰ نے ماہی کو دیکھا تھا جب اس کی نظر ماہی کے ہاتھوں پر پڑی تھی جسے دیکھ کر وہ پر پریشانی سے گویا ہوا تھا۔

ابہیا نے دی تھی اپنے بھائی کی غلطی کی تلافی کرنے کے لیے اسے لگا یہ ہلکی پھلکی چوڑیاں مجھے تکلیف نہیں دیں گی پر دیکھیں یہ بھی اس کی بھائی کی طرح ہی ہیں آہستہ آہستہ ہنستے ہنستے مجھے تکلیف دے رہیں ہیں،،، اچانک سے روکتی ماہی نے ارتضیٰ کی طرف مڑتے ہوئے اداسی سے اپنی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کا تھا جب سے ماہی نے یہ چوڑیاں پہنی تھی اسے درد ہو رہا تھا جیسے وہ مسلسل اگنور کئے ہوئے تھی پر اب تو جیسے بس ہوئی تھی تبھی وہ بغیر کوئی بات دل میں رکھے ارتضیٰ سے گویا ہوئی تھی جس پر ارتضیٰ نے شرمندگی سے نظر جھکائی تھی۔

سوری،،،، کیا کہا آپ نے میں نے سنا نہیں،،، ماہی کی تکلیف خود پر محسوس کرتے ارتضیٰ نے معافی مانگی تھی جس پر ماہی نے نا سننے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تھا۔

سوری،،،،، ازحان بھائی روکیں،،،، ماہی کے ناسونے کے ڈرامے پر اسے دیکھے ارتضیٰ نے ایک چار پھر اپنا کہا دہرایا تھا جب لاؤنج سے نکلتے ازحان کو دیکھتی ماہی بغیر ارتضیٰ کی سننے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

اسکی نظر کے سنگ سے میں آئینہ مثال
ٹوٹا تو ٹوٹ کر بھی اسے ہی دیکھتا رہا

ماہی کو جاتے دیکھ ارتضیٰ اپنے بالوں میں ہاتھ ڈالتا اس کے پیچھے بڑھا تھا۔

****

کیا ہوا ہے اتنی جلدی میں کیوں ہوں،،،، ماہی کو بھاگ کر آتے دیکھ ازحان نے فکر سے پوچھا تھا۔

بھائی یہ بینڈج چینج کر دیں دیکھیں خون نکل رہا ہے شاید،،، ازحان کے پوچھنے پر ماہی اس کے سامنے ہاتھ کرتی معصومیت سے بولی تھی۔

ارے ارتضیٰ یار اس کی بینڈیج تو چینج کر دو مجھے جانا ہے دیر ہو رہی ہے،،،، ماہی کے پیچھے آتے ارتضیٰ کو دیکھتے ازحان نے ارتضیٰ کو ماہی کی بینڈیج چینج کرنے کا کہا تھا۔

نہیں کوئی بات نہیں آپ پہلے ہو آئیں پھر کر دیجئے گا،،،ہاں کیوں نہیں میں کر دوں گا،،، شکریہ یار چلو ارتضیٰ کر دے گا،،، ازحان کے ارتضیٰ کو کہنے پر ماہی نے ارتضیٰ کو خاموش دیکھتے ہوئے کہا تھا جب ارتضیٰ نے مسکراتے ہوئے ازحان کو ہاں کی تھی جس پر ماہی مسکرا بھی نا سکی تھی۔

تم کہاں جا رہے ہو ازحان،،،، ازحان کے ہاتھ میں باؤل دیکھتے ارتضیٰ نے آئیبر آچکاتے ہوئے پوچھا تھا۔

کہاں جا سکتا ہوں یار اس میڈم کے سسرال،،،، امی کے داماد کے لیے کھیر لے کر جا رہا ہوں جناب کو کھیر پسند ہے،،، ارتضیٰ کے پوچھنے پر گردن مارتے ازحان نے ماہی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو ولید کی ذکر پر شرم سے سر جھکا گئی تھی جبکہ ازحان کے منہ سے ماہی کا سسرال سن کر ہی ارتضیٰ کو چپ لگی تھی۔

کہا بھی امی کو کہ کیا ضرورت ہے تین چار دن کی بات ہے پھر یہ میڈم خود بنا کر کھلا دے گی پر نہیں جی امی کہاں مانتی ہیں،،، بغیر ارتضیٰ کی خاموشی محسوس کرتا ازحان ماہی کے سر پر چت لگاتا ہنستے ہوئے گویا ہوا تھا۔

تین چار دن کیوں،،،، مطلب میں سمجھا نہیں ازحان تین چار دن کا کیا ہے،،،، ازحان کی بات نا سمجھتے ارتضیٰ نے ایک نظر شرماتی ہوئی ماہی پر ڈالتے ہوئے پوچھا تھا۔

کیا تمہیں ابھی تک کسی نے نہیں بتایا کیا،،، کیا،،، کیا نہیں بتایا صاف صاف بات کرو،،، ارتضیٰ کے پوچھنے پر ازحان نے بے یقینی سے ماہی اور ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ اسے صاف صاف بات کرنے کا کہتا ماہی کو دیکھنے لگا تھا۔

یہ عید کے تین دن سکون سے گزر جائیں تو چوتھے دن ماہی کی مہندی کی رسم ادا کریں گے اور پانچویں دن یعنی ہفتے کو نکاح،،، ارتضیٰ کو سیریس ہوتے دیکھ ازحان نے اسے ساری بات تفصیل سے بتائی تھی جسے سنتے ارتضیٰ کا دماغ سن ہوا تھا۔

اتنی جلدی،،، ہاں جلدی تو ہے پر کیا کر سکتے ہیں بڑوں کے فیصلے اور پھر جب میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی،،، بھائیی،،، خود پر قابو پاتے ارتضیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کرتے مختصر کہا تھا جس پر ہنستے ہوئے ازحان ماہی کی ٹانگ کھینچتے ہوئے آخر میں شرارت سے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے سختی سے لب بھینچتے مسکراتی ہوئی ماہی کو دیکھا تھا۔

کیا خیال ہے ارتضیٰ بھی چلو ساتھ،،، ابھی تو تم نے کہا ماہی کی بینڈ بج چینج کر دوں اگر میں بھی ساتھ چلا گیا تو کون کرے گا،،، ارتضیٰ کو چپ دیکھتے ازحان نے اسے بھی ساتھ چلنے کی پیشکش کی تھی جس پر ارتضیٰ نے اسے سہولت سے انکار کیا تھا۔

چلو پھر میں آتا ہوں،،، ارتضیٰ کے انکار کی وجہ سمجھتا ازحان مسکرا کر کہتا جانے کے لیے مڑا تھا۔

آپ رہنے دیں ارتضیٰ بھائی میں خود کر لوں گی،،، ازحان کے جاتے ہی ماہی نے ارتضیٰ کی طرف مڑتے ہوئے منع کیا تھا جس پر ارتضیٰ بغیر کچھ کہے اندر کی طرف بڑھا تھا۔

کہہ بھی دیا نہیں ہے ان کی مدد کی ضرورت پھر بھی،،، ارتضیٰ کو جاتے دیکھ ماہی اسے کے پیچھے بڑھتی منہ میں بڑبڑائی تھی۔

****

ہیلو،،، ارتضیٰ کہوں ہو صبح سے گم ہو،،، ماہی کے ہاتھوں پر بینڈیج کے فوراً بعد ہی ارتضیٰ گھر سے نکل گیا تھا اور اب رات کے نو کا وقت ہونے کو آیا تھا اور وہ سب تک گھر نا لوٹا تھا تب فکر سے ہلکان ہوتی نجمعہ بیگم نے ابہیا کے نمبر سے اسے کال کی تھی جو دوسری بیل پر اٹھالی گئی تھی۔

کیا ہوا کیا کہہ رہا ہے بھابھی،،، ارتضیٰ کے فون اٹھتے ہی نجمعہ بیگم کو پریشان ہوتے دیکھ شائستہ بیگم نے سب کو چپ رہنے کا کہتے ہوئے پوچھا تھا۔

سب ٹھیک ہے،،،شائستہ بیگم کو جواب دیتی نجمعہ بیگم مسکرائیں تھیں۔

ہیلو ارتضیٰ سن رہو ہو بیٹا کہاں ہو،،،ارتضیٰ ارتضیٰ بیٹا،،،،فون کی دوسری سمت سے کوئی بھی جواب نا پاتی نجمعہ بیگم نے پریشان ہوتے پوچھا تھا جب ارتضیٰ نے سختی سے آنکھیں بند کی تھی۔

جی امی،،،،میں ٹھیک ہوں دوستوں کے ساتھ ہوں دیر ہو جائے گی واپسی پر،،،،خود پر ضبط کرتے ارتضیٰ نے نم آنکھوں سے سامنے بہتے سمندر کی پانی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تو پھر کب سے بول رہی ہوں جواب کیوں نہیں دے رہے تھے،،،ارتضیٰ کے بولنے پر سکھ کا سانس لیتی نجمعہ بیگم نے خفگی سے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نم آنکھوں سے مسکرایا تھا۔

آپ تو خاموشی سمجھ لیتی ہیں امی آج بھی سمجھ لیتیں،،،نجمعہ بیگم کی بات پر تکلیف سے ہاتھ میں پکڑے گلاس پر گرفت سخت کرتے نم لہجے میں کہا تھا بچپن سے لے کر بڑے ہونے تک نجمعہ بیگم نے ارتضیٰ کہ ہر بات اس کے کہنے سے پہلے سمجھ لینے کی عادت سے واقف ارتضیٰ نے آس بھرے لہجے میں کہا تھا جسے فون کی دوسری سمت باخوبی سمجھتی نجمعہ بیگم کو اپنے بیٹے کی تکلیف کا اندازہ ہوا تھا۔

میں سمجھتی ہوں ارتضیٰ،،، میں سب سمجھتی ہوں پر ہر چیز پر میرا اختیار تو نہیں کہیں تو تمہیں بھی بولنا پڑے گا نا ،،،، سب کے بیچ سے اٹھتی نجمعہ بیگم نے نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی ماہی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ تکلیف سے مسکرایا تھا۔

اپنے بولنے کا انجام اب تک جھیل رہا ہوں امی،،، نجمعہ بیگم کی بات پر اپنے کئے فیصلے پر پیشمان ہوتے ارتضیٰ نے زمین کی طرح دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

کوئی بات ہوئی ہے کیا ارتضیٰ،،، ارتضیٰ کے لہجے میں نم محسوس کرتی نجمعہ بیگم نے اس سے پوچھا تھا۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے شادی کی امی،،،، کیا مطلب ارتضیٰ،،، امی وہ کیا بڑھی ہو رہی ہے،،،، نجمعہ بیگم کے پوچھنے پر ارتضیٰ آخر پوائنٹ پر آیا تھا جب اس کی بات سمجھتی نجمعہ بیگم نے سختی سے آنکھیں بند کی تھی وہ جو ارتضیٰ سے ماہی کی شادی کی تاریخ کا چھپائے ہوئیں تھیں ارتضیٰ کے منہ سے ماہی کی شادی کی جلدی کا سن کر اتنا تو سمجھ گئیں تھیں کہ ارتضیٰ کو پتا چل گیا ہے پر پھر بھی انجان بنتی بولیں تھیں۔

یہ اقبال اور شائستہ کا فیصلہ ہے بیٹا اور تمہارے ابو اور میرا بھی،،، میں بھی ایک بیٹی کی ماں ہوں ارتضیٰ آخر کب تک کوئی اپنی بیٹی کو بیٹھا کر رکھ سکتے ہیں کسی کے آسرے پر جب تم نے کوئی جواب نہیں دیا تو اس کا گھر بسانا تھا نا اور ویسے بھی اچھے رشتوں کو انتظار نہیں کروایا جاتا،،، ٹھیک ہے پھر بسالیں اپنی بیٹی کا گھر آپ بھی ابو بھی اور

چاچو چاچی بھی آپ سب خوشی خوشی اسے اس کے گھر کا کریں مجھے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا،،، ارتضیٰ جو خاموش دیکھتے نجمعہ بیگم نے لفظوں کا چناؤ کرتے اسے سمجھانا چاہا تھا جب ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا اور تبھی وہ نجمعہ بیگم کو ماہی کے ساتھ خوش ہونے کا کہتا بغیر کچھ بھی سنے فون بند کر گیا تھا۔

کیوں اتنی بڑی سزا اللہ ایک غلطی کی وہ غلطی جس کی پیشمانی مجھے آج سے نہیں پچھلے کئی سالوں سے ہے اس غلطی کی سزا اللہ پاک،،،،، فون بند کرتے ارتضیٰ نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا تھا جب ایک آنسوں اس کی آنکھ سے نکل کر اس کا سارا غصہ ساری آنا کو پانی میں ملا گیا تھا۔

میں نے کہہ تو دیا مجھے فرق پڑتا پر میں اس کا نام کسی اور کے ساتھ جوڑتے نہیں دیکھ سن پارہا تو اسے کسی اور کے ساتھ کیسے دیکھوں گا،،، گھٹنوں کے بل سمندر کی گیلی ریت پر بیٹھتے ہوئے ارتضیٰ نے روتے ہوئے کہا تھا۔

ماہی ازل سے میری ہے میں اسے کسی اور کے ساتھ دیکھنا تو دور سوچ بھی نہیں سکتا اللہ پاک پلیز اتنی بڑی سزا نا دیں مجھے،،، ماہی اور ولید کو ساتھ سوچتے ہوئے ارتضیٰ نے غصے سے زمین پر مکا مارتے ہوئے کہا تھا۔

کبھی زندگی میں نہیں سوچا تھا کہ میرا ایک غلط فیصلہ مجھے یوں ساری زندگی کے لیے تڑپائے گا اس ایک غلط فیصلے کی وجہ سے جب بھی سکون مانگتا ہوں نئے سرے سے بے چین ہونے لگتا ہوں جب خود اسے ٹھکرایا ہے تو مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو رہا کہ کوئی اور بھی اسے اپنائے،،، دل میں ہوتی تکلیف برداشت نا کر پاتا ارتضیٰ کا خود پر

سے اختیار ختم ہوا تھا اور آج اس نے خود کو رونے دیا تھا وہ جو کل سے اب تک ہر چیز کو بھلائے ہوئے تھا یاد تھا تو صرف وہ جو وہ کئی سالوں پہلے ختم کر چکا تھا اور وہ تھا اس کا اور ماہی کا رشتہ جیسے وہ اپنے بے بنیاد غصے میں ختم کر بیٹھا تھا پر آج وہ ہی رشتہ اسے ہر چیز سے زیادہ عزیز لگنے لگا تھا پر شاید اب تو بہت دیر ہو چکی تھی۔

ماہی صرف میری ہے صرف میری میں اسے کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا اس لیے یہ شادی بھی نہیں ہو گی میں آج ہی امی ابو سے بات کروں گا اپنی اور ماہی کی شادی کی پھر وہ خود یہ رشتہ ختم کر کے آئیں گے آخر کو وہ بھی تو ہمیشہ سے یہ ہی چاہتے تھے کہ ماہی میری دلہن بنے،،، ماہی کے نام کے ساتھ ہمیشہ ایک ہی نام جوڑے گا ماہی ارتضیٰ قریشی،،، خود پر قابو پاتے ارتضیٰ نے سختی سے اپنی آنکھیں رگڑ کر صاف کرتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں خود سے کہتے ہوئے گھر جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ہیلو ارتضیٰ کہاں ہو وقت دیکھا ہے،،، رات کے دو بجنے کو آئے تھے جب فکر سے ہلکان ہوتی نجمعہ بیگم نے ارتضیٰ کو دوبارہ کال کی تھی جو کئی بار کال کرنے کے بعد اٹینڈ کی گئی تھی۔

امی میں نہیں آسکوں گا آج رات جاوید کی ابو کی طبیعت اچانک سے خراب ہو گئی تھی میں ان کے ساتھ ہسپتال میں ہوں،،، نجمعہ بیگم کی فکر مند لہجے میں پوچھنے پر ایک سائیڈ پر آتے ارتضیٰ نے انہیں اپنے واپس نا آنے کی وجہ بتائی تھی نجمعہ بیگم سے بات کرنے کے بعد اپنا دل ہلکا کرتا ارتضیٰ آج اعجاز صاحب سے بات کرنے کا پختہ ارادہ کرتا گھر جانے کے لیے ابھی گاڑی میں بیٹھا ہی تھا کہ جب اسے جاوید کی کال آئی تھی،، متناسب گھرانے

سے تعلق رکھنے والے اسماعیل صاحب کا بڑا بیٹا اپنی تین بہنوں کا ایک اکلوتا بھائی جاوید ارتضیٰ کا بچپن کا دوست تھا اس کے ہر اچھے برے کاموں میں اس کا ساتھی رہا تھا بڑے ہونے کے بعد تعلیم مکمل کرتے دونوں نے ساتھ مل کر کام کرنے کا سوچا تھا جس پر اعجاز صاحب اور اقبال صاحب کے مشورے سے ارتضیٰ اور جاوید نے مل کر انویسمنٹ کی اور اپنا ایک چھوٹا سا بزنس شروع کیا تھا جو زیادہ تر جاوید ہی سنبھالتا تھا اس سے ان دونوں کی دوستی اور بھی زیادہ گہری اور مضبوط ہو گئی تھی آج بھی جب وہ خود کو تنہا محسوس کر رہا تھا تو اس نے سب سے پہلے ارتضیٰ کو مدد کے لیے پکارا تھا جس پر ارتضیٰ اس کی امید پر پورا اترتا ایک پل کی بھی تاخیر کئے اس کے پاس چلا گیا تھا۔

اللہ خیر کیا ہوا ہے،،،، ڈاکٹر جاوید کو بتا کر گئے ہیں کہ انکل کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے پر وہ پہلے سے بہتر ہیں،،، ارتضیٰ کی بات پر نجمعہ بیگم نے پریشانی سے استفسار کیا تھا جس پر ارتضیٰ نے انہیں ڈاکٹر سے تھوڑی دیر پہلے ملی معلومات بتائی تھی۔

ہیلو ارتضیٰ،،،، ارتضیٰ،،، کیا ہوا امی،،،، بات کرتے کرتے ارتضیٰ اچانک سے چپ ہوا تھا جس پر پریشان ہوتی نجمعہ بیگم نے اسے پکارا تھا جب ان کے ساتھ بیٹھی ابہیا نے نجمعہ بیگم کو پریشان ہوتے دیکھ کر پوچھا تھا۔

ہم نہیں بچا سکے انہیں جاوید بیٹا،،،، امی میں آپ سے پھر بات کرتا ہوں،،،، کیا ہوا ہے پہلے بتا تو دو،،، امی انکل کا انتقال ہو گیا ہے،،،، جاوید کو کہے ڈاکٹر کے الفاظ سن ارتضیٰ پل بھر کو دہلا تھا جب اسپیکر سے ابھرتی نجمعہ بیگم

کے آواز پر حواس میں آتے ارتضیٰ نے انہیں مختصر بتاتے فون بند کیا تھا اور جلدی سے جاوید کے پاس جاتے اسے سنبھالا تھا۔

یار ابو ایسے کیسے مجھے چھوڑ کر جاسکتے ہیں ابھی تو مجھے ان کی ضرورت تھی،،،ارتضیٰ کا کندھا ملتے ہی جاوید کی ہمت ختم ہوئی تھی۔

ان کا ساتھ اتنا ہی تھا جاوید سنبھال خود کو ابھی گھر بھی جانا ہے،،،،،جاوید کو حوصلہ دیتا ارتضیٰ خود بھی وہ وقت سوچ کر پریشان تھا جب یہ خبر جاوید کے گھر جاتی تو گھر پر موجود اس کی ماں اور بہنوں کا کیا ہوتا جنہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے کال کر کے یہ بتایا گیا تھا کہ اسماعیل صاحب اب ٹھیک ہیں اور اب اچانک سے یہ سب ہو جانا جب یہ دو کڑیل جوان برداشت نہیں کر پا رہے تو وہ عورتیں کیسے سہتیں۔

****

السلام و علیکم امی،،،السلام و علیکم چاچی،،،رات بھر اور پھر سارا دن جاوید کے ساتھ مل کر اسماعیل صاحب کی آخری رسومات ادا کروا کر گھر لوٹتا ارتضیٰ نجمعہ بیگم کی آواز سن کر لاونج میں س آیا تھا جب وہاں موجود شائستہ

بیگم اور نجمعہ بیگم کو اس نے سلام کیا تھا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ماہی کے سسرال سے آیا ماہی کا شادی کا سوٹ دیکھ رہیں تھیں۔

وعلیکم السلام آ گئے تم ارتضیٰ سب ٹھیک تھے نا کیا قیامت گزری ہو گی عید کے دن یہ سب،،،، ارتضیٰ کی آواز پر کھڑی ہوتی نجمعہ بیگم نے اس کے اداس چہرے کو دیکھتے ہوئے تکلیف سے سوچتے ہوئے کہا تھا۔

سہی کہا امی کیسے ٹھیک ہونگے وہ لوگ،،، نجمعہ بیگم کے ی بات سے متفق ہوتے ارتضیٰ نے جاوید اور اس کے گھر والوں کی حالت سوچتے کہا تھا جب ارتضیٰ ایک بار پھر سے اداس ہوا تھا آج اس نے اپنے ہمیشہ ہنستے مسکراتے ہوئے دوست کو روتے ہوئے دیکھا تھا جو اسے کسی طرح بھی نہیں بھول رہا تھا۔

مجھے اور شائستہ کو لے کر چلنا وہاں،،، آج تو جانا نہیں ہو سکا ہمارا پر کل تم لے کر چلنا اب ہمت کرو تم بھی،،،، ارتضیٰ کے اترے چہرے کو دیکھتی نجمعہ بیگم نے اسے سمجھایا تھا جس پر ارتضیٰ نے مثبت میں گردن ہلائی تھی۔

تم جا کر فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں،،،، بھوک نہیں ہے امی مجھے چائے بنوا دیں بس،،، ارتضیٰ کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی نجمعہ بیگم نے فکر سے کہا تھا جس پر ارتضیٰ ان کے ہاتھ تھامتا کھانے سے انکار کرتا چائے کی فرمائش کر گیا تھا۔

ابہیا،،،رہنے دیں بھابھی میں ماہی کو کہتی ہوں بنادے چائے،،،ماہی،،،،جی امی آئی،،،ابہیا کو آواز لگاتی نجمعہ بیگم کو روکتی شائستہ بیگم نے ماہی کو بلایا تھا جو ان کی آواز سن کر بھاگ کر آئی تھی۔

شہرِ گم گشتہ میں اک تیری محبت کے سِوا
کون سی شے ہے جو آنکھوں کو یوں ٹھنڈک بخشے

جی امی،،،، مسکرا کر لاؤنج میں آتی ماہی نے شائستہ بیگم سے پوچھا تھا جب اس نے سامنے کھڑے ارتضیٰ کو دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا جس پر ماہی نظر جھکا گئی تھی کل دوپہر سے وہ ارتضیٰ کو اب گھر میں دیکھ رہی تھی جو اس وقت نجمعہ بیگم اور شائستہ بیگم کی موجودگی کو فراموش کر تا فقط ماہی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

چائے بنادو ارتضیٰ کے لیے اور ساتھ میں کباب فرائے کر دینا،،، نہیں چاچی اس کی ضرورت نہیں بس چائے لوں گا،،، جاؤ تم جا کر جلدی سے بنادو،،، کھانا بھی نہیں لگا رہے ارتضیٰ بیٹا اب اسے بھی نا کر رہے ہو کچھ کھالو ،،،ماہی کے آنے پر اسے چائے اور کباب بنانے کا کہتی شائستہ بیگم کو ارتضیٰ نے بیچ میں ہی ٹوکا تھا جس پر وہ بغیر اس کی سنے ماہی کو جانے کا کہتی بولیں تھیں اور ارتضیٰ خاموشی سے سر جھکا کر وہاں سے جانے کے لیے مڑا تھا پر کچھ یاد آنے پر وہ روکا تھا۔

امی ابو کہاں ہیں،،، کچن کی طرف جاتی ماہی کو دیکھتے ارتضیٰ نے اعجاز صاحب کا پوچھا تھا۔

وہ تو توفیق صاحب کے ساتھ گئے ہیں خیریت،،،، ارتضیٰ کے اچانک پوچھنے پر نجمعہ بیگم نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

کہاں گئے ہیں کب آئیں گے،،، گھڑی میں وقت دیکھتے ارتضیٰ نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

ہال کی بوکنگ کے لیے گئے ہیں تمہارے چاچو بھی ساتھ ہی ہیں پر تم کیوں پوچھ رہے ہو کوئی کام تھا کیا،،، ارتضیٰ کے سوال پر سوال کرنے پر نجمعہ بیگم نے پریشان ہوتے پوچھا تھا۔

جی کچھ بات کرنی تھی ابو سے،،، نجمعہ بیگم کی بوکنگ کی بات پر ارتضیٰ نے ضبط سے مٹھیاں بند کرتے ہوئے کہا تھا۔

آجائے گے کچھ دیر تک ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی گئے ہیں کوئی خاص بات ہے کیا کچھ ہوا ہے کیا،،، ارتضیٰ کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھتی نجمعہ بیگم نے فکر سے پوچھا تھا۔

نہیں کچھ نہیں ہوا امی بس ویسے ہی،،، نجمعہ بیگم کو پریشان ہوتے دیکھ ارتضیٰ پھیکا سا مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا جس پر نجمعہ بیگم تھوڑی مطمئن ہوئیں تھیں۔

****

سنو یہ چائے اور کباب ارتضیٰ بھائی کے کمرے میں تو دے دو،،، چائے اور کباب ایک ٹرے میں رکھتی ماہی نے کام کرنے والی کو اسے ارتضیٰ کے کمرے میں لے جانے کا کہا تھا جو آج صبح ہی شادی کی کاموں کے لیے بلائی گئی تھی جس تو وہ خود بھی سکتی تھی ہر ابھی وہ ارتضیٰ کی کل سے بولتی نظروں کو سمجھنے سے قاصر تھی جس وجہ سے وہ ارتضیٰ کو سامنا کرنے سے گھبرا رہی تھی۔

ارتضیٰ بھائی کون ہیں باجی،،، ماہی کے ارتضیٰ بھائی کہنے پر اسے نا سمجھی سے دیکھتی ملازمہ نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے پوچھا تھا۔

وہی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے گھر میں تشریف لائیں ہیں وہ ہیں ارتضیٰ بھائی،،،، اچھا وہ ہینڈسم سے لڑکے ،،،، ملازمہ کے پوچھنے پر ماہی اپنا ماتھا پیٹتی تیزی سے بولی تھی جب تھوڑی دیر پہلے لاؤنج میں کھڑے ارتضیٰ کو پہچاتی ملازمہ مسکراتی ہوئی بولی تھی اور ماہی کا ضبط آزما گئی تھی۔

لڑکے نہیں ہیں بھائی ہیں سمجھی،،، ملازمہ کے ہینڈسم کہنے پر اسے گھور کر دیکھتی ماہی نے سمجھایا تھا۔

کہاں ہے ان کا کمرہ،،،،ماہی کی ڈانٹ اگنور کرتی ملازمہ جلدی سے ٹرے اٹھاتی ماہی سے ارتضیٰ کے کمرے کا پوچھنے لگی تھی۔

تم تو رہنے ہی دو اور دور رہو ان سے سمجھی،،،،ملازمہ کو ارتضیٰ کے کمرے میں جانے کے نام پر چہکتے ہوئے دیکھ ماہی کو غصہ آیا تھا جس پر وہ اپنے نازک ہاتھوں کی میٹھی بند کرتی گویا ہوئی تھی۔

میں خود ہی لے جاؤں گی نہیں ہے تمہاری ضرورت جاؤ جا کر لاؤنج کی صفائی کرو،،،ملازمہ کے ہاتھ سے ٹرے چھیننے کے انداز میں لیتی ماہی اسے سختی سے وارن کرتی لاؤنج کی صفائی کرنے کا کہتی خود سیڑھیوں کی طرف بڑی تھی ملازمہ کا ارتضیٰ کو ہینڈسم کہنا ماہی کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا نجانے کیوں اسے کیسی اور لڑکی کا ارتضیٰ کو دیکھا برداشت نہیں ہوا تھا۔

آج کل کی تو نوکرانیوں کو بھی پتا ہے کہ لڑکا ہینڈسم ہے،،،ہاں اگر ہینڈسم ہے تو بدتمیز نے کیسا دیکھا انہیں،،،، اس کا بھی کیا قصور وہ تو وہ ہی کہے گی نا جو دیکھا ہے قصور تو ارتضیٰ کا ہے کیوں آئے اس کے سامنے،،،بس رک جاؤ ماہی میں یہیں کھڑا ہوں،،،،غصے سے لال پیلی ہوتی ماہی خود کلامی کرتی سیڑھیاں چڑھتی خود سے باتوں میں مگن ارگرد سے بے نیاز چلتی آرہی تھی جب سامنے سے آتا ارتضیٰ اس دیکھ کر روکا تھا جو چائے بن جانے کے خیال سے نیچے جارہا تھا پر ماہی کو غصے سے لال پیلا ہوا دیکھ کر وہیں رک گیا تھا۔

جی وہ یہ آپ کی چائے اور کباب،،،،ارتضیٰ کی آواز پر حواس میں لوٹے ی ماہی نے ایک نظر سامنے کھڑے ارتضیٰ کو دیکھتے شرم سے سر جھکاتے ہوئے کہا تھا جو اس وقت بلیو جینز پر براؤن شرٹ پہنے اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں بناتا ہوا ماہی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

دل تیرے پیار کی ایک نظر کے لیے بے قرار ہے
اک تیرا اس طرف بھی یہ تیرا ابر سو کا شکار ہے

واپس لے جاؤ میں نیچے ہی سب کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیؤ گا،،،ماہی کا شرم سے نظر جھکانا ارتضیٰ کو مزہ دے گیا تھا تبھی ارتضیٰ نے ماہی کی طرف جھکتے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی ساری شرم سائیڈ کرتے آنکھیں چھوٹی کرتے مقابل کو گھورنے لگی تھی۔

واٹٹٹٹ،،،پہلے نہیں بتا سکتے تھے آپ،،،،ماہی کے گھورنے پر آئی بروریز کرتے ارتضیٰ نے پوچھا تھا جس پر ماہی چلائی تھی۔

اب بتا دیا نا لے جاؤ،،،،لے جاؤ گی پر پہلے میری بات سن لیں،،،،ماہی کی چلانے پر کانوں پر ہاتھ رکھتے ارتضیٰ نے لہجے میں موضوعی غصے سے کہا تھا پر سامنے بھی ماہی تھی جو اس وقت خود غصے میں تھی جس پر اس وقت ارتضیٰ تو کیا شائستہ بیگم کے غصے کا بھی کوئی اثر نہیں ہونا تھا۔

کیا کہو سن رہا ہوں،،،،ماہی کی بات پر پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ارتضیٰ نے نرمی سے کہا تھا۔

یہ شرٹ کے بٹن بند کر کے آیئے گا وہ کیا ہے نا ہمارے یہاں لڑکے ایسے غیر لڑکیوں کے سامنے نہیں آتے،،،، ارتضیٰ کے ایک دم سے بدلنے پر ماہی تھوڑی ڈگمگائی تھی پر خود کو کمپوز کرتی وہ جلدی میں اسے کہتی مڑی تھی۔

کیا!!!!،،،وہ جو کچھ اور ہی سننے کے موڈ میں تھا پر ماہی کی بات سن کر ارتضیٰ نے حیرت سے اپنی شرٹ کے کھلے بٹن دیکھے تھے جو وہ جلدی میں بند کرنا بھول گیا تھا اب اسے ماہی کی شرم کی وجہ سمجھ آئی تھی جس پر وہ اپنے سر پر ہاتھ مارتا گردن جھٹک گیا تھا۔

رو کو ماہی،،،،،اپنی کہتی ماہی بغیر ارتضیٰ کی ایک سنے چلی گئی تھی۔

غیر لڑکیاں کون غیر لڑکی،،،،اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا ارتضیٰ ماہی کے کہے الفاظ دھراتا ہوا سیڑھیاں اترا تھا

۔

صاحب آپ کے لیے پانی لے کر آؤں،،،،ماہی کے پیچھے آتا ارتضیٰ لاؤنج میں بیٹھا چائے پی رہا تھا جب ارتضیٰ کو لاؤنج میں اکیلے بیٹھے دیکھ اس کے پاس آتی ملازمہ کلثوم شرماتے ہوئے بولی تھی۔

نہیں،،، کون ہو تم،،، سامنے کھڑی درمیانے قد سانولی رنگت اور ہیلدی سی شکل والی لڑکی کو دیکھتے ہوئے وہ تعجب سے بولا تھا جو اسے کوئی بائیس تیئیس سال کی لگی تھی۔

میں کلثوم،،، ارتضیٰ کے پوچھنے پر شرم سے پانی ہوتی کلثوم نے اپنا دوپٹہ منہ میں لیتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا۔

امی،،، امی کہاں ہیں آپ،،،، ملازمہ کو بے وجہ شرماتے دیکھ ارتضیٰ نے بلند آواز میں نجمعہ بیگم کو پکارا تھا جب اس کی آواز سنتے سب لوگ لاونج میں آئے تھے۔

کیا ہوا ہے ارتضیٰ،،،، پریشانی سے بھاگ کر آتی نجمعہ بیگم نے ارتضیٰ سے پوچھا تھا جو سامنے کھڑی کلثوم کو مسلسل غصے سے گھور رہا تھا۔

کون ہے یہ امی،،، سامنے کھڑی کلثوم کو ایک نظر دیکھتے ہوئے ارتضیٰ نے نجمعہ بیگم کے پیچھے کھڑی ماہی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

کلثوم ہے،،،وہ مجھے پتا چل گیا ہے امی ان کی زبانی یہ بتائیں یہ یہاں ہمارے گھر میں کیا کر رہی ہیں انہیں کہیں جائے اپنے گھر،،،ارتضیٰ کے غصے سے پوچھنے پر نفی میں گردن ہلاتی نجمعہ بیگم نے مختصر سا کہا تھا جب ان کی بات بیچ میں کاٹتا ہوا ارتضیٰ سامنے سر جھکائے کھڑی کلثوم کو گھور کر دیکھتا بدلحاظی سے گویا ہوا تھا۔

وہ کام کے لیے آئی ہے یہاں،،،،یہ کام ہے جو یہ کر رہی ہے،،،،ارتضیٰ کے غصے سے ڈرتی کلثوم کو دیکھتی نجمعہ بیگم نے ارتضیٰ کو سمجھانا چاہا تھا جب وہ کچھ دیر پہلے کلثوم کا خود سے شرمانا یاد کر کلس کر بولا تھا۔

کیا کر دیا اس نے ارتضیٰ بیٹا،،، نجمعہ بیگم کو ارتضیٰ کی بات نا سمجھتے دیکھ شائستہ بیگم نے نرمی سے پوچھا تھا جس پر ماہی نے افسوس سے سر ہلاتے ملازمہ کو دیکھا تھا۔

میں نے کہا تھا اسے اب لے مزے بے عزت ہو کر ہی پیچھے ہٹے گی،،،،سامنے سر جھکائے روتی ہوئی کلثوم کو دیکھتی ماہی نے دل میں کہا تھا۔

یہ ارتضیٰ بھائی پر لائن مار رہی تھی،،،،یہ مج،،،،کچھ نہیں چاچی رہنے دیں،،،اور تم جاؤ وہاں کچن میں جا کر کام کروں وہاں تمہاری ضرورت ہے،،،،ماہی کے کان کے قریب ہوتی ابیہا نے سرگوشی کی تھی جس پر ماہی لب دباتی مسکرائی تھی اور اس کی یہ ہنسی ارتضیٰ سے مخفی نہیں رہی تھی تبھی وہ اپنی بات بدلتا کلثوم کو وہاں سے جانے کا کہتا بولا تھا۔

بلاوجہ کا شور ارتضیٰ،،،، کلثوم کو جاتے دیکھ نجمعہ بیگم نے ایک ناراض سی نظر ارتضیٰ پر ڈالی تھی۔

کیا ضرورت ہے امی ملازمہ کی کیوں رکھا ہے آپ نے اسے،،،، نجمعہ بیگم کی ناراضگی کو خاطے میں نالاتا ارتضیٰ اب بھی وہی اٹکا ہوا تھا جس پر نجمعہ بیگم نے افسوس سے گردن ہلائی تھی۔

شادی کے کاموں میں مدد کے لیے بلایا ہے اب ہم میں تو اتنی جان نہیں کہ سب کام سنبھال لیں اور ابہیا اور مرحا کو تو اپنے سے فرست نہیں ہو گی کام کیا خاک دیکھیں گی،،، ارتضیٰ کی بات پر دبے دبے غصے میں کہتی نجمعہ بیگم نے ابہیا اور مرحا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ دونوں مسکرا کر سر جھکا گئیں تھیں۔

شادی نہیں ہو گی زندگی کا عذ،،،، شادی نہیں ہو گی کوئی شاہی دعوت ہو گی جس کے لیے کافی لوگوں کی ضرورت پڑے گی،،،، نجمعہ بیگم کے منہ سے ایک بار پھر شادی کا ذکر سنتے ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا کبھی وہ غصے میں کہتا ہوا اچانک سے سب کی موجودگی کا خیال کرتا اپنی بات بیچ میں ہی بدل گیا تھا جس پر ماہی نے آنکھیں چھوٹی کرتے ارتضیٰ کو گھورا تھا جو اپنی بات بدل گیا تھا۔

ہائے اللہ ماہی جاؤ کر تم تیار ہو جاؤ دیر ہو رہی ہے،،،،، تیار کس لیے اب آج کوئی رسم ہے امی،،،، کافی دیر سے چپ شائستہ بیگم کی نظر جیسے ہی دیوار پر نسب گھڑی پر پڑی جہاں رات کے آٹھ ہونے کو آئے تھے تب وہ ماہی

کو جلدی سے تیار ہونے کا کہنے لگی تھی جب ماہی کے تیار ہونے کا سنتے ارتضیٰ نے سوالیہ نظروں سے نجمعہ بیگم کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

نہیں وہ ولید آرہا ہے ماہی کو لے کر جائے گا اپنے ساتھ،،، شائستہ بیگم کو ماہی کو لے جانے کا اشارہ کرتی نجمعہ بیگم نے نظر چراتے ہوئے آہستگی سے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے سختی سے لب بھینچے تھے۔

اب ہمارے گھر کی لڑکیاں غیر لڑکوں کے ساتھ اکیلے باہر جائیں گی وہ بھی رات کے اس وقت،،، نجمعہ بیگم کی بات بیچ میں ہی کاٹتا ہوا ارتضیٰ خود پر ضبط نا کر سکا تھا تبھی وہ غصے سے گویا ہوا تھا۔

اس نے تمہارے ابو اور چاچو سے اجازت لی ہے اور وہ کوئی غیر لڑکا نہیں ہے ماہی کا ہونے والا شوہر ہے،،، ہونے والا شوہر ہے امی ہوا نہیں ہے اور ہونے والے اور ہو چکے میں بہت فرق ہوتا ہے ابھی زمانا اتنا بھی آگے نہیں بڑھا کہ منگیتر کو شوہر کہا جائے،،، اور آج کل کے وقت کا تو آپ سب کو پتا ہے اس طرح لڑکی کو بھیجنا سہی نہیں ہے کل کو کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو کون ذمے دار ہو گا،،،، ارتضیٰ کی سرخ آنکھیں دیکھتی نجمعہ بیگم نے قدرے دھیمے لہجے میں کہا تھا جس پر ارتضیٰ ایک دم جلال میں آتا لفظوں پر زور دیتے ہوئے گویا ہوا تھا جس پر نجمعہ بیگم کو بلانے کے لیے آتی شائستہ بیگم ارتضیٰ کے لہجے میں غصہ بھانپتے ہوئے وہیں روکی تھیں ارتضیٰ کے ہر کہا لفظ شائستہ بیگم کو سہی لگا تھا کہیں نا کہیں یہ ڈر ان کے دل میں بھی تھا مگر وہ زبان پر نا لا سکیں تھیں۔

اچھا اچھا کہو ارتضیٰ بکواس نہیں کرو،،،، ارتضیٰ کو دیکھتی نجمعہ بیگم کی نظر لاؤنج کے داخلی دروازے پر کھڑی شائستہ بیگم پر پڑی تھی جو گہری سوچ میں گم تھیں۔

ٹھیک ہے میں بکواس کر رہا ہوں جو آپ سب کر رہے ہیں وہ اچھا ہے کریں مجھے کیا پڑی ہے،،،، نجمعہ بیگم کو نا مانتے دیکھ ارتضیٰ غصے سے ٹیبل پر پڑا اواس زمین بوس کرتا وہاں سے چلا گیا تھا پیچھے شائستہ بیگم کو ایک نئی پریشانی میں مبتلا کر کر۔

مدہم عداوتیں ہیں ہلکی سی رنجشیں
مجھ کو تمہاری ذات سے پوشیدہ عشق ہے

****

کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو،،،، ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی ماہی نے سوچ میں ڈوبی ابیہا سے پوچھا تھا۔

یار ایک چیز کی کمی ہے،،،، کیا!!!!،،،، ماہی کو غور سے دیکھتی ابیہا نے پر سوچ انداز میں کہا تھا جس پر ماہی نے خود کو دیکھتے ہوئے فکر سے پوچھا تھا۔

ہاں تمہاری ان پیاری سی پلکوں پر مسکارہ لگانا رہے گیا،،،ماہی کی لمبی گھم دار پلکوں کو دیکھتی ابہیا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

وہ تو نہیں ہے کل تیار ہوتے ہوئے گر گیا تھا مجھ سے،،،،
رو کو میں لے کر آتی اپنے کمرے سے،،،،ابہیا کے کہنے پر اداس ہوتی ماہی نے کل ہوئے اپنے مسکارے کا نکلا جنازہ یاد کیا تھا جس پر ابہیا اسے روکنے کا کہتی کمرے سے گئی تھی۔

ابی کیا ہو گیا ہے اتنی دیر،،،،،کافی دیر سے اپنے کمرے میں بیٹھی ماہی ابہیا کا انتظار کرتی اوپر آئی تھی جب ابہیا کے روم کا ڈور کھول کر اندر آتی ماہی نے غصے سے کہا تھا پر سامنے بیڈ پر بیٹھے نفوس کو دیکھ کر اس کے لب سلے تھے۔

ارتضی بھائی،،،ابہیا کہاں ہے،،،،،ارتضیٰ کو اپنی طرف کڑے تیوروں سے دیکھتے ہوئے پا کر ماہی نے ڈرتے ہوئے پوچھا تھا پر مقابل کے گہری چپ پر وہ جانے کے لیے مڑی تھی۔

رو کو،،،،،کیوں آئی ماہی کی بچی اب تو گئی توں،،،،اس چڑیل کلثوم کا غصہ نکلے گا،،،ماہی کو جاتے دیکھ ارتضیٰ اپنی جگہ سے کھڑا ہو تا بولا تھا جس پر ارتضیٰ کے روکنے پر وہ ڈر سے آنکھیں بند کرتی اپنے یہاں آنے پر خود کو کوستی اور کلثوم کو برا بھلا کہتی ہوئی رو کی تھی پر مڑی نہیں تھی وہ جو نجمعہ بیگم سے بات چیت کے بات اپنے کمرے میں

جانے لگا تھا پر کمرے کا اے سی نا چلنے پر وہ غصے میں اپنا سامان اٹھاتا ابہیا کے کمرے میں آ بیٹھا تھا جب ابہیا جلدی میں مسکارہ لینے اوپر آئی تھی جس پر ارتضیٰ نے اسے نیچے سے اپنا موبائل اٹھا کر لانے کا کہا تھا جو وہ غصے میں بھول آیا تھا۔

کہاں جا رہی ہے تمہاری شاہی سواری،،،،جی شاہی،،،،ماہی کا بغور جائزہ لیتے ارتضیٰ نے لفظ چباتے ہوئے پوچھا تھا جس پر وہ شاہی لفظ پر مسکراتی ہوئی مڑی تھی پر سامنے کھڑے ارتضیٰ کے چہرے پر سختی دیکھ کر وہ چپ ہوئی تھی یہ ارتضیٰ کے دو دن سے اچھے رویے کا ہی اثر تھا کہ ماہی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

ہاں تو یہ دلہن کی طرح سج دھج کر ہماری عزت کا جنازہ نکالنے کے لیے کیوں جا رہی ہو،،،،،مہرون کلر کی شارٹ شرٹ اور ٹراؤزر پر نیٹ کا دوپٹہ اسکارف کی طرح گلے میں ڈالے وہ ہمیشہ کی طرح ہاتھوں میں سوٹ کے ہم رنگ چوڑیاں،لائٹ میک اپ کے ساتھ ڈارک کلر کی لپ اسٹک لگائے بالوں کو کھلا چھوڑے ہوئے تھے اور اس کی یہ تیاری ارتضیٰ کی چھٹی حس بیدار کر گئی تھی۔

استغفار اللہ ارتضیٰ بھائی میں امی ابو سے پوچھ کر ہی جا رہی ہوں،،،،ارتضیٰ کے الفاظ پر اسے غصہ تو آیا تھا پر وہ ارتضیٰ کو کچھ کہتی تو اپنی ہی شامت بلاتی اس لیے ڈرامے بازی کرتی کانوں کا ہاتھ لگاتی بولی تھی جس پر مقابل کھڑے ارتضیٰ نے آئیبرو ریز کی تھی۔

اچھا،،،،ماہی کی بات پر وہ اچھا پر زور دیتا کھینچ کر بولا تھا اور ماہی کو لگا تھا آج ارتضیٰ اس کی جان لے لے گا۔

اب یہ اپنا فالتو ڈرامہ بند کرو اور بتاؤ کہاں جا رہی تھی،،،وہ سب جاننے کے بعد بھی انجان بنتا ارتضیٰ ماہی کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

بتاؤ کس کے ساتھ جا رہی ہو،،،و،،،ولید،،،جی،،،کے ساتھ،،،ماہی کی طرف بڑھتے ارتضیٰ نے روب دار لہجے میں پوچھا تھا جس پر پیچھے کی طرف قدم اٹھاتی ماہی اٹکتی ہوئی بولی تھی کہ ماہی کے منہ سے ولید کا نام سنتے ارتضیٰ نے ایک ہی جست میں اس تک آتے پیچھے سے ڈور لاک کیا تھا۔

کس کی اجازت سے جا رہی ہو،،،دروازہ بند کرتا ارتضیٰ ماہی کے سر پر کھڑا دھاڑا تھا جس پر ارتضیٰ کی دھاڑ پر ماہی ڈر سے اچھلی تھی۔

امم،،،امی،،،اتارو،،،،،ہہں،،،اتارو یہ چوڑیاں،،،ارتضیٰ کے چلانے پر وہ نم لہجے میں بولی تھی کہ اچانک سے ارتضیٰ نے اسے چوڑیاں اتارنے کا کہا تھا پر وہ نم آنکھوں سے اسے نا سمجھیں سے دیکھنے لگی تھی ارتضیٰ کو ایک دم سے بدلا رویہ اسے اتنا برا نہیں لگا تھا جتنے اس کے الفاظ اسے تکلیف دے رہے تھے۔

سنا نہیں،،،،، سمجھ نہیں آتی نا نرمی کی زبان تمہیں،،،،ماہی کو اپنی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے ارتضیٰ نے خود اس کے ہاتھ سے چوڑیاں کھینچتے ہوئے اتارنی شروع کی تھی۔

ارتضیٰ بھائی مجھے درد ہو رہا ہے،،،،ارتضیٰ کے بے رحمی سے چوڑیاں اتارنے پر درد سے کراہتی ماہی نے اسے روکنا چاہا تھا پر ارتضیٰ اسے ان سنا کرتا ساری چوڑیاں اس کی کلائیوں سے اتار کر زمین بوس کر گیا تھا۔

پکڑو یہ اور صاف کرو یہ لپ اسٹک،،،،اپنی جیب سے رومال نکالتا وہ روتی ہوئی ماہی کی طرف بڑھاتا بولا تھا جس پر ڈر سے کپکپاتے ہاتھوں سے رومال پکڑتی ماہی نے تکلیف سے آنکھیں بند کرتے صاف کی تھی۔

چلو منہ دھو وہاں سے،،،،ماہی کے ہاتھ سے رومال لیتے ارتضیٰ نے اسے روم میں بنے اٹیچ باتھ روم کی طرف اشارہ کرتے ایک اور حکم صادر کیا تھا جس پر ماہی نے بے بسی سے اس سفاک کو دیکھا تھا۔

امم،،امی،،،،،باتھ روم کے شیشے میں نظر آتے اپنے چہرے کو دیکھ ماہی نے مسسز اقبال کو مدد کے لیے پکارا تھا پر وہ تو جب آتی نا جب یہاں ہوتی۔

جلدی کرو شاباش،،،،، اللہ کرے کنوارے مرے آپ ارتضیٰ،،، آپ کو کیا لگتا ہے میں کیا دوبارا تیار نہیں ہو سکتی،،، ماہی کو روتے دیکھ اس کے پیچھے آتے ارتضیٰ نے اسے جلدی کرنے کا کہا تھا جس پر وہ آئینے میں نظر آتے ارتضیٰ کے عکس کو دیکھتی اپنی جون میں آتی بد دعا دیتی دل میں سوچتی منہ دھونے لگی تھی۔

ہمارے یہاں لڑکیاں غیر لڑکوں کے ساتھ باہر عیاشی کرنے جاتی ماہی محترمہ،،،، میں کوئی عیاشی کرنے نہیں جا رہی سمجھے آپ،،، آئینے میں نظر آتی ماہی کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ارتضیٰ نے طنزیہ انداز میں کہتے ماہی کے الفاظ اسے لٹائے تھے پر اس کی الفاظ پر ماہی صدمے سے ارتضیٰ کی طرف مڑتے ہوئے کہا تھا۔

تو کس لیے جا رہی ہو نہیں جاؤ،،، ماہی کی بات پر اس کی طرف بڑھتا ارتضیٰ مدعے پر آیا تھا جس پر ماہی نے چپ رہتے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

افسوس سچ کہوں تو برا لگتا ہے،،،،ماہی کی انکار کرنے پر لب بھینچتے ارتضیٰ نے سختی سے کہا تھا جس پر ماہی نے روتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کی تھی اور وہی ماہی کی بند آنکھوں کو دیکھے ارتضیٰ نے اپنا رخ موڑا تھا۔

ممکن نہیں وہ بے خبر ہو جذبات سے میرے
بات دل کی ہو تو دل تک ضرور جاتی ہے

یہ بال باندھو اور نکلو یہاں سے،،،،رو کو،،،،دو منٹ سے خاموشی سے آنسوں بہاتی ماہی کو دیکھتے اسے منہ دھو کر فارغ ہوتی ماہی کو بال باندھنے کا کہتے بڑی بد لحاظی سے اسے کمرے سے نکلنے کا کہا تھا جس پر وہ ارتضیٰ کو افسوس سے دیکھتی غصے دانت کچکچاتی جانے کے لیے مڑی تھی کہ ارتضیٰ نے اسے روکا تھا۔

یہاں سے جا کر دوبارا سے سجنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ ابھی تو صرف صاف کروایا ہے پھر کیا کروں گا مجھے بھی نہیں پتا سمجھی،،،، اور ایک بات یہ ڈریس بھی چینج کر لینا،،،، ماہی کے شیطانی دماغ سے باخوبی واقف ارتضیٰ نے اسے سخت لہجے میں وارن کیا تھا جس پر وہ نم سرخ آنکھوں سے ارتضیٰ کی سرخ سیاہ آنکھوں میں دیکھتی لب دباتی فقط گردن ہلا گئی تھی۔

جاؤ،،،، ماہی کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ بیڈ پر پڑا اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے مصروف سے انداز میں اسے جانے کا بول رہا تھا جب اس کے ایک کہنے پر ڈور کھولتی ماہی سر سے بیل کے سینگ کی طرح غائب ہوئی تھی۔

تم مجھے مجبور کرتی ہو ماہی ورنہ میں اتنا برے نہیں ہوں،،،، کمرے سے جاتے ارتضیٰ کے پاؤں دہلیز پر پڑی ماہی کی ٹوٹی کانچ کی چوڑیوں پر رکھا گیا تھا جس پر وہ ضبط سے مٹھیاں بند کرتا خود کلامی کرتا آنکھیں بند کر گیا تھا۔

میں تقدیر سے ہوں لاچار اے ذوق تمنا
ہر فن میں ہوں ماہر بس محبت نہیں آتی

کون آیا ہے کلثوم،،، باہر سے اندر آتی قلثوم کو دیکھتی شائستہ بیگم نے پوچھا تھا۔

بڑی باجی یہ صاحب آئے ہیں،،، میں ہوں آنٹی السلام وعلیکم،،، شائستہ بیگم کے پوچھنے پر سامنے سے ہٹتی کلثوم نے اپنے پیچھے کھڑے ولید کی طرف اشارہ کیا تھا جس پر وہ مسکرا کر آگے بڑھتا بولا تھا۔

وعلیکم السلام،،، آؤ بیٹا بیٹھو،،، ولید کے سر پر ہاتھ رکھتی شائستہ بیگم نے آگے بڑھتے اسے لاؤنج میں بیٹھنے کا کہا تھا۔

زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکوں گا آنٹی آپ ماہی کو بلا دیں،،، شائستہ بیگم کے بیٹھنے کا کہنے پر مسکراتے ہوئے ولید نے ماہی کو بلانے کا کہا تھا جس پر وہ مثبت میں گردن ہلا گئیں تھیں۔

ما،،، ماہی یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی،،، ولید کے کہنے پر شائستہ بیگم ماہی کو بلانے کے لیے آئیں تھیں جب کمرے میں آتے انہیں ماہی اجڑی ہوئی حالت میں بیٹھی نظر آئی تھی جس پر شائستہ بیگم نے حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

کہا تھا کہ تیار ہو جاؤ اور کیا حالت بنا رکھی ایسے لگ رہا ہے جیسے ابھی کچن کا سارا کام کر کے آئی ہو تم،،، ماہی کو خاموشی سے سر جھکائے دیکھ شائستہ بیگم نے دبے دبے غصے سے کہا تھا۔

اب بو کو گی کیا ہوا ہے،،،، ابہیا تم نے اسے تیار نہیں کیا،،، ماہی کی مسلسل خاموشی شائستہ بیگم کو پریشان کر رہی تھی جب وہ ساتھ کھڑی ابہیا کو دیکھتی ہوئی بولیں تھیں۔

نہیں چاچی میں نے اسے تیار کر دیا تھا میں بس اپنے کمرے سے مسکارہ لینے گئی تھی پر،،، پر کیا،،، پر جب واپس آئی تو ماہی ایسے ہی بیٹھی ہوئی تھی جب سے پوچھ رہی ہوں پر کچھ بول ہی نہیں رہی،،، شائستہ بیگم کے غصے کی توپ اپنی طرف آتے دیکھ ابہیا نے انہیں سب بتایا تھا جس پر ماہی نے اپنی نم آنکھوں کو سختی سے بند کیا تھا۔

ماہی کیا پوچھ رہی ہے ابہیا جواب دو،،، ماہی کا کندھا ہلاتی شائستہ بیگم نے اب کی بار نرمی سے پوچھا تھا جب آیک آنسو لوٹ کر ماہی کے رخسار پر گرا تھا۔

کیا ہوا تو کیوں رہی ہو،،،،، ماہی کو روتے دیکھ شائستہ بیگم اور ابہیا دونوں پریشان ہوئیں تھیں۔

امی میرا دل نہیں کر رہا کہیں بھی جانے کا،،، سرخ نم آنکھوں سے شائستہ بیگم کو دیکھتی ماہی نے اداسی سے کہا تھا
۔

کمال ہو ماہی تم بھی صبح سے تم اتنی خوش تھی اور ابھی دیر پہلے بھی کتنی خوش تھی تم اب اچانک سے ایسا کیا ہو گیا ہے،،، شائستہ بیگم کو ماہی کی بات پر چپ دیکھتی ابہیا نے ماہی کا رخ اپنی طرف کرتے دوستانہ لہجے میں پوچھا تھا۔

کچھ نہیں،،،، ایسے کیسے کچھ نہیں کچھ تو ہے سچ سچ بتاؤ مجھے،،، ابیہا کو دیکھتی ماہی کو پھر سے رونا آیا تھا جب وہ نظر چراتی جھوٹ بول گئی تھی پر سامنے بھی اس کی بچپن کی دوست ابیہا تھی ماہی کی بات نا مناتی ہوئی بولی تھی۔

وہ،،،، وہ میرا ڈریس،،،، کیا ہوا ہے ڈریس کو،،،، وہ ڈرول میں اٹک کر پھٹ گیا،،،، ابیہا کے اسرار کرنے پر ماہی نے بہانہ بنایا تھا جس پر شائستہ بیگم نے غصے سے ماتھا پیٹا تھا۔

یہ ہی حال رہیں گے تمہارے بلاوجہ کا ڈراما کروا کو اس لڑکی سے،،، ماہی کے سر پر چت لگاتی شائستہ بیگم نے افسوس کرتے کہا تھا جس پر ابیہا مسکرائی تھی اور وہی ماہی کا دل چلا چلا کر رونے کا کیا تھا۔

دستِ شفقت ہمیں زنداں میں میسر ہی نہیں
خود سے لگتے ہیں گلے اور سنبھل جاتے ہیں

کوئی اور ڈریس دیکھ کر پہن لو ولید انتظار کر رہا ہے باہر،،، ابیہا بیٹا اس کی مدد کر دو،،،، ماہی کو تیار ہونے کا کہتی شائستہ بیگم ابیہا کو اس کی مدد کا کہتی ہوئی وہاں سے گئیں تھیں۔

****

السلام وعلیکم ارتضیٰ بھائی،،،،ولید کی گاڑی کا ہارون سنتے ہی ارتضیٰ اپنا سب کام چھوڑتا ہوا نیچے آیا تھا جب لاؤنج میں بیٹھے ولید کو دیکھتے ہوئے وہ خاموشی سے اس کے سامنے آ بیٹھا تھا تب ولید نے اسے دیکھتے ہوئے زبردستی مسکراتے ہوئے سلام کیا تھا۔

وعلیکم السلام کیسے ہو ولید،،،،ولید کے سلام پر سوچ میں ڈوبا ارتضیٰ حال میں لوٹتا ہوا مسکرایا تھا۔

جی میں ٹھیک،،،،ارتضیٰ کے مسکرانے پر ولید نے اسے بغور دیکھا تھا جس کی مسکراہٹ اس کے سنجیدہ چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

کام کیسا چل رہا ہے،،،،ولید کو اپنی طرف دیکھتے پا کر ارتضیٰ نے بات بڑھاتے ہوئے پوچھا تھا۔

جی بہت اچھا،،،آپ بتائیں سنا تھا لاہور گئے تھے آپ کام کے سلسلے سے،،،،ارتضیٰ کے پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ولید نے اس سے اس کے لاہور جانے کی بابت پوچھا تھا۔

تو یہ بھی بتا دیا اسے،،،،ہوں گیا تھا پر کام کہ لیے نہیں بس وہاں گیا تو کچھ کام بھی کر لیا ورنہ گیا تو میں اپنے لیے تھا ،،،،ولید کے پوچھے گئے سوال پر دل میں سوچتا ارتضیٰ پھیکا سا مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

کچھ لیا نہیں تم نے کچھ لو،،،کچھ پل خاموشی کے نظر ہوئے تھے جب ارتضیٰ کی نظر سینٹر ٹیبل پر رکھے ریفریش منٹ کے لازومات پر پڑی تھی۔

جی نہیں بس شکریہ میں جلدی میں ہوں بس ماہی کا انتظار کر رہا ہوں،،،ارتضیٰ کے کہنے پر مسکرا کر کہتے ولید نے اپنے ہاتھ پر بندھی ریسٹ واچ میں وقت دیکھا تھا۔

پھر تو انتظار ہی کرتے رہو گے،،،،جی کیا کہا آپ نے،،،ولید کی بات پر مسکراتا ہوا ارتضیٰ بڑبڑایا تھا جس کی آواز اتنی تیز تھی کہ ولید کو باخوبی سنائی دی تھی۔

کچھ نہیں انتظار کیوں کر رہے ہو بلا دیتا ہوں،،،ولید کو اپنی طرف عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے دیکھ ارتضیٰ نے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔

یہ لیں وہ خود ہی آ گئیں ہیں،،،ارتضیٰ کے بلانے کا کہنے پر ولید نے سامنے نظر اٹھائی تھی جب ابیہا کے ساتھ آتی ماہی پر اس کی نظر ٹھہری تھی جبکہ ولید کے منہ سے ماہی کی آمد کا سنتا ارتضیٰ شاکڈ ہوتا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

آپ تیار نہیں ہوئی،،،ماہی کا بغور جائزہ لیتے ولید نے ایک نظر خاموش کھڑے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا ماہی جو اسکن کلر کے ہلکے سے کام کے شرٹ ٹراوزر پر اس کے ہم رنگ دوپٹہ اپنے گرد اچھے سے پھیلائے بالوں کا ڈھیلا سا میسی جوڑا بنائے میک اپ کے نام پر لائٹ سی لپ اسٹک لگائے آنکھوں میں کاجل ڈالے ہوئے تھی۔

ماہی کو زیادہ تیار ہونا پسند نہیں ہے ولید بھائی یہ ایسے ہی ہلکا پھلکا میک اپ ہی کرتی ہے،،،ماہی کو ولید کے سوال پر چپ دیکھتی ابیہا نے بات بناتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی کو دیکھتا ولید مسکرایا تھا۔

چلیں ماہی جی،،،ایک مسکراتی ہوئی نظر سر جھکائے کھڑی ماہی پر ڈالتے ولید نے چلنے کا کہا تھا جس پر ماہی نے غصے سے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی تھی۔

بھورا بلا رستہ کانٹ کر کھڑا ہے،،،ارتضیٰ کے پاس سے گزرتی ماہی دل میں سوچتی آگے بڑھی تھی۔

اوکے ارتضیٰ بھائی اجازت دیں،،،ماہی کے ہاں کرنے پر مسکرا کر آگے بڑھتے ولید نے ارتضیٰ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے ماہی کو گھورا تھا وہ جو سمجھا تھا اتنا سب کچھ کہنے سننے کے بعد ماہی ولید کے ساتھ نہیں جائے گی پر اسے ولید کی ہمراہی میں جاتے دیکھ وہ سختی سے مٹھیاں بند کر تالب بھینچ گیا تھا۔

ضبط کی آخری منزل پہ کھڑا شخص ہوں میں

اس سے زیادہ آگے گیا تو میری آنکھوں نے پگھل جانا ہے

بھائی،،، آپ نے ،،،،،ماہی اور ولید کے جانے کے بعد ابہیا نے ارتضیٰ کو پکارا تھا جو بغیر ابہیا کی بات سنے غصے سے سیڑھیاں چڑھا تھا۔

****

مجھے لگا تھا آپ باقی سب لڑکیوں کی طرح سنج سنور کر میرا انتظار کر رہی ہوں گی،،، ممانے بتایا تھا کہ انہوں نے آپ کو کہا ہے آپ تیار ہو جائیں گی پر آپ تو سچ میں سب سے الگ ہیں،،،،ڈنیز سے فارغ ہوتے ولید اور ماہی واپسی کے لیے نکلے تھے جب گاڑی میں چھائی خاموشی کو ولید کی مسکراتی آواز نے توڑا تھا تب سوچوں میں گم ماہی نے ولید کی طرف دیکھا تھا۔

جی وہ مجھے سمجھ نہیں آئی تھی،،،،ولید کی بات پر شرمندہ ہوتی ماہی نے سر جھکایا تھا۔

ارے ارے کوئی بات نہیں ایسے زیادہ اچھی لگ رہی بلکل نیچرل بیوٹی آپ پر یہ لائٹ کلر کافی اچھا لگ رہا ہے پورے ریسٹورنٹ آپ ہی چھائی ہوئی تھی،،،،ماہی کو شرمندہ ہوتے دیکھ ولید نے مسکرا کر کہتے ماہی کی تعریف کی تھی۔

تھینک یو،،،ولید کی تعریف پر مسکراتی ہوئی ماہی نے مختصر کہا تھا۔

ویسے یہ ہماری شادی سے پہلے پہلی ڈیٹ تھی اور مجھے ڈیٹ کا کچھ خاص پتا نہیں تھا بس آپ سے کچھ پل بیٹھ کر بات کرنا چاہتا تھا تو مما سے ریکوسٹ کی اور انہوں نے مان لیا اور آپ میرے ساتھ ہیں مجھے اب تک یقین نہیں آرہا،،،چاند کی روشنی میں چمکتے ماہی کے چہرے کو دیکھتے ولید نے محبت سے بھرپور لہجے میں کہا تھا جس پر شرماتی ہوئی ماہی نے ایک نظر ڈرائیو کرتے ولید کو دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کتنے اچھے ہیں یہ ایسے بھی مرد ہوتے ہیں ہر وقت غصہ اور بدتمیزی کرنا ضروری تو نہیں ہوتا اور بلاوجہ کسی پر اپنا روب جمانا کہاں کا اصول ہے بڑے ابو اور ابو نے میرے لیے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے ولید ایک اچھے انسان ہیں ،،،ڈرائیو کرتے ولید کو چور نظروں سے دیکھتی ماہی دل میں سوچنے لگی تھی آخر ایک لڑکی کو عزت کرنے والا مرد ہی چاہیے ہوتا ہے اور ماہی بھی ولید اور اپنے رشتے سے مطمئن تھی۔

ویسے ماہی ایک بات،،،سوری ماہی جی،،،ماہی کو پھر سے سوچ میں ڈوبے دیکھ ولید نے دوستانہ لہجے میں مخاطب کیا تھا پر خود ہی اپنے لفظوں کی سہی کرتا وہ معذرت کر گیا تھا۔

نہیں کوئی بات نہیں آپ مجھے صرف ماہی کہہ سکتے ہیں،،،ولید کے سوری کرنے پر ماہی نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ مسکرا کر ماہی کو دیکھتا سر ہلا گیا تھا۔

کیا بات تھی،،،، کیا کہہ رہے تھے آپ،،،ولید کو اپنے طرف دیکھتے پا کر ماہی نے آہستگی سے پوچھا تھا۔

پہلے سے سوری اگر آپ کو برا لگے تو،،،جی،،،، ایکچوئلی آپ کی فیملی سے ریلیٹڈ ہے،،،،جی جی کہیں،،،،ماہی کے پوچھنے پر ڈرائیو کرتے ولید نے ایک ہاتھ سے کان پکڑتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی مسکرائی تھی۔

ارتضیٰ بھائی،،،، پھر ان کا ذکر،،،،،ولید کا ارتضیٰ کا نام لینا ماہی کو غصہ دلا گیا تھا پیچھے دو ڈھائی گھنٹے سے وہ ولید کی میٹھی اور محبت بھری باتوں میں یہاں آنے سے پہلے کا سب کچھ بھول گئی تھی پر ارتضیٰ کے نام پر سب پھر سے یاد آیا تھا پر وہ خود پر ضبط کرتی ولید کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

ہینڈسم ہیں،،،، نیچر کے بھی بہت اچھے ہیں،،،، بزنس میں تو بہت ہی کمال ہے اور آپ کے بھائی ازحان سے بھی تو بڑے ہیں،،،، ہمممم،،،، تو ان کی شادی یا پھر رشتے کا کسی نہیں سوچا کیا،،،، لفظوں کا چناؤ کرتے ولید نے دل سے ارتضیٰ کی قابلیت کی تعریف کرتے ہوئے اپنے دل میں آئی بات پوچھی تھی جس پر ماہی بھی کچھ پل کے لیے سوچ میں پڑی تھی۔

ہینڈسم ہیں سہی کہا،،، بزنس میں تو واقع ان کا جواب نہیں بقول ابو کے،،، بھائی سے بڑے ہیں یہ بھی سہی ہے پر نیچر کے اچھے ہیں یہ کیسے مان لوں ابھی انہوں نے دیکھا نہیں ہے انہیں،،،، ولید کی سب باتوں کو مانتی ماہی ارتضیٰ کی اچھی نیچر پر صدمے میں آئی تھی۔

آپ کی فیملی میں تو سب کی ہی شادی تقریباً کزنس میں ہوئی ہے تو پھر آپ کی کیوں نہیں،،،، ماہی کو چپ دیکھتے ولید نے ایک اور سوال کیا تھا جس پر ماہی نے حیرانگی سے ولید کی طرف دیکھا تھا۔

میری بات کا ہرگز بھی غلط مطلب مت لیجئے گا پلیز جسٹ ایسے ہی پوچھا،،، پتا نہیں اس بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں اور بڑوں سے پوچھا بھی نہیں،،، ماہی کو اپنی طرف متوجہ ہوئے دیکھ ولید نے صفائی دی تھی جس پر ماہی نے پھیکا سا مسکراتے ہوئے پر سوچ انداز میں جواب دیا تھا۔

کسی کو پسند کرتے ہیں کیا ارتضیٰ بھائی،،، ماہی کو جانچتی نظروں سے دیکھتے ولید نے لفظوں پر زور دیتے پوچھا تھا ۔

جی نہیں ایسا تو کبھی نہیں بتایا انہوں نے،،، پر مجھے ان کی آنکھوں میں دیکھا جیسے محبت کا دکھ لیے ہوئے ہوں پر کسی کو بتا نا رہے ہوں،،، ماہی کے جواب پر مثبت میں گردن ہلاتے ولید نے ایک اور شک ظاہر کیا تھا جس پر ماہی نے پریشان ہوتے اسے دیکھا تھا۔

سوری ایکچوئلی ہم لڑکے یہ محبت اور بے وفائی کو بہت جلدی ابزرو کر لیتے ہیں جو دیکھا وہ پوچھا پر اگر آپ کو برا لگا تو سوری ویسے آپ بھی سوچ رہی ہو نگی میں آیا آپ کے ساتھ ہوں اور بات آپ کے بھائی کی کر رہا ہوں،،،، ماہی کی نظروں میں سوال دیکھتے ہوئے ولید نے معذرت کرتے ہوئے آخر میں بھائی پر خاصا زور دیتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی غور نا کر پائی تھی بس گردن ہلاتی ونڈو سیٹ سے نظر آتے چاند کو دیکھنے لگی تھی جو اپنی پوری آب و تاب سے جگمگا رہا تھا۔

آئسکریم کھائیں گی آپ فلیور بتائیں،،، آئسکریم پارلر کے سامنے گاڑی روکتے ولید نے ماحول کو واپس سے خوشگوار کرنے کی خاطر خاموش بیٹھی ماہی کو مخاطب کیا تھا۔

اسٹبری فلیور،،، آپ دو منٹ ویٹ کریں میں ابھی لے کر آتا ہوں،،، ولید کے پوچھنے پر اسے اپنی پسند بتاتی ماہی چپ ہوئی تھی جب اسے وہیں انتظار کرنے کا کہتا ولید آئسکریم پارلر کی طرف بڑھا تھا جب اچانک سامنے سے دو بائک سوار اس کے راستے میں حائل ہوئے تھے۔

اوئے گاڑی ہمارے حوالے کر،،، ولید جی،،، ولید کے سر پر پسٹل تانے ایک بائک سوار نے اس سے گاڑی کی کیز مانگی تھی جب ولید کے سر پر رکھی پسٹل دیکھتی ماہی گاڑی سے اتری تھی۔

اووووو تو گرل فرینڈ بھی ساتھ ہے چل جلدی کر چابی نکال ورنہ تیرا جنازہ تیری اس بہن کے سامنے ہی نکالیں گے،،،،ماہی کو دیکھتا وہ بائک سوار خباثت سے مسکراتا ہوا گویا ہوا تھا جب اپنے سر پر رکھی پسٹل کو دیکھتے ولید نے خوف سے سامنے کھڑی ماہی کو دیکھا تھا جو ڈر سے روتی ہوئی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

نکال جلدی سنا نہیں تو نے،،،، ہیلپ کریں،،،، ہیلپ،،،، ولید کو گاڑی کے چابی نے نکالتے دیکھ وہ پسٹل پر زور دیتے ہوئے گویا ہوا تھا جب ماہی نے مدد کے لیے شور مچانا شروع کیا تھا۔

چھوڑ اسے پکڑ اس لڑکی کو جلدی،،،، ماہی بھاگو،،،، ماہی کو شور کرتے دیکھ وہ اپنے دوسرے ساتھی کو ماہی کو پکڑنے کا کہتا ولید پر چلایا تھا جب گاڑی کی چابی پاکٹ سے نکال کر زمین پر پھینکتا ولید اسے ایک جھٹکے اسے دھکا دیتا ماہی کو بھاگنے کا کہتا وہاں سے بھاگا جس پر ماہی نے ڈر سے ولید کو دیکھا تھا جو اسے ان لڑکوں کے بیچ میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔

گاڑی پکڑ،،،،، چل جلدی اس سے پہلے کوئی آئے،،،،ہٹٹ،،،،ماہی کی طرف بڑھتے اپنے ساتھ کی طرف چابی پھینکتا وہ شخص ماہی کو دھکا دیتا گاڑی میں جا بیٹھا تھا جس اپنا توازن برقرار نا رکھ پاتی ماہی منہ کے بل گری تھی۔

آپ ٹھیک ہیں ماہی،،،، گاڑی لے جاتے دیکھ ولید اپنے پیچھے ماہی کو نا پا تا واپس آیا تھا جب وہی سڑک پر بیٹھی ماہی کو روتے دیکھ کر وہ پوچھنے لگا تھا۔

مجھے گھر جانا پلیز مجھے گھر لے جائیں،،،،ولید کے پوچھے گے سوال پر ڈر سے کانپتی ہوئی ماہی نے اسے گھر چلنے کا کہا تھا۔

سوری ماہی اس وقت مجھے جو سہی لگا وہ ہی کیا،،،ماہی کو ان لوگوں کے بیچ میں چھوڑنے پر ولید شرمندہ ہوا تھا جبھی وہ ماہی کو کھڑے ہونے میں مدد دینے کے لیے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا بولا تھا۔

مجھے بس گھر جانا ہے ولید جی،،،ولید کی ہاتھ کو نظر انداز کرتی ماہی خود سے کھڑی ہوتی بولی تھی جس پر ولید سر ہلاتا آٹو لینے کے لیے بڑھا تھا۔

چلیں،،،، آٹو لے کر آتے ولید نے ماہی کو چلنے کا کہا تھا جس پر ماہی سکینڈ کی دیر کئے بغیر اس میں جا بیٹھی تھی۔

کچھ بھی نہیں ہوا ماہی آپ ٹھیک ہے پلیز گھر میں کسی کو بھی یہ بات نہیں بتائی گا ورنہ سب بہت پریشان ہو جائیں گے،،،پر آپ کی گاڑی،،،،وہ میں خود دیکھ لوں گا پر آپ پلیز کسی کو نہیں بتائی گئی مجھے وعدہ کریں،،،،رکشے میں بیٹھے ولید نے ماہی کو حوصلہ دیتے ہوئے آج ہوا سب کچھ بھول جانے کا کہتے یہ سب گھر میں کسی کو بھی بتانا سے منع کیا تھا جس پر ماہی سوچ میں پڑی تھی۔

پلیز،،،،تھینک یو،،،،ماہی کو چپ دیکھتے ولید نے التجائی لہجے میں کہا تھا جس پر ماہی نے مثبت میں گردن ہلائی تھی اور وہی ولید مسکرایا تھا۔

گھر آگیا ہے آپ کا پلیز یہ آنسوؤں صاف کر لیں،،،گھر کے سامنے رکشہ رکنے پر ولید نے باہر نکلتے ہوئے کہا تھا جب گھر کو دیکھتی ماہی کی جان میں جان آئی تھی اور وہ اپنا چہرہ صاف کرتی اتری تھی۔

کافی دیر کر دی آپ لوگوں نے آنے میں،،،ماہی کے انتظار میں لان میں بیٹھا ارتضیٰ خود گیٹ کھولنے کے لیے آیا تھا جب ایک غصے بھری نظر ماہی پر ڈالتا ہوا وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوا تھا اور وہی ارتضیٰ کو سامنے دیکھتا ولید گبھرایا تھا۔

جی وہ گاڑی خراب ہو گئی تھی اور رکشہ مل نہیں رہا تھا،،،ارتضیٰ کے سوال پر ماہی کو گردن جھکائے دیکھ ولید نے بات سنبھالی تھی جبکہ ارتضیٰ نے ماہی کو دیکھا تھا جو اسے گبھرائی ہوئی لگی تھی۔

ہمم،،،ماہی کے جھکے سر کو دیکھتے ارتضیٰ نے فقط ہنکار بھرا تھا۔

او کے خدا حافظ ارتضیٰ بھائی کافی لیٹ ہو گیا ہے اب میں بھی چلتا ہوں،،،ارتضیٰ کے کچھ اور پوچھنے سے پہلے ہی ولید اسے خدا حافظ کہتا رکشے میں جا بیٹھا تھا جس پر ارتضیٰ کو تشویش ہوئی تھی۔

رو کو ماہی،،،ولید کے جاتے ہی ماہی نے بھی وہاں سے گم ہونا چاہا تھا جب ماہی کو بھاگتے ہوئے دیکھ ارتضیٰ نے ماہی کی کلائی پکڑتے اسے روکا تھا جس پر ماہی نے سرخ نم آنکھوں سے ارتضیٰ کی طرف دیکھا تھا۔

کیا ہوا ہے کچھ ہوا ہے کیا،،،ماہی کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ارتضیٰ کا خون خولا تھا اور دل میں آئے کئی طرح کے خدشات بیدار ہوئے تھے جنہوں نے اسے تین گھنٹے سے بے چین کیا ہوا تھا۔

کیا کچھ کہا ہے اس نے تمہیں،،، لفظوں کو ترتیب دیتا ارتضیٰ ماہی سے پوچھنے لگا تھا جب بغیر ارتضیٰ کو کوئی بھی جواب دیتی ماہی ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھوڑواتی بھاگی تھی۔

ماہی جواب دے کر جاؤ،،،ماہی کو بھاگتے ہوئے دیکھ ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا اور اس نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی پر ماہی اسے ان سنا کرتی چلی گئی تھی۔

کیا ہوا ہے،،،اگر کچھ غلط ہوا نا ولید تمہیں چھوڑوں گا نہیں،،،،ماہی کی حالت سوچتا ارتضیٰ سخت سے اپنے بالوں میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا تھا اور ماہی کے پیچھے ہی اندر کی جانب بڑھا تھا۔

امی آپی آگئی ہیں،،، جلدی میں اندر آتی ماہی سیدھا اپنے ک۔رے کی طرف بڑھی تھی جب اسے دیکھتی مرحا شائستہ بیگم کو اس کی واپسی کی خبر دینے پہنچی تھی۔

تم چلو میں آتی ہوں،،،، کمرے میں موجود سب نفوس نے حیرانگی سے وقت دیکھا تھا جس پر شائستہ بیگم نے پریشان ہوتے مرحا کو وہاں سے جانے کا کہا تھا۔

اب بچے اب واپس آئے ہیں،،،، رات کے وقت،،،، دیوار پر نسب گھڑی میں وقت دیکھتے اعجاز صاحب حیرت سے گویا ہوئے تھے۔

جی ابو میں بھی یہ ہی کہنے آیا تھا کہ آپ کی بات کا بہت پاس رکھا گیا ہے صبح ہونے سے پہلے ہی لڑکی کو گھر چھوڑ گیا ہے آپ سب کا چہیتے ولید صاحب،،،، چاچی جا کر پوچھ لیں اس سے کیا ہوا ہے روتی ہوئی واپس آئی ہے،،، کمرے میں آتے ارتضیٰ نے اعجاز صاحب کی بات سنتے طنزیہ انداز میں کہا تھا جس پر اقبال صاحب نے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

کیا کہہ رہے ہو تم ارتضیٰ،،، ارتضیٰ کی بات سن شائستہ بیگم دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں تھیں۔

جو دیکھ کر آرہا ہوں وہ بتایا باقی آپ سب سمجھدار ہیں،،، شائستہ بیگم کے پوچھنے پر وہ انجان بنتا کندھے اچکاتا گویا ہوا تھا جبکہ اس کی ہر بات پر وہاں موجود سب نفوس کو پریشان کر گئی تھی۔

میں نے پہلے ہی منع کیا تھا آپ کو اقبال نا بھیجیں بچی کو،،،اس بارے میں بعد میں بات کریں گے شائستہ پہلے جا کر دیکھو کیا ہوا ہے،،،سامنے پریشان بیٹھے اقبال صاحب کو دیکھتی شائستہ بیگم نے آنکھوں میں نمی لیے کہا تھا جب اقبال صاحب ان کی بات پر پریشان ہوتے اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔

ماہی کیا بات کیوں رو رہی ہو کچھ کہا ہے کیا ولید بھائی،،، نہیں،،،پھر تم ایسے رو کیوں رہی ہو،،،ماہی کو روتے دیکھ ابیہا اور مرحا نے اس سے پوچھنے کی کوشش کی تھی پر ماہی کچھ بھی بتانے کو تیار نہیں تھی۔

ماہی،،،بیٹا کیا ہوا کیوں رو رہی ہے میری بیٹی،،،ماہی کے کمرے میں آتے اقبال صاحب نے ماہی کو گلے سے لگاتے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

جی ابو،،،کیا ہوا ہے کچھ کہا ہے ولید نے تمہیں،،،نہیں،،،پھر،،،اقبال صاحب کے سینے پر سر رکھتی ماہی نے سکون سے آنکھیں بند کی تھی جب اقبال صاحب نے ایک بار پھر پوچھا تھا۔

ابو کچھ بھی نہیں کہا بس یہ سوچ کر رونا آ گیا کہ کل کو جب میں یہاں سے جاؤں گی تو واپس بھی نہیں آؤں گی،،،اقبال صاحب کو پریشان ہوتے دیکھ ماہی نے نم سرخ آنکھوں سے اقبال صاحب کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر سب کے پیچھے کھڑا ارتضیٰ افسوس سے ماہی کو دیکھتا لب بھینچ گیا تھا۔

سچ میں یہ ہی بات ہے جی ابو،،،، پھر دیر کیوں ہوئی،،،، ماہی کی پیشانی چومتے ہوئے اقبال صاحب نے سرسری سا پوچھتے دل کا شک ظاہر کیا تھا۔

وہ گاڑی خراب ہوگئی تھی ابو،،،، پہلے گاڑی مکینک کو دی پھر آٹو لے کر آئے اس لیے دیر ہوگئی،،،، ولید کی رٹی رٹائی کہانی بتاتی ماہی نے سر شرم سے جھکایا تھا اپنے شفقت لوٹاتے باپ سے جھوٹ بولتے ہوئے ماہی کو خود سے شرمندگی ہوئی تھی۔

چلو کوئی بات نہیں روتے نہیں ہیں رات کافی ہوگئی ہے آرام کرو،،،، ماہی کو پیار سے کہتے اقبال صاحب اٹھے تھے جس پر ماہی نے فقط اثبات میں سر ہلایا تھا۔

تم سب سے جھوٹ بول رہی ہو ماہی پر کب تک تم خود بتاؤ گی کہ آخر ہوا کیا ہے،،،، سب کے چلے جانے کے بعد خاموشی سے ماہی کو دیکھتا ارتضیٰ دل میں سوچتا وہاں سے چلا گیا تھا کہیں نا کہیں ماہی کے منہ سے جھوٹ ہی سہی مگر اسے سن کر اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔

****

معذرت نجمعہ بھابھی شائستہ بھابھی ہم بتا کر نہیں آئے،،،، ارے نہیں نہیں بھابھی ایسی کوئی بات نہیں آپ کا اپنا ہی گھر ہے جب دل چاہے آئیں،،،، ابھی سب ناشتے سے فارغ ہی ہوئے تھے جب کلثوم نے انہیں مسسز توفیق ولید کی آمد کا بتایا تھا جس کا سن کر پہلے تو نجمعہ بیگم اور شائستہ بیگم حیران ہوئیں تھی پر جلد ہی اپنی حیرت پر قابو پاتی وہ لاؤنج میں آئی تھی۔

جی بس ماہی سے ملنے کا دل کیا تو سوچا مل آؤں تو ولید تو آفس جا رہا تھا میں نے ہی اسے روک لیا کہ پہلے مجھے میری بیٹی سے ملوا لائے،،،، شائستہ بیگم کی بات پر مسکراتی ہوئی مسسز توفیق نے محبت سے ماہی کا ذکر کیا تھا جس پر نجمعہ بیگم اور شائستہ بیگم مسکرائیں تھیں۔

جی میں ابھی اٹھا دیتی ہوں اسے،،،، نجمعہ بیگم کے اشارہ کرنے پر شائستہ بیگم مسکرا کر کہتی ماہی کو بلانے کے لیے گئیں تھی جب ماہی کی صبح گیارہ بجے سونے کا سنتی مسسز توفیق نے ناسمجھی سے نجمعہ بیگم کو دیکھتا تھا۔

طبیعت سہی نہیں ہے رات سے بخار ہے اس لیے دوا لے کر سوئی ہے،،، مسسز توفیق کی سوالیہ نظروں میں دیکھتی نجمعہ بیگم نے انہیں کل سے بگڑی ماہی کی طبیعت کا بتایا تھا جسے سن کر ولید نے پہلو بدلا تھا۔

لگتا ہے گھر میں کوئی نہیں ہے،،،، گھر میں کسی بھی مرد کو نا پاتے ولید نے نجمعہ بیگم سے پوچھا تھا۔

بس سب تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اعجاز صاحب اور اقبال تو آفس گئے ہیں اور ازحان ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی مہمانوں کو لینے کے لیے گیا ہے ائیر پورٹ سے ارتضیٰ ہے گھر پر میں بلاتی ہوں اسے،،،کلثوم جاؤ جا کر ارتضیٰ بھائی کو بلا لاؤ،،،جی باجی،،،ولید کے پوچھنے پر اسے سب کے بارے میں بتاتی نجمعہ بیگم نے کلثوم کو ارتضیٰ کو بلانے کہا تھا جس پر وہ ڈرتی ہوئی سر ہلاتی ارتضیٰ کو بلانے کے لیے مڑی تھی جبکہ ارتضیٰ کی گھر کی موجودگی کا سنتا ولید پریشان ہوا تھا۔

ماہی اٹھو،،،ماہی بیٹا تمہاری ساس آئی ہیں سے ملنے کے لیے اٹھ جاؤ،،،ماہی کے بالوں میں ہاتھ چلاتی شائستہ بیگم نے نرمی سے ماہی کو اٹھایا تھا۔

چلو ہاتھ منہ دھولو،،،رہنے دیں شائستہ بھابھی آرام کرنے دیں ماہی،،،ماہی کی طبیعت کا سنتی مسسز توفیق خود نجمعہ بیگم سے کہتی ماہی سے ملنے اس کے کمرے میں پہنچی تھیں۔

کیسی ہو ماہی،،،کیا ہوا طبیعت کیوں خراب کر لی کل مہندی ہے اور دلہن بیمار ہو گئی ہے،،،ماہی کے پاس بیڈ پر بیٹھتی مسسز توفیق نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا جبکہ ماہی ان کے ساتھ آئے ولید کو دیکھ کر کنفیوژ ہوئی تھی۔

ٹھیک ہو جائے گی ان شاءاللہ صبح تک،،،ان شاءاللہ،،،ماہی کے جھکے سر کو دیکھتی شائستہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پر مسسز توفیق بھی مسکرائیں تھیں۔

امی بلایا،،،، جلدی میں فریش ہوتا ارتضیٰ اپنے گلے بال ہاتھوں کی مدد سے سیٹ کرتا بولتا ہوا آیا تھا جب ولید کو کھڑے دیکھ کر آدھے الفاظ اس کے منہ میں رہے گئے تھے۔

ہاں میں نے بلایا ولید آیا تھا تو اس لیے سوچا تم اسے کمپنی دے دو،،،، ارتضیٰ کو دیکھتی نجمعہ بیگم نے اسے بتایا تھا جس پر ارتضیٰ نے سامنے بیڈ پر بیٹھی ماہی کو دیکھا تھا۔

جی ضرور امی کیوں نہیں،،، کیسے ہو ولید،،،، نجمعہ بیگم کی بات پر پر مسکراتا ہوا ارتضیٰ آگے بڑھتا ولید سے گویا ہوا تھا جبکہ اس کے برعکس ولید ارتضیٰ کو دیکھ کر تھوڑا ڈگمگایا تھا۔

میرے خیال سے بچوں کو تھوڑی دیر بات کر لینے دیتے ہیں اگر آپ کو کوئی اعتراض نا ہو تو،،، نہیں نہیں اعتراض کی تو کوئی بات نہیں پر،،،، کچھ وقت کہ بات ہے ولید کی ہونے والی بیوی کی طبیعت خراب ہے اور وہ کوئی بات کرنا چاہ رہا تھا پر ہماری موجودگی میں نا کر پا رہا،،،، کچھ وقت ایسے ہی ماہی کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کرتی مسسز توفیق نے شائستہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جب ان کی بات سنتے ارتضیٰ کے کان کھڑے ہوئے تھے جو ولید کو وہی لے کر بیٹھ گیا تھا آخر کو وہ ماہی کی خراب طبیعت اور کل ہوئی واردات کے بارے میں جاننا چاہتا تھا

۔

چلیں پھر ہم لوگ باہر بیٹھ جاتے ہیں،،،، ٹھیک ہے ولید بیٹا آپ بات کر کو،،،، نجمعہ بیگم کے ہاں کرنے پر خوش ہوتی مسسز توفیق ولید کو دیکھ کر مسکرائیں تھیں اور ولید سب کے جانے کا کم ارتضیٰ کے جانے کا انتظار زیادہ کرنے لگا تھا۔

کیا ہوا کر کو یار بات،،،، ارتضیٰ کو اپنی جگہ سے نا ہلتا دیکھ ولید نے حیرت سے پہلے خاموش بیٹھی ماہی کو پھر ارتضیٰ کو دیکھا تھا جس پر ارتضیٰ مسکرایا تھا۔

ارتضیٰ بھائی آپ کو بڑی باجی بلا رہی ہیں،،،، تم جاؤ میں پھر آتا ہوں،،، ارتضیٰ کو اپنے پیچھے نا آتے دیکھ نجمعہ بیگم نے کلثوم کو اسے بلانے کے لیے بھیجا تھا جس پر ارتضیٰ نے آنے سے صاف منع کیا تھا۔

آ ارتضیٰ بھائی مجھے ماہی سے کچھ اکیلے میں بات کرنی ہے،،،، ارتضیٰ کو ڈھیٹ بنے دیکھ ولید خود پر ضبط کرتا زبردستی مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا جس پر ماہی نے ڈرتے ہوئے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

تو کر لو میں نے کب روکا ہے امی گھر کی بڑی ہیں وہ اجازت دے کر گئی ہیں تمہیں کر سکتے ہو بات،،،، ولید کی بات پر ارتضیٰ کو غصہ تو بہت آیا تھا پر اس وقت وہ اپنے غصے کو کنٹرول میں رکھتا مسکرایا تھا جب ولید نے ماہی کو اشارہ کیا تھا۔

ارتضیٰ بھائی آپ جائی گے تو،،، تو کیا،،، میں یہیں بیٹھا ہوں جو بات کرنی ہے کرو،،، آپ چلیں ولید کی ہم دوسرے کمرے میں چل کر بات کر لیتے ہیں،،، خبر دار جو اپنی جگہ سے ہلی تم ماہی،،، ولید تم یہاں میرے سامنے بھی بات کر سکتے ہو مجھے سب پتا ہے ماہی نے مجھے سب بتا دیا ہے،،، ولید کے اشارہ کرنے پر ماہی نے ڈرتے ہوئے ارتضیٰ کو جانے کا کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے جانے سے صاف انکار کیا تھا تب اس کا انکار سنتی ماہی ولید کو دوسرے کمرے میں چلنے کا کہتی اپنی جگہ سے اٹھنے لگی تھی اور بس یہیں ارتضیٰ کی ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا اور وہ سخت نظروں سے ماہی کو دیکھتا ہوا دبے دبے غصے سے کہتا ہوا میں تیر چھوڑ گیا تھا جبکہ اس کی بات پر ماہی نے حیرانگی سے پوری آنکھیں کھولتے ہوئے ارتضیٰ کو دیکھا تھا جو صفائی سے جھوٹ بول گیا تھا۔

ایک بات نہیں چھپا سکیں آپ ماہی اپنی اور میرے بیچ کی،،، خفگی سے ماہی کو دیکھتا ولید دل میں سوچ کر سر جھکا گیا تھا۔

اب جب آپ کو سب پتا چل گیا ہے تو میں معافی چاہتا ہوں ارتضیٰ بھائی کل میں بہت ڈر گیا تھا اس لیے بھاگ گیا تھا پر میں نے ماہی کو بھی بھاگنے کا کہا تھا پر یہ وہاں سے نہیں بھاگی پر ان لڑکوں نے ماہی کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا وہ تو بس گاڑی لیتے ہی بھاگ گئے تھے اور ماہی کو میں نے ہی کہا تھا کہ وہ کسی کو نا بتائے،،، افسردگی سے ماہی کو دیکھتے ہوئے ولید نے ارتضیٰ کو سب سچ سچ بتایا تھا جیسے سنتا ارتضیٰ ماہی کو غصے سے گھور رہا تھا جو اب ارتضیٰ اور گھر والوں کے سب سچ سامنے آنے والے ریکشن کو سوچتی رو دینے کو ہوئی تھی۔

ہمممم،،،،بس یہ ہی بات کرنی تھی،،،ماہی کو دیکھتے ارتضیٰ نے ہنکار بھرتے ہوئے کہا تھا جس پر ولید نے سر اٹھایا تھا۔

جی میں چلتا ہوں،،،،ارتضیٰ کی تنے تیور دیکھتے ولید نے وہاں سے جانا بہتر سمجھا تھا اور وہ بغیر کچھ بھی سنے سمجھے بغیر چلا گیا تھا۔

****

تمہیں کیا لگا تھا ماہی تم نہیں بتاؤ گی تو کیا پتا نہیں چلے گا،،،، جھوٹ کو کب تک چھپا سکتے ہیں جھوٹ تو جھوٹ ہوتا ہے اور سچ سامنے آ ہی جاتا ہے دیکھو میرے ایک چھوٹے سے جھوٹ پر وہ ولید سب بتا کر چلا گیا جس کے ایک کہنے پر تم نے ہم سب سے جھوٹ بولا چاچو چاچی کل کتنا پوچھتے رہے تم سے پر تم نے نہیں بتایا وہ چار دن سے آیا لڑکا تمہیں اپنے بیس سال سے پیار لوٹتے ماں باپ سے زیادہ اہم لگا کہ تم نے اس کے ایک کہنے پر سب سے جھوٹ بولا سوچا ہے اگر کل تمہیں کچھ ہو جاتا تو کیا ہوتا اگر وہ لڑکے تمہیں اپنے ساتھ لے جاتے تو چاچو چاچی کا کہا ہوتا ہمارا کیا ہوتا،،،ولید کے جانے کی دیر تھی کہ کمرے کا دروازہ بند کرتا ارتضیٰ اپنے غصے پر قابو نا پاتے ہوئے بھڑکا تھا اسے ماہی کا جھوٹ بولنا سخت ناگوار گزرا تھا جس کی وجہ سے وہ خود پر ضبط کھو رہا تھا تبھی ہی ارتضیٰ کی باتوں پر شرمسار ہوتی ماہی نے رونا شروع کیا تھا۔

مجھے نہیں پتا ہے مجھے سب کو بتانا چاہیے تھا پر ولید جی نے کہا اس لیے،،،، اس لیے تم نے نہیں بتایا کل کو اگر وہ لڑکے تمہارے ساتھ کچھ کر دیتے،،،، بسسسس،،،، کیا بس پھر کیا کرتی،،،، دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے ماہی نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے کہا تھا جب اس کی بات بیچ میں کاٹتا ہوا ارتضیٰ کل سے اس کے ذہن میں گردش کرتا خیال اس پر افشاں کر گیا تھا جس پر ماہی نے اپنے ہاتھ اپنے کانوں پر رکھتے اس چپ رہنے کا کہا تھا پر ارتضیٰ پر تو جانے کس چیز کا بھوت سوار تھا کہ وہ چپ ہونے کا نام نہیں کے رہا تھا۔

کیا ہو رہا یہاں ارتضیٰ،،، مسسز توفیق اور ولید کے جانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھی کمرے سے ماہی کے چلانے کی آواز سن کر شائستہ بیگم اور نجمعہ بیگم بھاگتی ہوئیں آئیں تھیں جب سامنے ارتضیٰ کے لہو چھلکاتے چہرے کو دیکھ کر نجمعہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

اپنی لاڈلی سے پوچھیں امی کل کیا ہوا تھا شاید اب سچ بتا دے آپ لوگوں کو اگر نا بتائے تو مجھ سے پوچھیے گا،،، نجمعہ بیگم کے پوچھے گئے سوال پر غصے سے اپنے بالوں میں ہاتھ ڈالتا ارتضیٰ ماہی کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا جو رونے میں مصروف تھی۔

ماہی کیا ہوا تھا بیٹا بتاؤ،،،، ارتضیٰ کا غصہ شائستہ بیگم اور نجمعہ بیگم کو کچھ غلط ہونے کا اندشہ ہوا تھا جب ماہی کے پاس آتی شائستہ بیگم نے ماہی سے پوچھا تھا جو جواب میں بس رونے میں مصروف تھی۔

یہ نہیں بتا پائے گی چاچی میں بتا دیتا ہوں کل محترمہ نے سب سے جھوٹ بولا تھا کہ گاڑی خراب ہوئی تھی پر سچ تو یہ تھا کہ کل ولید کی گاڑی کو دو لڑکوں نے گھیر لیا تھا اور ولید پر پسٹل تان کر وہ گاڑی لے گئے یہ تو کچھ بھی نہیں ان لڑکوں سے بچنے کے لیے ولید صاحب اسے وہاں ان لڑکوں کے بیچ میں اکیلا چھوڑتے وہاں سے بھاگ گئے اور پھر بعد میں خیال آنے پر اسے بھی بھاگنے کا کہا پر یہ وہاں کھڑی رہی یہ تو پتا نہیں ان لڑکوں کے دل میں کیا آیا کہ وہ اسے چھوڑ کر گاڑی لے اڑے یہ سب بتانے سے بھی ولید صاحب نے انہیں روکا تھا اور یہ فرمابرداری کا ثبوت دیتی رک گئی،،، ساری باتوں پر مرچ مصالحہ لگاتا ہوا ارتضیٰ اپنے دل کی بھڑاس نکالتا غصے سے گویا ہوا تھا جبکہ اس کا ہر نجمعہ بیگم اور شائستہ بیگم کو حیرانگی میں مبتلا کر گیا تھا۔

میں کہتا ہوں کیا سوچ کر آپ لوگوں نے رشتہ کیا جو کل دو لڑکوں سے ڈر کر اسے اکیلا چھوڑ کر بھاگ گیا وہ آنے والی مشکلات میں کیسے اس کے ساتھ کھڑا ہو گا سوچا ہے آپ سب نے،،، شائستہ بیگم اور نجمعہ بیگم کو سوچ میں ڈوبے دیکھ ارتضیٰ نے گرم لوہے پر ایک اور وار کرتا وہ وہاں سے چلا گیا تھا پیچھے اپنی ماں اور چاچی سمیت ماہی کو سوچ میں ڈالتا۔

السلام وعلیکم کیسے پھوپھوں،،، ازحان کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے عزیز نے بغیر کسی کو ملنے کا موقع دیے خود ہی سب سے پہلے آگے بڑھتا شائستہ سے ملا تھا۔

وعلیکم السلام میرا بیٹا،،، کیسے ہو،،، میں بلکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں،،، میں بھی ٹھیک ہوں تمہارے سامنے ہوں،،، عزیز کے گرم جوشی سے ملنے پر خوشی سے سرشاری ہوتی شائستہ بیگم نے محبت سے اس کا ماتھا چوما تھا۔

کیسی ہو شائستہ ،،، میں ٹھیک بھابھی آپ کیسی ہیں سب ٹھیک ،،،، رحمان بھائی ،،، عزیز سے ملنے کے بعد مسسز رحمان سے ملتی شائستہ بیگم پورے چار سال بعد اپنے بھائی کو دیکھتی آبدیدہ ہوئیں تھیں۔

کیسے ہیں بھائی آپ ،،،، بہت خوش ہوں میری بہن اپنا فرض ادا کر رہی ہے میری خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہے ،،، شائستہ بیگم کو گلے لگاتے رحمان صاحب نے شائستہ بیگم کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

جی بھائی،،،، شائستہ اپنی بہو سے تو ملو،،، دونوں بہن بھائیوں کو ایمو شنل ہوتے دیکھ نازیہ نے سب کے بیچ میں خاموش کھڑی ربیقہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جسے وہ سب اپنے ملنے میں بھول ہی گئے تھے یہاں تک کہ عزیز بھی۔

عزیز کی دلہن،،،، نازیہ بیگم کی بات پر نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی شائستہ بیگم ربیقہ کی سمت بڑھی تھی۔

ماشاءاللہ بہت پیاری ہے،،، شادی میں تو آ نہیں سکے،،،، اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں آپا ہوا ہی سب اتنی جلدی میں،،،، ربیقہ کو دیکھتی شائستہ بیگم نے دل سے اس کی تعریف کرتے ہوئے اداسی سے کہا تھا جس پر آگے بڑھتی نازیہ بیگم نے مسکرا کر کہا تھا جس پر وہ گردن ہلا گئیں تھیں۔

ماہی نظر نہیں آ رہی پھوپھوں،،،، لو بھئی دلہن کہاں نظر آئے گی ہو گی کمرے میں،،،، گھر میں نظر دوڑاتے ہوئے عزیز نے بے چینی سے پوچھا تھا جس پر نازیہ بیگم اس کی بے وقوفانہ سوال پر مسکرائیں تھیں۔

کہاں کمرے میں ابھی اوپر گئی ہے ابیہا کے ساتھ،،،، نازیہ بیگم کے کہنے پر نفی میں گردن ہلاتی شائستہ بیگم نے افسوس سے کہا تھا۔

ماہی، مرحا، ابھیا آجاؤ نیچے سب،،، عزیز کی بات سنتے ازحان نے سیڑھیوں میں کھڑے ہوتے انہیں آواز لگائی تھی۔

عزیز آگیا مرحا،،، ازحان کی آواز سن کر بھاگتی ماہی نے پیچھے مڑ کر مرحا کو کہا تھا جو ماہی کے پیچھے ہی بھاگ رہی تھی۔

عزیز بھائی،،،، ماہی کو پیچھے چھوڑتی مرحا بلند آواز میں عزیز کو پکارتی ہوئی لاونج میں آئی تھی جس پر خوش ہوتا عزیز ملنے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔

مرحا،،، کیسی ہو،،، مرحا سے خوش اسلوبی سے ملتا عزیز مسکراتی نظروں سے پیچھے آتی ماہی کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

میں ٹھیک،،، کیسے ہو عزیز،،،، عزیز کی آمد کی خبر سن کر ماہی جتنی خوشی سے بھاگ کر آئی تھی وہ خوشی سب کو لاؤنج میں موجود دیکھ کر چھپا گئی تھی۔

میں تو ٹھیک ہوں تم ٹھیک نہیں لگ رہی،،، کل رات سے بخار تھا اب بہتر ہوئی ہے طبیعت،،، ماہی کو جواب دیتا عزیز بغور اس کے اترے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا تھا جب سب کے ساتھ بیٹھی شائستہ بیگم نے انہیں ماہی کی خراب طبیعت کا بتایا تھا۔

ب آر کیسے ہو گیا تمہیں،،، فکر سے ماہی کی طرف بڑھتے عزیز نے ماہی کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چیک کرنا چاہا تھا جسے وہ بروقت پیچھے کر گیا تھا۔

اب نہیں بخار،،، عزیز کو پریشان ہوتے دیکھ ماہی نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

عزیز دلہن کہاں ہے،،، کافی ٹائم سے عزیز کی بے چینی نوٹ کرتی ربیکا اپنی جگہ سے اٹھتی عزیز کے پیچھے آتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولی تھی۔

یہ ہی تو ہے دلہن،،، یہییہ،،، ایک نظر ربیکا کو دیکھتے عزیز نے ماہی کو دیکھے ہوئے کہا تھا جس پر ربیکا برا سا منہ بناتی حیرت سے چلائی تھی اور وہی عزیز نے اس کی اس حرکت پر اسے گھورا تھا۔

ہاں یہ،،، سخت نظروں سے ربیکا کو دیکھتے عزیز نے بظاہر مسکرا کر کہا تھا۔

یہ کہاں سے دلہن لگ رہی ہے،،،، سادہ سے حلیے میں ہلکے رنگ کی ڈریس پہنے اپنے آدھے بالوں کو کیچر میں قید کئے کھڑی ماہی کو اوپر سے نیچے تک دیکھتی ربیکا نے اس کا مزاق اڑاتے ہوئے کہا تھا جس پر مسکراتی ہوئی ماہی کے لب سکڑے تھے۔

ربیکا یہ ماہی ہے میری فرسٹ کزن ماہی،،،، ماہی،،،،، ربیکا کو ماہی کا مزاق اڑاتے دیکھ عزیز نے لفظوں پر زور دیتے ربیکا کو بہت کچھ باور کروایا تھا جس پر وہ ایک نظر عزیز کی غصے بھری نظروں میں دیکھتی ماہی کو دیکھنے لگی تھی۔

چمکتی دمکتی رنگت پر صاف بے داغ پیشانی بھوری جھیل سی گہری آنکھیں پتلی چھوٹی سی ناک اور پر گلابی تراشے ہوئے لب جنہیں دیکھ کر وہ ربیکا کو کسی ریاست کی ملکہ لگی تھی یہ سادہ سا بکھرہ حلیہ تو جیسے اس کی خوبصورتی میں کہیں چھپ سا گیا تھا۔

ماہی یہ ربیکا،،،، کیسی ہو ربیکا،،، ہم ہاتھ ملا سکتے ہیں،،، ربیکا کو خاموش دیکھتے عزیز نے مسکراتے ہوئے ماہی کو تعارف کروایا تھا جس پر ماہی نے مسکراتے ہوئے اس سے ملنے کے لیے آگے بڑھی تھی جب ربیکا نے اسے بیچ میں ہی روکتے ہوئے ہاتھ ملانے کا کہا تھا۔۔

تم مجھے بھابھی کہہ سکتی ہو ماہی،،،، ماہی کے بڑھائے ہاتھ کو تھامتی ربیکا نے عزیز کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

کوئی بات نہیں تم اسے بھابھی کہو یہ ضروری نہیں مجھے بھی تو عزیز کہتی ہو اسے بھی ربیکا کہہ سکتی ہو تم ماہی،،، ربیکا کہ بات کا مطلب جھتے عزیز نے ماہی کا ہاتھ ربیکا کے ہاتھ سے چھوڑواتے ہوئے کہا تھا۔

السلام وعلیکم ایوری ون،،، ماہی اور مرحا کے پیچھے آتی ابہیا نے سب کو مشترکہ سلام کیا تھا۔

ازحان یہ بھابھی ہیں،،، ابہیا کو دیکھتے عزیز نے شرارت سے ازحان کی طرف آنکھ دباتے ہوئے پوچھا کم جتایا زیادہ تھا جس پر کافی ٹائم سے چپ کھڑا ازحان نفی میں گردن ہلاتا مسکرایا تھا۔

کیسی ہیں بھابھی جی،،،، ابہیا کو دیکھتے عزیز نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

جی میں ٹھیک ہوں،،، ازحان کو مسکراتے ہوئے دیکھتی ابہیا نے شرماتے ہوئے کہا تھا جس پر لاونج میں موجود سب نفوس مسکرائے تھے۔

ربیکا یہ ابہیا ہے ازحان کی منگیتر اور ماہی کی نن،،، مطلب کزن،،،، صرف ماہی کی نہیں ہم سب کی کزن ہے ،،،، ربیکا سے ابہیا کا تعارف کرواتے عزیز کی زبان پھسلی تھی پر وہ بروقت بات سنبھالتا ہوا گویا ہوا تھا۔

بہت اچھا لگا آپ سے مل کر،،، ابھی عزیز کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ ربیکا آگے بڑھتی ابہیا کے گلے لگی تھی جس پر ماہی اور مرحا نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا جو ابھی ماہی کو تو منکے سے روک گئی تھی اور اب اچانک سے ابہیا کے گلے جا پڑی تھی یہ ہی کچھ حال ابہیا کا تھا جو شاکی نظروں سے ماہی کو دیکھ رہی تھی۔

بس بہت ہو تم لوگوں کا ملنا ملانا اب سب کو کمرے دیکھاؤ میں کھانا لگاتی ہوں،،، ابہیا بھابھی کہاں ہے،،، سب کو فریش ہونے کا کہتی شائستہ بیگم کچن کی طرف بڑھی تھی جب نجمعہ بیگم کا سوچتی شائستہ بیگم نے ابہیا سے پوچھا تھا

۔

چاچی امی نماز پڑھ رہیں تھیں بس آتی ہوں،،، ٹھیک ہے،،، شائستہ بیگم کو جواب دیتی ابہیا ماہی اور مرحا کے ساتھ سب کو ان کے کمرے دیکھانے کے لیے بڑھی تھی۔

****

تم نے آج تو ماہی سے اس طرح بات کر کی ربیکا مگر میں دوبارہ یہ برداشت نہیں کروں گا،،، ماہی اور ابہیا کے کمرے میں چھوڑ کر چلے جانے کے بعد عزیز کمرے کا دروازہ بند کرتا سختی سے ربیکا کا بازو جکڑتا غصے سے گویا ہوا تھا۔

میں تو ایسی ہی ہوں اور ایسے ہی بات کروں گی،، جھٹکے سے عزیز کی گرفت سے آزاد ہوتی ربیکا اپنے بال پیچھے کرتی بولی تھی۔

میں جو کہہ رہا ہوں نا اس پر عمل ہو بس،،، کیوں تمہاری محبوبہ کو کاف کی شہزادی ہے جس سے میں آدب سے بات کروں گی اس غلط فہمی میں نہیں رہنا عزیز،،، ربیکا کو نا مانتے دیکھ عزیز انگت شہادت اٹھاتا اس کی طرف بڑھا تھا جب وہ غصے سے اسے دور دھکا دیتی بدلحاظی سے گویا ہوئی تھی۔

زبان پر لگام دو ربیکا،،، کیوں لگام دوں تم اور وہ تمہاری سو کولڈ کزن اپنے کرتوتوں پر لگام نہیں دے سکتے باقی میں زبان پر لگام دوں جانتے نہیں ہو کیا مجھے ایک کال کروں گی اور میرے پاپا اور بھائی یہاں حاضر ہو جائیں گے پھر یہاں شادی نہیں بے عزتی ہو گی تمہاری بھی اور تمہاری اس محبوبہ کی بھی سمجھے،،، ربیکا کی ہڈ دھرمی پر عزیز غصے سے اس کی طرف بڑھا تھا جب ربیکا اس اپنی باتوں پر قائم رہتی اسے اپنے باپ اور بھائیوں کے نام سے ڈرانے لگی تھی۔

ربیکا تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گی سمجھی،،، اوووچ کوئی آیا ہے،،، عزیز بھائی بھابھی آجائیں امی کھانے کے لیے بلا رہیں ہیں،،، ربیکا کو ایسا کرنے سے روکتا عزیز ابھی کچھ اور کہتا جب ڈورناک ہوا تھا اور مرحانے انہیں شائستہ بیگم کا پیغام دیتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

میں کچھ بھی نہیں کہوں گی اگر تم اپنی نگاہوں اور دل کو قابو میں رکھو گے تو میں بھی چپ رہوں گی اور یہ شادی سکون سے ہو جائے گی،،، عزیز کو غصے سے اپنی طرف دیکھتے پا کر ربیکا مسکرا کر کہتی باہر کی سمت بڑھی تھی جب پیچھے رہتے عزیز نے سختی سے لب بھینچے تھے۔

****

ارتضیٰ،،،، عزیز،،، ہاں میں ہی ہوں ارتضیٰ،،، ازحان اور باقی سب کے ساتھ بیٹھے عزیز کی نظر گھر میں داخل ہوتے ارتضیٰ پر پڑی تھی جسے دیکھتا ہوا عزیز اس سے ملنے کے لیے بڑھا تھا پر ارتضیٰ بغیر اپنے ارگرد دیکھے سیدھا سیڑھیاں چڑھ گیا تھا تب اس کے پیچھے آتے عزیز نے اسے پکارا تھا جب پیچھے مڑتا ارتضیٰ عزیز کو دیکھ کر اس کا نام لیتا اسے دیکھنے لگا تھا جبکہ عزیز اپنی عادت سے مجبور ہنستا ہوا چند سیڑھیوں کے فاصلے پر کھڑے ارتضیٰ کے سر پر پہنچا تھا۔

کیسے ہو،،، ارتضیٰ کو جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتے عزیز نے عام سے لہجے میں پوچھا تھا۔

تمہارے سامنے ہوں،،، عزیز،،، عزیز کے دیکھنے پر نظر چراتے ارتضیٰ نے کہنا تو مضبوط لہجے میں چاہا تھا پر اس کا لہجہ اس کا ساتھ دینے کا قائل نہ تھا۔

بلکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہا ماہی کا کزن،،،، ارتضیٰ کی بات پر نفی میں گردن ہلاتا عزیز ماہی کے کزن پر زور دیتے ہوئے گویا ہوا تھا جس پر ارتضیٰ نے لب بھینچے تھے۔

میں بلکل ٹھیک ہوں سمجھے تم،،، عزیز کے لفظوں کا مطلب باخوبی سمجھتا ارتضیٰ سخت لہجے میں کہتا جانے کے لیے مڑا تھا جب عزیز برق رفتاری سے آگے بڑھتا اس کے راستے میں حائل ہوا تھا۔

افسوس تایازاد کزن بھی کچھ نہیں کر سکا،،، ارتضیٰ کے غصے سے سرخ ہوئے چہرے کو دیکھتے عزیز نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

میرا راستہ چھوڑو،،، تم ایسے بھاگ نہیں سکتے ارتضیٰ،،، عزیز کو سائیڈ کرتا ارتضیٰ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر گیا تھا جب عزیز بھی ہار نا مانتا ہوا اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

بھول گئے ہو شاید تم ارتضیٰ ایک سال پہلے جب میں یہاں آیا تھا ماہی اور اپنے رشتے کے لیے آیا تھا تو تم نے مجھے کیا کہا تھا،،، ارتضیٰ کے پیچھے چلتے عزیز نے ارتضیٰ کو گزرے سال ہوئی اپنی اور اس کے بیچ ہوئی گفتگو یاد کروانا چاہیں تھی جب عزیز کے منہ سے اس بات کا ذکر سنتے ہی ارتضیٰ کے قدم ساخت ہوئے تھے۔

لڑکی پر تایازاد اور پھوپھوزاد کزن کا حق ماموں زاد اور خالہ زاد کزن سے کئی زیادہ ہوتا ہے تو اس خان خیالی میں نا رہنا کہ ارتضیٰ قریشی کے زندہ رہتے کوئی ماہی کی سولی اس گھر سے اٹھا کر لے جائے گا ماہی اقبال قریشی کل بھی ارتضیٰ کے نام سے منسوب تھی آج بھی ہے اور آنے والے سالوں میں بھی رہے گی اس لیے تم نکلو یہاں سے ،،،، ارتضیٰ کے روبرو کھڑے ہوتے عزیز نے ارتضیٰ کے کہے الفاظ دھرائے تھے جسے سنتا ارتضیٰ سختی سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر گیا تھا۔

یہی کچھ کہا تھا نا تم نے ارتضیٰ ،،،، اب کیا ہوا آج تم نے کچھ نہیں کیا وہ لڑکا اسے ایک دن بعد لے جائے گا اب وہ ارتضیٰ قریشی کہاں گیا جو ماہی کو خود سے منسوب کہتا تھا مجھے افسوس ہوتا ہے ارتضیٰ تم پر نہیں خود پر میں نے یہ مان لیا کہ تم ماہی کے لیے مجھ سے زیادہ بہتر ہو اور اس دن پیچھے ہٹ گیا اگر میں اس دن پیچھے نا ہٹتا تو آج ہم ماہی کو ایسے غیروں کے حوالے نا کرتے اب کیا ہوا کہاں گیا تمہارا روب سب ہوا ہو گیا ،،،، عزیز نے ماہی کی شادی کی خبر سن کر جو غصہ اپنے اندر دبایا ہوا تھا وہ ارتضیٰ کو خاموش دیکھتے باہر نکلا تھا اور وہی عزیز کے پیچھے آتی ربیکا اس کی اور ارتضیٰ کی بیچ ہوتی گفتگو سنتی حیران ہوئی تھی جو پچھلے ایک سال سے عزیز کے منہ ڈے ماہی کا نام سن سن کر ماہی کی دشمن بنی تھی۔

اپنی حد رہے کر بات کرو عزیز ابھی شادی نہیں ہوئی ہے ،،،، عزیز کی باتوں پر کھولتے ہوئے دماغ سے ارتضیٰ خود پر ضبط کھوتا چلایا تھا جس پر ارتضیٰ کی دھاڑ سی آواز سنتی ربیکا خوف سے کپکپاتی تھی پر اس کے برعکس عزیز ارتضیٰ کی حالت سے لطف اندوز ہوتے مسکرایا تھا۔

میں تو اپنی حد میں ہی ہوں ارتضیٰ پر آج میں تمہاری ایک غلط فہمی دور کر دیتا ہوں جس غلطی کی سزا تم نے ماہی کو دی ہے اور اس سے کئی زیادہ خود کو دی ہے وہ غلطی ماہی کی نہیں تھی اس نے تو سب کو وہ ہی بتایا تھا جو میں نے اسے کہا لو تو نا سمجھ تھی پر تم تو سمجھدار تھے پھر بھی تم نے ماہی کو غلط سمجھا اور ہیرے جیسی لڑکی ٹھکرا دی،،، ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے عزیز نے نہایت افسوس کن لہجے میں کہتے ارتضیٰ کو مزید پریشان کیا تھا۔

ماہی کل بھی ارتضیٰ قریشی کی تھی اور آج بھی میں یہ ہی کہوں گا کہ ماہی کے نام کے ساتھ اگر کوئی نام جڑے گا تو وہ صرف ارتضیٰ قریشی کا ہی نام ہو گا ابھی شادی میں دو دن ہیں میں بھی یہیں ہوں تم بھی یہیں ہو دیکھ لیتے ہیں یہ شادی کیسے ہوتی ہے،،، عزیز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ارتضیٰ ایک ایک لفظ پر زور دیتا مضبوط لہجے میں گویا ہوا تھا جس پر عزیز حیرت سے ارتضیٰ کیلے جنونی انداز کو دیکھتا پریشان ہوا تھا کہ آخر ارتضیٰ ایسا کیا کرے گا اور وہی ان کے پیچھے کھڑی ربیکا کے کان شادی نا ہونے دینے والی بات پر کھڑے ہوئے تھے۔

کیا کرنے والے ہو تم،،، ارتضیٰ کق بغور دیکھتے عزیز نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

ہماری دوستی کبھی اتنی گہری نہیں رہی کہ میں تمہیں بتا کر کچھ بھی کروں گا سمجھے شادی میں آئے ہو انجوئے کرو شادی،،، عزیز کے پوچھنے پر طنزیہ انداز میں مسکراتا ہوا ارتضیٰ اس کا کندھا تھپتھپاتا ہوا وہاں سے گیا تھا۔

اب آئے گا مزہ یہ لڑکا تو بڑا جگرے والا ہے اش کا مطلب صاف ہوا اس شادی میں بڑا مزہ آنے والا ہے،،، ارتضیٰ کو جاتے دیکھ ربیکا دل میں سوچ کر مزہ لیتی وہاں سے واپس چلی گئی تھی اور عزیز اب تک ارتضیٰ کے کہے الفاظ میں الجھا ہوا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

بھابھی ارتضیٰ نے اقبال سے بات کی ہے ولید کے بارے میں اور اقبال تب سے بہت پریشان ہیں،،،، انہیں پتا نہیں کیا دشمنی ہو گی ہے ولید جی خود کی تو شادی ہو نہیں رہی دوسروں کی ہونے نہیں دیں گے،،، مہمانوں کو اپنے اپنے کمروں میں آرام کرتے دیکھ شائستہ بیگم اور نجمعہ بیگم لاونج میں بیٹھی تھیں جب اپنے کمرے سے نکلتی ماہی ان کے بیچ ہوئی گفتگو سنتی ارتضیٰ کو کوسنے لگی تھی۔

فکر نہیں کرو کچھ نہیں ہو گا،،، ویسے بھی اعجاز گئے ہیں نا ساتھ میں سب ٹھیک ہی ہو گا،،،، بس بھابھی خیر سے شادی ہو جائے،،،، شائستہ بیگم کو پریشان ہوتے دیکھ نجمعہ بیگم نے انہیں پریشان نا ہونے کا کہتے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

جل رہے ہیں سڑ رہے ہیں جل ککڑے کہیں کے،،،، کس کو بول رہی ہیں آپی،،،، کچن میں اپنے لیے شیک بناتی ماہی کو بڑبڑاتے دیکھ مرحا نے حیرت سے پوچھا تھا۔

ارتضیٰ بھائی کو،،،، جو سر بلینڈر کی اسپیڈ بڑھاتی ماہی نے دانت کچکچاتے ہوئے ارتضیٰ کا نام لیا تھا جیسے اس وقت ارتضیٰ اس کے دانتوں کے بیچ میں ہو۔

انہوں نے کیا کر دیا،،،، ماہی اور ارتضیٰ کے جنگ سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتی مرحا نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

ہونا کیا ہے جل رہے ہیں صبح شام،،،،، کیا جل رہا ہے کیوں جل رہا ہے پاگل کیا کر دیا کہاں ہے،،،، مرحا کے پوچھنے پر نفی میں گردن ہلاتی ماہی نے غصے سے کہا تھا جب کچن میں آتی ابہیا اس کی بات سنتی پریشانی سے چولہا چیک کرنے لگی تھی پر وہاں کچھ بھی جلتے نا دیکھ کر اس نے سوالیہ نظروں سے پہلے مرحا اور پھر ماہی کو دیکھا تھا جو اسے پاگلوں کی طرح جلنے کے نشان ڈھونڈتے دیکھ کر مسکرا رہیں تھیں۔

ہاہاہا،،،، ابہیا آپی آپ بھی نا آپی جوس بنا رہی ہیں چولہا تو بند ہے،،، ابہیا کی نا سمجھی ہر قہقہ لگاتی مرحا نے اس کا مزاق اڑایا تھا جس پر ابہیا نے اس گھورا تھا۔

چپ کرو تم،،،، کس کی بات کر رہی تھی تم ماہی کون جل رہا ہے کس سے جل رہا ہے،،،، مرحا کا کان پکڑتی ابہیا نے اسے ڈانٹ کر چپ کرنے کا کہتے تجسس سے پوچھا تھا۔

کون جل سکتا ہے مجھ سے بھلا،،،، کون،،،، تمہیں نہیں پتا ابہیا،،،، جو سر بند کرتی ماہی نے پہلیاں بجھاتے ہوئے کہا تھا جب ابہیا نے ماہی کے سسپینس کریٹ کرنے پر غصہ ضبط کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

کون ہو سکتا ہے ایک ہی تو ہیں ارتضیٰ قریشی،،،، گلاس میں جوس نکالتی ماہی نے ارتضیٰ کا نام لیا تھا جس پر ابہیا نے مسکراتے ہوئے ماہی کی بات پر نفی میں سر ہلایا تھا۔

ہنس رہی ہو بد تمیز،،، تمہارا بھائی سچ میں جل رہا ہے،،،،، وہ کیوں جلنے لگے تم سے کچھ بھی بولتی ہو،،، جوس کے گلاس ٹرے میں رکھتی ماہی ابہیا کے ہنسنے پر غصہ ہوئی تھی جب ابہیا نے اس کی نا سمجھی پر اسے ٹوکا تھا۔

میں کچھ بھی نہیں بولتی وہ جل رہے ہیں تو ہیں،،، اچھا کیسے اور کیوں جل رہے ہیں وہ تو بتاؤ،،، کیونکہ میں ان سے چھوٹی ہوں اور میرا رشتہ ہو گیا اور دو دن بعد خیر سے شادی بھی جائے گی اور ان کی تو کہیں بات بھی نہیں چلی اب تک،،، اسٹابری شک کا ایک لمبا سپ لیتی ماہی نے چسکا لیتے ہوئے کہا تھا جس پر مرحا اپنی بہن کے چھوٹے دماغ پر مسکرائی تھی اور وہی شیک پیتی ابہیا کو خسکا لگا تھا۔

کیا ماہی کچھ بھی بکواس کرتی ہو بھائی خود شادی نہیں کرنا چاہتے،،، ماہی کی فالتوں باتوں پر ابہیا کو غصہ آیا تھا۔

آرے یار وہی تو میں کہہ رہی ہوں انہیں پتا ہے کوئی انہیں اپنی بیٹی تو دے گا نہیں اس لیے انہوں نے خود شادی کرنے سے ہی منع کر دیا تاکہ کوئی یہ نا کہے کہ ہائے لڑکے کو کوئی لڑکی نہیں دے رہا،،، کیونکہ اب وہ میری طرح خوبصورت کیوٹ اور معصوم تو ہیں نہیں کہ کوئی انہیں پہلی بار میں دیکھ کر دل ہار جائے جیسے ولید ہار گئے ،،، ارتضی کی اچھی بھلی شکل کو برا بھلا کہتی ماہی ارتضیٰ سے ہوئی اپنی سب لڑائیوں کا حساب برابر کرتی ولید کی کہی باتیں یاد کرتی بولی تھی جبکہ ماہی کی باتیں ابہیا کے برداشت سے باہر ہوئی تھی جبھی وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کہاں جا رہی ہو جوس تو پی لو،،،، ابہیا کو جاتے دیکھ ماہی نے اسے روکا تھا۔

تم ہی پیو اور ایک بات ماہی میرے بھائی کے لیے لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں ہے یہ بات تم بھی اچھے سے جانتی ہو وہ کتنے ہینڈسم اور اچھے ہیں تمہارے اس ولید جی سے تو لاکھ درجے اچھے ہیں اس کی جان دیکھی ہے تم نے چوزے جیسی،،،، ماہی کو دیکھتی ابہیا نے خود پر ضبط کرتے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا تھا آخر کو کیسے وہ اپنے بھائی کی برائی برداشت کرتی۔

دیکھا دکھا دیا نا تم نے کہ تم میرے دشمن کی سگی ہو،،،، دوستی کوئی معنی نہیں رکھتی تمہاری نظر میں،،،، ابہیا کو ارتضیٰ کی طرف داری کرتے دیکھ ماہی لڑاکا ہوئی تھی۔

تم نے بنایا ہے انہیں اپنا دشمن انہوں نے تو کبھی نہیں کہا تمہیں اپنا دشمن ماہی،،، ماہی کے دشمن کہنے پر ابہیا اسے دیکھ کر مسکرائی تھی اور وہی ان دونوں کو لڑتے دیکھ مرحا خاموشی سے وہاں سے سرکی تھی۔

اچھا تو مطلب میں انہیں دیکھ کر ان پر چلاتی ہوں انہیں تھپڑ مارتی ہوں ہاں،،،، بولو اب چپ کیوں ہو،،،، ابہیا کی باتوں پر اپنے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتی ماہی لڑاکا طیارہ بنتی بولی تھی۔

کیاہو رہاہے یہاں،،،، لگتاہے صدمہ ختم ہو گیا محترمہ ٹھیک ہو گئی ہیں تبھی چلا چلا کر پورا گھر سر پر اٹھا رکھا ہے یہ خیال بھی نہیں کہ گھر میں مہمان آئے ہیں،،،، کچن سے باہر تک آتی ماہی کی تیز ترین آواز سنتا ارتضیٰ وہاں آیا تھا جب اسے دیکھ کر ماہی چپ ہوئی تھی اور اس کی اس ہی چپ نے ارتضیٰ کو بولنے کا موقع دیا تھا۔

ابہیا،،،، بھائی آپ شادی کیوں نہیں کر رہے،،،، ماہی کو چپ دیکھتے ارتضیٰ نے ابہیا کو مخاطب کیا تھا جب ابہیا رونی شکل بناتی بولی تھی۔

کیاہوا ہے ابہیا،،،، ایک نظر سامنے حیران کھڑی ماہی کو دیکھتے ارتضیٰ نے ابہیا کو دیکھا تھا جو اب بلکل چپ تھی۔

کچھ نہیں ہوا آپ بس شادی کر لیں لوگوں کے منہ بند ہو جائیں گے،،،، اپنی نم آنکھیں رگڑتی ابہیا نے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جب ابہیا کی بات پر ماہی نے آنکھیں چھوٹی کرتے ابہیا کو گھورا تھا۔

کر لوں گا شادی بھی بس چند اور،،،،، ابہیا کی بات کا اشارہ سمجھتا ارتضیٰ ماہی کو دیکھتے ہوئے معنی خیزی سے مسکرایا تھا۔

کلام کرتی ہیں اُس کی شرارتی آنکھیں
وہ چپ چاپ سی بھی, مگر بولتی ہے

تو دوسروں کی بھی سکون سے ہونے دیں نا،،، ارتضیٰ کو مسکراتے ہوئے دیکھ دل میں سوچتی ماہی اپنے جوس کا گلاس لیتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

****

ابو مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنے تھی،،، اعجاز صاحب کے آنے پر وہ کھانے سے فارغ ہوتا سیدھا ان کے کمرے میں پہنچا تھا جہاں اعجاز صاحب اپنے واڈروب کھولے کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھے۔

ارتضیٰ ایک دو دن یہ کام کی باتیں چھوڑ دو اور تیاریوں میں ساتھ دو ازحان کا بچہ اکیلا لگا ہوا ہے،،، بات ابھی کرنی ہے ابو،،، ارتضیٰ کی بات پر بغیر اسے دیکھتے اعجاز صاحب نے مصروف سے انداز میں کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے انہیں ابھی بات کرنے پر زور دیا تھا۔

ابھی میں تھوڑا مصروف ہوں پھر بات کریں گے،،، ارتضیٰ کے نا ماننے پر اس کی طرف مڑتے ہوئے اعجاز صاحب نے کوئی بھی بات کرنے سے صاف منع کیا تھا۔

ابو بات ماہی سے ریلیٹڈ ہے،،،، اعجاز صاحب کو ناسنتے دیکھ ارتضیٰ نے ماہی کا نام لیا تھا جسے سن اعجاز صاحب اپنا کام چھوڑتے ہوئے سیدھے ہوئے تھے۔

مجھے پتا ہے تمہیں کیا بات کرنی ہے تمہاری ماں نے مجھے بتا دیا ہے اور میں اور اقبال بات بھی کر چکے توفیق سے بچے ہیں ڈر جاتے ہیں وہ بھی ڈر گیا تھا پر ابھی بات تو یہ ہے کہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہے اور اس نے اپنی غلطی سب کے سامنے تسلیم بھی کی اور معافی بھی مانگی اور وعدہ کیا کہ وہ دوبارہ زندگی میں ایسا نہیں کرے گا تو اب بہتر ہو گا ارتضیٰ تم بھی اس بات کا پیچھا چھوڑو اور کام پر لگ جاؤ،،، کل صبح ہی آیا ہے عزیز اور دیکھا ہے تم نے اسے کیسے ازحان کے ساتھ ساتھ ہے ہر کام میں اس کی مدد کر رہا ہے اور ایک میرا بیٹا ہے جیسے ذمے داریوں کا کچھ پتا ہی نہیں ہے،،،، ارتضیٰ کی بات پر پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوتے اعجاز صاحب نے ارتضیٰ کو پرانی باتیں بھول جانے کا کہتے آخر میں افسوس سے کہا تھا جس پر سامنے کھڑا ارتضیٰ جو کچھ اور ہی بات کرنے آیا تھا پر اعجاز صاحب کو ناسنتے دیکھ بس اپنی کہتے دیکھ کر خاموشی سے سر جھکا گیا تھا۔

پر ابو مجھے،،،، تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے ارتضیٰ اب تم جا کر ازحان اور اقبال کی مدد کرو مجھے بھی اپنا کام کرنے دو،،، اعجاز صاحب کو اپنے کام میں مصروف ہوتے دیکھ ارتضیٰ نے ایک بار پھر کوشش کی تھی جب اعجاز صاحب نے تھوڑے سخت لہجے میں اسے جانے کا کہا تھا۔

ابو ایک بار بات سن تو لیں میری،،،،اعجاز صاحب کے غصے کی پرواہ نا کرتے ارتضیٰ نے اس چار صدی لہجے میں کہا تھا جب ابہیا کے کمرے میں جاتی ماہی ٹھٹھک کر رو کی تھی۔

ہہمم کہوں کیا بات ہے،،،،ارتضیٰ کیلے لہجے میں ضد دیکھتے اعجاز صاحب نے ہنکار بھرتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں میں چمک آئی تھی۔

ماہی اور ولید کی،،،یہ تو سب کو اس شادی کے خلاف کر کے ہی چھوڑیں گے،،،،بڑے ابو،،،اعجاز صاحب کی اجازت ملتے ہی ارتضیٰ نے ابھی بات کا آغاز ہی کیا تھا جب دل میں سوچتی ماہی اچانک سے کمرے کا دروازہ کھول کر اجلت میں اندر داخل ہوئی تھی جسے دیکھ کر ارتضیٰ حیران ہوتا چپ ہوا تھا۔

کیا ہوا ماہی بیٹا،،،ماہی کے اچانک سے آنے پر پریشان ہوتے اعجاز صاحب نے فکر سے پوچھا تھا۔

وہ،،،وہ بڑے ابو وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی،،،ارتضیٰ کو دیکھتی ماہی نے جھجھکتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے آئبرو ریز کرتے ماہی کو دیکھا تھا جس پر وہ اسے دیکھ کر مسکراتی ہوئی اعجاز صاحب سے گویا ہوئی تھی
۔

ہاں بیٹا کہوں کیا بات ہے،،،ماہی کی بات پر سامنے کھولی فائل بند کرتے اعجاز صاحب نے شفقت سے پوچھا تھا۔

وہ بڑے ابو مجھے بات اکیلے میں کرنی تھی آپ سے،،، اعجاز صاحب کے پوچھنے پر ترچھی نظروں سے ارتضیٰ کو دیکھتی ماہی نے ان ڈاریکٹلی ارتضیٰ کو وہاں سے نکل جانے کا کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے سختی سے مٹھیاں بند کی تھی

۔

ارتضیٰ تم ابھی جاؤ ہم پھر بات کرتے ہیں،،، ابو پہلے میں آپ سے بات کرنے کے آیا تھا آپ پہلے میری سن لیں ،،،، میری بات بہت ضروری ہے بڑے ابو پہلے میری سن لیں پھر ارتضیٰ بھائی پلیز،،،، ماہی کی بات پر گردن ہلاتے اعجاز صاحب نے ارتضیٰ کو جانے کا کہا تھا جس پر ارتضیٰ ماہی کو دیکھتے دبے دبے غصے سے گویا ہوا تھا پر سامنے بھی ماہی تھی بڑوں کی شے پر ارتضیٰ سے جیتنے والی جس نے اعجاز صاحب کو دیکھتے معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا تھا۔

ارتضیٰ جاؤ تم،،،، ابو میرا بات کرنا بے حد ضروری ہے،،، ارتضیٰ کو اس کی جگہ سے نا ہلتے ہوئے دیکھ اعجاز صاحب نے اسے جانے کا کہا تھا جس پر ارتضیٰ اعجاز صاحب کی جانب بڑھتا گویا ہوا تھا آج پورے تین دن بعد اسے موقع ملا تھا اعجاز صاحب سے اکیلے میں بات کرنے کا اور وہ کسی بھی طور یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا۔

میں تو آج کل میں چلی جاؤں گی ارتضیٰ بھائی پھر اس کے بعد کہاں آپ سب کا سر کھانے کی لیے آؤں گی بڑے ابو آج میری سن لیں،،،، ارتضیٰ کو نا مانتے دیکھ ماہی نے لہجے میں نم لئے چہرے پر اداسی سجاتے ہوئے کہا تھا جس پر اعجاز صاحب نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

جاؤ ارتضیٰ اور دروازہ بند کرتے ہوئے جانا،،،، افففف شکر ہے،،، ماہی کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے اعجاز صاحب نے سخت لہجے میں ارتضیٰ کو جانے کا کہتے ساتھ دروازہ بند کرنے کا کہا تھا جس پر ارتضیٰ سرخ رنگ آنکھوں سے ماہی کو دیکھتا ہوا لمبے لمبے ڈھانگ بھرتا چلا گیا تھا اور اس کے جاتے ہی ماہی نے شکر کا سانس لیا تھا۔

کیا بات تھی ماہی بیٹا،،،، ارتضیٰ کے چلے جانے کے بعد اعجاز صاحب نے ماہی کو خاموش بیٹھے دیکھ کر فکر سے پوچھا تھا جس پر ماہی ارتضیٰ کی بات نا سننے کے لیے اس نے جھوٹ بول تو دیا تھا پر اب وہ حقیقتاً پریشان ہوئی تھی۔

ماہی بیٹا کیا ہوا،،،، ماہی کو سوچ میں ڈوبے دیکھ اعجاز صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا تھا
۔

بڑے ابو،،،، سوری،،، سوری میں نے آپ سب سے جھوٹ بولا پر مجھے یہ جھوٹ بولنے کا ولید نے نہیں کہا تھا ارتضیٰ بھائی جھوٹ بول رہے ہیں میں نے خود کہا تھا وہ بہت اچھے بڑے ابو انہوں نے تو مجھے کہا بھاگنے کا پر میں ان کے ساتھ نہیں بھاگی اور کھڑی رہی میں ڈر گئی تھی بڑے ابو اگر ولید جی غلط ہوتے تو وہ کیوں واپس آتے مجھے

لینے کے لیے وہ مجھے وہاں اکیلا چھوڑ کر جب بھاگ ہی گئے تھے تو اپنے گھر چلے جاتے پر نہیں جب انہوں دیکھا میں ان کے ساتھ نہیں ہوں تو وہ واپس آئے مجھے ساتھ لے جانے کے لیے اور پھر وہ ہی تو مجھے گھر چھوڑ کر گئے نا بالکل سہی سلامت،،،، اعجاز صاحب کے چار بار پوچھنے پر لفظوں کو ترتیب دیتی ماہی نے اپنے جھوٹ کی معافی مانگتے سارا الزام اپنے سر لیتے ہوئے ولید کو صاف قرار دیا تھا جس پر ماہی کی ساری بات غور سے سنتے اعجاز صاحب نے مسکراتی ہوئی نظروں سے ماہی کو دیکھا تھا۔

آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے ماہی بیٹا اور نا ہی صفائی دینے کی یہ بات تو کل ہی ختم ہو چکی اب آپ بھی پریشان نا ہو کل آپ کی مہندی ہے اور میں چاہتا ہوں میری بیٹی بہت پیاری لگے تو اس لیے یہ سب باتیں آپ بھول جائیں،،، ماہی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اعجاز صاحب نے اسے پر سکوں اور خوش رہنے کا کہتے سب باتیں بھول جانے کا کہا تھا جس پر ماہی نے اثبات میں گردن ہلائی تھی۔

چلیں اب مجھے بھی جانا ہے کام ہے ضروری ٹھیک ہے خوش رہیں،،،، ماہی کو چپ دیکھتے ہوئے اعجاز صاحب اپنا سامان اٹھاتے ہوئے اسے دعا دیتے کمرے سے چلے گئے تھے۔

ہو گئی خوش کر لیا جو تمہیں کرنا تھا،،، جب سے کمرے کے باہر کھڑا ارتضیٰ اعجاز صاحب کے جاتے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا جو ماہی کی ساری باتیں سن چکا تھا جس پر ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا۔

جو تم نے کیا ہے ناماہی بلکل اچھا نہیں کیا،،، اعجاز صاحب سے بات نا کر پانے کا دکھ دل میں لیے ارتضیٰ نے افسوس سے ماہی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو ارتضیٰ کے اچانک سامنے آنے اور اس کی ساری باتیں سن لینے پر سکتے میں کھڑی تھی۔

جس شادی کے لیے پاپڑ بیلے ہیں نا تم جھوٹ کے یہ شادی میں دیکھتا ہوں ک،،،،،، غصے سے کھولتے ہوئے دماغ سے پاگل ہوتے ارتضیٰ نے انگت شہادت اٹھاتے ہوئے ماہی کو دھمکی دیتا حواس میں لوٹتا باقی الفاظ وہ دبا گیا تھا جس پر ماہی نے حیرانگی سے پوری آنکھیں کھولتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

کیا کہے رہے تھے آپ بات پوری کریں ارتضیٰ بھائی،،، اپنی بات کہتا ارتضیٰ جانے کے لیے مڑا تھا جب ماہی ایک دن سے اس کے راستے میں حائل ہوتی بولی تھی۔

اتنی جلدی ہے تمہیں پوری ہونے کی،،، ماہی کے پوچھنے پر تنفر سے مسکراتے ہوئے ارتضیٰ نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا تھا۔

مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ کیوں سب کو ولید جی کے خلاف کرنا چاہ رہے ہیں آپ انہوں نے معافی مانگی نا آپ سے سب سے پھر کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب،،، آپ کو تو خوش ہونا چاہیے مجھ جیسے بد کردار لڑکوں کو اپنی ادائیں دیکھانے والی لڑکی آپ کے گھر سے نکل رہی ہے،،، آپ کو تو شکرانے کے نوافل ادا کرنے چاہیے کہ کل

میں یہاں سے چلی جاؤں گی اور ابہیا پر پھر کبھی میرا سایہ بھی نہیں پڑے گا،،،اپنے ڈر کو سائیڈ کرتی ماہی ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی بولی تھی جس پر ارتضیٰ نے ضبط سے لب بھینچتے ماہی کو دیکھا تھا اپنے کہے ہر غلط الفاظ کا ارتضیٰ کو افسوس تھا جس سے ماہی کی دل آزاری ہوئی اسے تکلیف پہنچی ہر اس بات پر وہ پیشمان تھا مگر وہ ارتضیٰ ہی کیا جو ماہی کے سامنے اپنے کہے الفاظ کی تلافی کر لے تبھی وہ بغیر ماہی کو کوئی بھی جواب دیے اسے ایک سائیڈ کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا جب ایک آنسوں اس سے بغاوت کر تا ٹوٹ کر اسے کے گل پر گرا تھا جسے وہ بے دردی سے صاف کر گیا تھا۔

رہی نہ طاقتِ گفتار اور اگر ہوتی بھی
تو کس امید پر یہ کہتے کہ آرزو کیا ہے

گہرے جامنی رنگ کے گرارے پر اس نے آج مایوں مہندی کے دن کی مناسبت زرد کی پیروں کو چھوتی قمیض کے ساتھ اس نے جامنی اور رسبز رنگ کے گھوٹے کناری کے کام والا ڈوپٹہ سر پر لیے،، تازے پھولوں کی نفیس جیولری پہنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

کتنا پیارا لگ رہا ہے سب،،،راہداری پار کرتی ہوئی ننھی ننھی جگمگاتی لائٹوں سے سجے لون میں ہوئی خوبصورت ڈیکوریش قریشی ویلا کے لان کی خوبصورتی بڑھا گئی تھی جب مہندی کی رسم کے لیے ابہیا مرحا اور آج صبح ہی آئی ابہیا کی کزنز نے لان میں جگمگاتی ہوئی لائیٹس دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ماہی نے مسکرا کر لان دیکھنے کے لیے اپنی جھکی پلکیں اٹھائیں تھیں جب سامنے کھڑے ارتضیٰ سے جا ٹکرائی تھی جو لون میں ورکر کے ساتھ چیئر سیٹ کر رہا تھا پر سامنے سے آتی ماہی کو دیکھ کر وہ ساکت ہوا تھا۔

ارتضیٰ بیٹا جاؤ تیار ہو جاؤ تم بھی سب مہمان آ گئے ہیں،،، ماہی کے کان میں آتے ہی ایک الگ ہی چہل پہل ہوئی تھی جب مہمانوں سے باتیں کرتی نجمعہ بیگم سائیڈ پر آتی ارتضیٰ کو بھی تیار ہونے کا کہنے لگی تھی۔

امی کیا میں آپ سے،،، نجمعہ باجی ادھر تو آئیں،،، نجمعہ بیگم کے آتے ہی ارتضیٰ نے ان سے بات کرنا کا سوچا تھا ابھی وہ کچھ کہتا کہ مسسز شہاب ارتضیٰ کی ممانی نجمعہ بیگم کو اپنے ساتھ کھینچ کر لے گئیں تھیں۔

کیسے ہو سکتا ہے میں کیسے ہونے دے سکتا ہوں،،، مہندی کی رسم شروع ہوتے ہی ارتضیٰ کا دل گھبرایا تھا جب وہ بے بسی سے دیکھتے ارتضیٰ کی سرخ آنکھیں نم ہوئی تھی۔

ارتضیٰ تم اب تک تیار نہیں ہوئے،،، ارتضیٰ کو اس ہی حلیے میں کھڑے دیکھ سفید رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس ازحان حیران ہوا تھا۔

بس جا رہا ہوں،،، بغیر ازحان کی طرف دیکھے ارتضیٰ مختصر سا کہتا وہاں سے لمبے لمبے ڈھانگ بھرتا چلا گیا تھا۔

****

ارتضیٰ یہ کیا تم نے یہ کیا پہن لیا میں نے تو آج کے فنکشن کے لیے تمہارا سفید رنگ کا سوٹ نکالا تھا،،، اوپر کسی کام سے آئی نجمعہ بیگم کی موجودگی محسوس کرتا ارتضیٰ فوراً سے ان کے کمرے میں آیا تھا جب ارتضیٰ کو کالے رنگ کے سوٹ میں دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھیں۔

امی،،،، نجمعہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے ارتضیٰ نم ٹوٹے ہوئے لہجے میں انہیں پکار گیا تھا نیچے لان میں تیز آواز میں چلتا ولیم ارتضیٰ کو اپنے دل و دماغ میں ہوتے شور کو مزید اضافہ کر رہا تھا تبھی وہ کمرے کا ڈور بند کر گیا تھا۔

کیا ہوا ارتضیٰ،،،، ارتضیٰ کے اداس ٹوٹے پھوٹے لہجے میں پکارے جانے پر نجمعہ بیگم کا دل بیٹھا تھا۔

روک دیں امی،،،، نجمعہ بیگم کے پوچھنے پر ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں سے آنسوں نکلے تھے جس پر سہی معنوں میں اب نجمعہ بیگم کے دل پر ہاتھ پڑا تھا تب وہ نجمعہ بیگم کو کاؤچ پر بیٹھا تو ان کے گھٹنوں میں بیٹھا تھا۔

ک،،، کیا،،، روک دوں،،،، اپنے خوبرو نوجوان بیٹے کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر نجمعہ بیگم کی زبان لڑکھڑائی تھی۔

یہ مہندی،،، یہ شادی،،، سب روک دیں امی،،،، میں ماہی سے بہت محبت کرتا ہوں اسے کسی اور کا نہیں ہوتے دیکھ سکتا،،، نجمعہ بیگم کے گھٹنوں پر سر رکھتے ہوئے ارتضیٰ نے آنسوؤں کے درمیان کہا تھا جسے سن کر نجمعہ بیگم بھی رونے لگیں تھیں جبکہ اپنا نام سن کر ابیہا کے کمرے میں جاتی ماہی کے قدم مجمند ہوئے تھے وہ جو رسم کے دوران منہ پر لگی اوبٹن صاف کرنے کے لیے آئی تھی آج صبح ہی سب مہمانوں کی آمد کے بعد ماہی کو اوپر ابیہا کے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا اور اب ارتضیٰ کے منہ سے اپنے لیے یہ الفاظ سن کر ماہی کا دل گھبرایا تھا۔

بہت دیر ہو گئی ارتضیٰ،،،، خود پر ضبط کرتی نجمعہ بیگم نے گھٹنوں پر رکھے ارتضیٰ کے سر میں ہاتھ چلاتی ہوئیں گویا ہوئی تھیں۔

بہت انتظار کیا ہم نے تمہارے چاچو چاچی نے تمہاری ہاں کس پر تم نے جواب نا دیا،،، آٹھ سال تک تمہارے انکار کے بعد بھی میں ماہی کو اپنی بہو اور شائستہ تمہیں اپنا بیٹا کہتی آئی پر تم نے ہاں نا کی اب کچھ نہیں ہو سکتا،،، دل پر پتھر رکھتی نجمعہ بیگم نے ارتضیٰ کو سمجھانا چاہا تھا اور وہی ان کا کہا ہر لفظ ماہی کو حیران و پریشاں کر گیا تھا اس اتنے بڑے انکشاف پر ماہی نے حیرت سے کھولے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

میں جانتا ہوں امی میں نے بہت دیر کر دی،،، نجمعہ بیگم کی بات پر وہ ایک دم سیدھا ہو تا سرخ رنگ آنکھوں میں محبت کے روٹھ جانے کا خوف لہجے میں سموئے ہوتے تھا۔

امی پلیز ایسے نا کہیں،،،، نجمعہ بیگم کے صاف انکار کرنے پر ارتضیٰ نے چھوٹے بچوں کی طرح روتے ہوئے کہا تھا جس پر نجمعہ بیگم کا اپنے جانشین کا اس طرح روتے دیکھ کر دل کیا تھا سب کچھ ختم کر دے اور اپنے بیٹے کا کہا مان لے پر اب وقت نکل چکا تھا وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتیں تھیں۔

ارتضیٰ بھائی،،،، بھائی نہیں کہوں مجھے تمہارا بھائی نہیں ہوں میں،،، تم جیسی بہن نہیں چاہی مجھے،،،، ماہی تو ہے ہی ہماری بیٹی کیوں شائستہ،،، جی بھابھی بلکل ماہی پر پہلا حق تو آپ کا ہی ہے،،،،، اس کا مطلب سب نے یہ بات مجھ سے چھپائی اس لیے ارتضیٰ بھ،،، ارتضیٰ مجھے،،،،، نجمعہ بیگم اور ارتضیٰ کی باتیں مزید سننا ماہی کے لیے مشکل ہوا تھا جب وہ بھاگ کر خود کو کمرے میں بند کرتی ارتضیٰ کی باتیں اور نجمعہ بیگم کا ہمیشہ خود کو اپنی بیٹی کہنا سوچ کر روئی تھی۔

آپ کے گھر میں تقریباً سب کی شادی کزنز میں ہے تو پھر آپ کی کیوں نہیں،،،، کیا ارتضیٰ بھائی کسی کو پسند کرتے ہیں،،، ان کی آنکھوں میں محبت کا دکھ نظر آتا ہے،،، سہی سوال کیا تھا ولید جی نے میری شادی ہی کیوں نہیں ہوئی گھر میں کیونکہ ارتضیٰ نے مجھ سے شادی کرنے سے منع کیا تھا پر کیوں کیا میں اتنی بری لگتی ہوں اتنی گھٹیا ہوں میں کہ انہوں نے مجھے ریجکٹ کر دیا کیا کمی تھی مجھ میں اور جب ریجکٹ کر دیا تو اب کیوں،،،، ولید کے پوچھے گئے سوالات سوچتی ماہی نے خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے خود سے سوال کیا تھا جب خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتی ماہی کی آنکھوں میں ایک بار پھر نمی آئی تھی۔

اے دل تمام عمر یہی دکھ رہا مجھے
میں کیوں کسی کو جان سے پیارا نہیں ہوا

ہو گیا صاف ماہی،،،،ماہی کو بلانے کے لیے آئی ابہیا نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے چلنے کا کہا تھا جس پر ماہی نے نم آنکھوں سے ابہیا کو دیکھا تھا۔

کیا ہوا ماہی،،،،ماہی کو روتے دیکھ ابہیا نے فکر مند لہجے میں پوچھا تھا جس پر ماہی ایک دم روتی ہوئی اس کے گلے لگی تھی۔

ماہی کیا ہوا،،،،ماہی کے اچانک سے رونے سے پریشان ہوتی ابہیا نے اس کی پیٹھ رب کرتے ہوئے پوچھا تھا پر ماہی تو شاید بھائی کی دی تکلیف بہن کے گلے لگ کر ختم کرنا چاہتی تھی تبھی بغیر کوئی جواب دیے بس رونے لگی تھی۔

ماہی،،،،،کچھ نہیں بس کل تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں گی اس لیے تم پر پیار آرہا ہے،،،،تم نے تو مجھے ڈرا دیا تھا،،، ابہیا کو پریشان ہوتے دیکھ ماہی اپنے آنسوؤں صاف کرتی ابہیا کے گال چومتی ہوئی بولی تھی جس پر ابہیا نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

چلیں،،،،ماہی کو چپ ہوتے دیکھ ابہیا نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے چلنے کا کہا تھا جس پر ماہی مثبت میں گردن ہلاتی اس کے ساتھ بڑھی تھی پر وہ جاتے ہوئے مڑ کر نجمعہ بیگم کے کمرے کو دیکھنا نہیں بھولی تھی۔

****

امی میں کافی ٹائم سے کہنا چاہ رہا تھا پر موقع ہی نہیں مل رہا تھا کل بھی ابو سے بات کرنی چاہی پر نہیں کر سکا اس سے پہلے بھی کئی بار کوشش کی پر،،،امی بس بار روک دیں امی پلیز،،،،، نجمعہ بیگم کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے ارتضیٰ نے ان کے آگے اپنی محبت کے لیے ہاتھ پھیلائے تھے وہ محبت جسے وہ خود اپنے بے وجہ کے غصے کی نظر کر گیا تھا۔

میں جانتا تھا ارتضیٰ کہ تم مجھ سے اس طرح کی ہی بات کرو گے تبھی میں نے نا کل تمہاری سنی تھی اور آج سن کر بھی نہیں سنوں گا،،، فنگشن میں نجمعہ بیگم اور ارتضیٰ کی غیر موجودگی دیکھ اعجاز صاحب اوپر آئے تھے جب اپنے کمرے کے باہر انہیں ارتضیٰ کے بھری آواز سنائی دی تھی۔

اعجاز،،،، نہیں نجمعہ اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا کل وہ بچی ہم سب کی دعاؤں کے سائے تلے اپنے گھر چلی جائے گی ،،،اعجاز صاحب جو دیکھتی نجمعہ بیگم نے غم و تکلیف سے دیکھا تھا جس پر اعجاز صاحب نے انہیں گردن ہلاتے کمزور نا پڑنے کا کہا تھا۔

ابووو،،،بس ارتضیٰ اب تم یہ سب کر کے ہماری رہی ہی عزت کا بھی مزاق اڑوانا چاہتے ہو،،،پہلے تم نے میری دل عزیز بھتیجی کو ٹھکرا مجھے تکلیف دی اور اب تم چاہتے ہو اس کی شادی کروادوں تمہارے لیے تم لاکھ

ہمارے فرمابر دار بیٹے رہے ارتضیٰ پر تم نے یہاں ہمارے مان کی دھجیاں اڑائی ہیں ارتضیٰ اگر شادی میں اسے دعا دینے کے لیے آنا چاہو تو ٹھیک ہے ورنہ دور رہو شادی سے بھی اور ماہی بچی سے بھی،،، چلو نجمعہ بیگم سب نیچے ہمارا انتظار کر رہے ہیں،،، ابو میری نادانی سمجھ کر مجھے معاف کر دیں میں نادانی میں غلطی کر بیٹھا ہوں پلیز،،، پچھلے کئی دنوں سے ارتضیٰ کو ٹالتے اعجاز صاحب آخر آج مدعے پر آ ہی گئے تھے اور جب آئے تو سب لحاظ وہ بھلا گئے تھے تبھی ارتضیٰ کی ایک نا سنتے اعجاز صاحب نے اسے روب دار لہجے میں کہتے چپ کروایا تھا جس پر ارتضیٰ نے شرمندگی سے سر جھکاتے ایک بے بس نظر اپنی ماں پر ڈالی تھی جو اعجاز صاحب کے ایک کہنے پر اپنے آنسوؤں پہنچتی ان کے پیچھے بڑھیں تھیں جب ارتضیٰ نے ایک آخری بار کوشش کی تھی پر س بھی اس کا باپ اعجاز قریشی تھے جو اس کی ایک بھی فریاد نا سنتے وہاں سے چلے گئے تھے۔

پھر کیوں فریب خوابِ مسرت دیا ہمیں
تو خوب جانتا ہے سدا کے دکھی تھے ہم

****

کیا یہاں بیٹھی بیٹھی ناچ رہی ہو چلو میرے ساتھ،،، سب کو ڈانس کرتے دیکھ اپنی کچھ دیر پہلے کی تکلیف بھلائی ماہی ان سب کا ڈانس انجوائے کر رہی تھی جب ڈانس کرتی ابہیا کی نظر ماہی پر پڑی تھی۔

نہیں ابہیا میں یہں ٹھیک ہوں،،، ابہیا کے ہاتھ پکڑ کر کھینچنے پر ماہی نے اسے منع کیا تھا پر ابہیا کہوں آج اس کی سننے والی تھی زبردستی اسے اپنے ساتھ گھسیٹتی سب کے بیچ لے آئی تھی۔

ماہی اسٹارٹ یار،،،، ڈی جے بیس بڑھا،،، ماہی کو چپ کھڑے دیکھ عزیز نے اس کا ہاتھ پکڑتے اس گول گھمایا تھا اور ڈی جے کو والیم بڑھانے کا کہا تھا۔

ڈھول اور میوزک کی آواز پر ماہی زیادہ دیر تک خود پر کنٹرول نہیں کر پائی تھی اور سب کے ساتھ ملتی ڈانس کرنے میں مگن ہوئی تھی جب اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تھی تب کسی احساس کے تحت ماہی کی نظر بے ساختہ ارتضیٰ کے کمرے کی کھڑکی پر اٹھتی تھی جہاں کھڑا ارتضیٰ اسے ہی تک رہا تھا۔

تیرا ملنا نا ملنا تو میرا مقدر تھا لیکن
عمروں کے سلسلے میں تیرا ساتھ مجھے چھوٹ گیا

تم تو بہت خوش ہو ماہی خیر اس میں تمہارا کوئی قصور بھی نہیں ہے تمہیں کیا پتا میرے جذبات کا ہمارے اس رشتے کا جو میرے غصے کی نظر ہوا ہے شاید اس وقت وہ بکواس نا کی ہوتی میں نے تو آج تمہارے چہرے پر آئی یہ خوشی یہ ہاتھوں پر لگی مہندی سب میرے نام کی ہوتی،،، چومتی ہوئی ماہی کو بے بسی سے دیکھتا ارتضیٰ ماہی کے دیکھنے پر حواس میں لوٹا تھا جب ایک نظر ماہی پر ڈالتا ہوا وہ وہاں سے مڑ گیا تھا۔

ماہی آپی آپ نے مہندی میں ولید بھائی کا نام تو لکھوایا ہی نہیں،،،، ابہیا آپی،،، ماہی کے ساتھ ڈانس کرتی مرحا کی نظر ماہی کے مہندی لگے ہاتھوں پر پڑی تھی جس میں وہ ولید کا لکھا نام ڈھونڈنے لگی تھی جب وہاں نام نا ملنے پر مرحا نے سوچ میں ڈوبی ماہی کو مخاطب کیا تھا پر اسے متوجہ نا ہوتے دیکھ مرحا نے ابہیا کو بلایا تھا۔

ہاں یار واقع میں نہیں لکھا اس نے چلو میں کہتی ہو اس مہندی والی کو،،، ماہی چلو کیا ہوا،،،، ہہاں،،، مرحا کے بتانے پر ماہی کو چلنے کا کہتی ابہیا نے اس کا کاندھے ہلاتے اسے متوجہ کیا تھا جس پر ماہی بکھلائی تھی۔

کیا کر رہی ہو ابہیا،،،، وہ ماہی کے مہندی میں دولہے کا نام تو لکھا ہی نہیں،،،، ابہیا اور مرحا کی بات سن کر ان کے پیچھے آتی ربیکا نے مصنوعی فکر سے پوچھا تھا جس پر ابہیا نے اسے مختصر سا بتایا تھا۔

نہیں رہے دو،،، کیوں رہنے دیں بھابھی،،، مہندی والی کو نام لکھنے سے روکتی ربیکا کو دیکھ ماہی اور ابہیا حیران ہوئیں تھیں۔

میرا مطلب ہے اب مہندی سکھ گئی ہے اور آج کل ٹرینڈ بھی نہیں ہے نام کا لکھنے کا تو ضروری تو نہیں ہے،،،، اگر تم لوگ چاہتے ہو تو لکھوالو مرضی تو ماہی کی ہے،،،، رہنے دو ابہیا سہی کہہ رہی ہیں یہ وہ اچھا نہیں لگے گا الگ نظر

آئے گا،،، ابھیا اور ماہی کو اپنی طرف دیکھتے پا کر ربیکا نے بات بنائی تھی جس پر ماہی نے مہندی میں نام لکھوانے سے منع کیا تھا جس پر ربیکا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

میں بیٹھ جاؤ تمہارے پاس ماہی،،، جیسی،،، وہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے نا اس لیے،،، طبیعت کا بہانہ بناتی ماہی کے پاس بیٹھتی ربیکا نے لان کے چاروں اطراف نظر دوڑائی تھی۔

کہاں ہے وہ ارتضیٰ بھائی کب سے انتظار کر رہی ہوں کب آئے گا اور تماشا ہو گا اس رنگ برنگی مہندی میں تھوڑا تو مزہ ہو،،، ارتضیٰ کو کہیں بھی نا پاتے ہوئے ربیکا دل میں سوچتی مہندی کے فنگشن سے بور ہوئی تھی۔

ہائے ےے اللہ آج تو شاید میں کچھ اور بھی مانگ لیتی تو مل جاتا مجھے،،، اب آئے گا مزہ،،،، ابھی ربیکا بے دلی سے سوچ ہی رہی تھی جب اسے سامنے آتا ارتضیٰ اسے دیکھائی دیا تھا جس کی آنکھوں میں اس وقت وحشت صاف نمایاں تھی۔

اک عمر اجالوں کے تعاقب میں گنوا کے
ہم شام کے منظر میں سحر ڈھونڈ رہے ہیں

شادی بہت بہت مبارک ہو ماہی ڈانس کرو گی میرے ساتھ پاٹنر چاہیے کوئی بن نہیں رہا صرف آج کے لیے میری پاٹنر بن جاؤ،،،سب کے بیچ سے گزرتا ہوا ارتضیٰ اسٹیج پر آتا ماہی کے ہاتھ پر مہندی رکھتا عام سے لہجے میں گویا ہوا تھا جبکہ ماہی ارتضیٰ کے اس اچانک عمل پر شاکی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی یہی کچھ حال ربیکا کا

تھاوہ جو سمجھ رہی تھی ارتضیٰ یہ مہندی کا فنگشن روکا کر تماشا لگائے گا پر ایسا کچھ نا ہوتے دیکھ کر چپ سادھ گئی تھی۔

جی،،،، ارتضیٰ کے بڑھائے ہاتھ کو دیکھتی ماہی نے بمشکل کہا تھا جس پر ارتضیٰ پھیکا سا مسکراتے ہوئے ماہی کا ہاتھ پکڑتا اسے اپنے روبرو کھڑا کر گیا تھا۔

ڈے جی کوئی اچھا سا سونگ پلے کر دو،،،

ماہی اور ارتضیٰ کو اسٹیج سے اترتے دیکھ اعجاز صاحب نے نجمعہ بیگم کو ارتضیٰ کو روکنے کا اشارہ کیا تھا جب ارتضیٰ نے سب کا سر ختم کرنے کی خاطر بلند آواز میں ڈے جی کو سونگ پلے کرنے کا کہا تھا جس پر سب کزنز ایک سائیڈ پر ہوئے تھے۔

اوو وماہی وے ے ے ے اوو وماہی وے ے
ماہی مینو چھڈ یونا کے تیر بن دل نیو لگنا

میوزک چلتے ہی ارتضیٰ نے ماہی کا ہاتھ چھوڑتے اسے گول گھمایا تھا جس پر حیران ہوتی شائستہ بیگم نجمعہ بیگم کے پاس آئی تھیں۔

بھابھی ارتضیٰ یہ کیا کر رہا ہے،،،، مجھے بھی نہیں پتا شائستہ،،، نجمعہ بیگم کے پیچھے آتی شائستہ بیگم نے آہستگی سے پوچھا تھا جس پر نجمعہ بیگم نے پریشانی سے انہیں دیکھا تھا شادی میں آئے سب مہمان ارتضیٰ اور ماہی کی بچپن میں نسبت سے آشنا تھے تبھی کچھ دیر پہلے ہوتا شور ارتضیٰ کو ماہی کے ساتھ ڈانس کرتے دیکھ کر اس وقت لان میں خاموشی میں بدل گیا تھا۔

جتھے وی تو چلنا اے ماہی میں تیرے پیچھے پیچھے چلنا
تو جی سکدی نی میں جی سکدا نیں
کوئی دوسری میں شرطعں وی رکھدا نیں

ایک ہاتھ میں ماہی کا ہاتھ لیتا ارتضیٰ اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتا آگے بڑھا تھا جس پر حیرت کی مورت بنی ماہی نم آنکھوں سے اس کے کہے پر عمل کرنے لگی تھی۔

کیا تیرے باجوں میرا،،،،
سچیاں محبتاں وے آ وَ ماہی کتھے ہور نیو ملنا
جھتے وی تو چلیا ہاں ماہی میں تیرے پیچھے پیچھے چلنا
اووو ماہی وے اووو ماہی وے

کتنے خوش ہیں یہ،،، پھر مجھے کیوں تکلیف ہو رہی ہے جبکہ مجھے تو غصہ آنا چاہیے انہوں نے مجھے ٹھکرایا ہے،،، ارتضیٰ کے چہرے پر نظر آتی خوشی کو دیکھتی ماہی غصے سے نگاہیں موڑ گئی تھی۔

دل وچ تیرے یارا مینور ہنے دے
آنکھوں سے یہ آنکھوں والی گل کہن دے
دل وچ تیرے یارا مینور ہنے دے
آنکھوں سے یہ آنکھوں والی گل کہن دے

دھڑکن دل دی یہ تینوں پہچانے
تو میرا میں ہوں تیری رب وی یہ جانے

ارتضیٰ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھوڑواتی ماہی دور ہوئی تھی جب ماہی کو پیچھے ہٹتے دیکھ ردا (ارتضیٰ کی خالہ زاد) آگے بڑھتی ارتضیٰ کا ساتھ دینے لگی تھی۔

تو رہے سکدی نیں رہے سکدا نیں
تیرے بن اور کتے تکنداں کیا تیرے باجوں میرا

رنگ تیرا چڑھیا اے کہ ھن کوئی رنگ نیوں چڑھنا
جھتے وی تو چلیا ہاں ماہی میں تیرے پیچھے پیچھے چلنا

ردا کے ساتھ ڈانس کرتا ارتضیٰ ماہی کی طرف بڑھا تھا جو ارتضیٰ اور ردا کو پی دیکھ رہی تھی۔

ماہی مینو چھڈ یونا کے تیر بن دل نیو لگنا
جتھے وی تو چلنا اے ماہی میں تیرے پیچھے پیچھے چلنا

ماہی کے ارگرد گھومتے ہوئے ارتضیٰ ماہی کے کان کے قریب گنگنایا تھا جس پر ماہی نے حیرانگی سے پوری آنکھیں کھولتے ہوئے اسے دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ماہی مینو چھڈ یونا کے تیر بن دل نیو لگنا
جتھے وی تو چلنا اے ماہی میں تیرے پیچھے پیچھے چلنا

واؤ بھائی کتنا اچھا ڈانس کیا آپ نے آپ چھا گئے،،، ڈانس ختم ہوتے ہی ماہی وہاں سے چلی گئی تھی جب خوشی سے جھومتی ابہیا بھاگ کر ارتضیٰ کے پاس آتی بولی تھی۔

اب تو سمجھ جاؤ ماہی،،،، جاتی ہوئی ماہی کی پیٹھ دیکھتے ارتضیٰ نے دل میں سوچا تھا اس ارتضیٰ کی آخر کوشش تھی جو اس نے کی تھی پر وہ اس میں بھی ناکام ٹھہرا تھا تبھی وہ بغیر کسی کی تعریف وصول کئے وہاں سے جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا تھا۔

رات بھی چاند بھی دل میں اترا سمندر بھی
مل گئے ہیں آج کتنے غم گسار مجھے

مہندی کے فنکشن رات دو بجے ختم ہوا تھا اور اب جہاں سب آرام کر رہے تھے وہی سکون کی تلاش میں اپنے کمرے میں ٹہلتا ہوا ارتضیٰ کھڑی میں آ کھڑا ہوا تھا جب اس کی نظر چاند کر جگمگاتے ہوئے چاند پر پڑی تھی جسے دیکھتا ہوا ارتضیٰ کھو گیا تھا۔

ایک بار پلٹ کر دیکھتا ہوتا آج تم نے ماہی مجھے تو یہ رات میں ایسے جاگ کر نا گزار رہا ہوتا تمہارے اور اپنے نکاح کی خوشی میں سب کو اپنے ساتھ جگا کر رکھتا،،، لان میں بکھری ہوئی کرسیاں دیکھتے ہوئے ارتضیٰ کو وہ لمحہ یاد آیا تھا جب ماہی ڈانس بیچ میں چھوڑتی ارتضیٰ کو اکیلا کر گئی تھی جس کا مطلب صاف تھا کہ اسے اب ارتضیٰ سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

مجھے ماہی سے معافی مانگ لینی چاہیے،،،، پر کس کس چیز کی معافی مانگوں گا میں،،،، کیوں کیا میں نے وہ سب مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا کیوں کہا وہ سب،،، کس کس غلطی کی تلافی کرو گا میں نے ایک نہیں نجانے کتنی بار ماہی کو اپنے لفظوں سے اپنے رویے سے تکلیف دی ہے اپنے غصے میں واقعے یہ بھول گیا میرے والدین نے مجھے یہ تو نہیں سکھایا تھا،،، سر میں ہوتے درد سے وہ آنکھیں بند کرتا دیوار سے ٹیک لگا گیا تھا۔

ماہی اور میرا ساتھ یہیں تک تھا اب مجھے بس ماہی کی خوشیوں کی دعا کرنی چاہیے جو خوشیاں اسے میرے ساتھ سے نہیں ملتی وہ اسے ولید سے ضرور ملے گی،،، اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو دھکیلتا ارتضیٰ اپنے کمرے سے نکلا تھا جب وہ ابہیا کے کمرے کی جلتی لائٹ دیکھ کر اس کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

ابہیا،،، دروازے پر ہلکی دستک دیتے ارتضیٰ نے سب کی نیند خراب نا جانے کے ڈر سے ابہیا کو آہستگی سے پکارا تھا جب کمرے میں جاگتی ہوئی ماہی نے دروازے کی سمت دیکھا تھا۔

ابہیا ایک کپ کافی تو بنا دو سر میں درد ہے میرے،،، بغیر جواب کا انتظار کئے ارتضیٰ کافی بنانے کا کہتا وہاں سے چلا گیا تھا وہ سمجھا تھا ابہیا ماہی کے ساتھ جاگ رہی ہو گی مگر اب اسے کوئی کیا بتاتا ابہیا تو اوپر آتی ایسی بیڈ پر لیٹی تھی کہ دوبارہ اٹھ کر چینج کرنے کے لیے بھی نا اٹھی تھی۔

ابہیا،،، ابہیا اٹھو،،،، ارتضیٰ کے چلے جانے کی یقین دہانی کرتی ماہی نے ابہیا کو جگانے کی کوشش کی تھی پر ابہیا تو جانے کون سے گھوڑے بیچ کر سوئی تھی جو اٹھنے کا نام نا لے رہی تھی۔

ابہیا سوئی ہوئی ہے اور آٹھ بھی نہیں رہی،،، اب کون کافی بنائے گا،،، مجھے کیا میں کیوں سوچ رہی ہوں جب ان کی بہن نہیں اٹھ رہی تو مجھے کیا،،،، خود بنا کر پی لیں گے،،، ابہیا کو اٹھتے نا دیکھ ماہی دل میں سوچتی سکون کے لیے آنکھیں بند کر گئی تھی۔

پر ان کے سر میں درد ہے ماہی،،، کیا مصیبت ہے جب اس کی بہن رہی تو مجھے کیوں تکلیف ہو رہی ہے،،،، وہ جو سکون کرنا چاہا رہی تھی پر اسے ارتضیٰ کا خیال سکون نہیں کرنے دے رہا تھا جب اپنی دلی کیفیت سے بے زار ہوتی ماہی کو غصہ آیا تھا۔

میں بنا دوں کافی پر کیسے بنا سکتی ہوں میں،،، میں تو کمرے سے نکل ہی نہیں سکتی کسی نے دیکھ لیا تو امی غصہ کریں گیں،،، ارتضیٰ کے لیے کافی بنانے کا سوچتی ماہی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی جب اسے شائستہ بیگم کی کمرے سے نا نکلنے کی تنقید یاد آئی تھی۔

اس وقت کون جاگ رہا ہو گا سب سو گئے ہونگے،،، بنا دیتی ہوں کافی خود بھی پی لوں گی،،،، گھڑی میں وقت دیکھتی ماہی نے دل میں سوچا تھا اور کافی بنانے کے ارادے سے کمرے سے نکلی تھی۔

کوئی بھی تو نہیں ہے سب سوئے ہوئے ہیں ماہی جلدی سے کافی بنا،،، کمرے سے دبے پاؤں نکلتی ماہی نے ڈرائنگ روم کے چاروں اطراف نظر دوڑائی تھی اور جلدی جلدی قدم اٹھاتی کچن میں پہنچی تھی۔

کافی کہاں رکھی ہو گی ابہیانے،،، رات کے وقت پر گھر میں روشنی کے لیے جلتے زیرو بلب کی روشنی میں کافی ڈھونڈتی ماہی پریشان ہوئی تھی جب اسے کافی میکر کے پاس رکھی کافی نظر آئی تھی جس پر شکر کا سانس لیتی ماہی نے جلدی سے کافی بنائی تھی۔

اب دے کر کوں آئے گا انہوں،،، مگ میں ماہی نکالتی ماہی نے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے سوچا تھا۔

دروازے پر رکھ کر دروازہ بجا کر بھاگ جاؤں گی،،، ہاں یہ ٹھیک رہے گا،،، پر اگر میرا پاؤں الجھ گیا تو ہائے اللہ ماہی کپڑے نہیں بدل سکی تو،،، کافی ارتضیٰ کے کمرے کے باہر رکھنے کا سوچتی ماہی کی نظر جب اپنے مایوں مہندی کے پہنے ڈریس پر پڑی تو اسے اپنی سستی پر مزید غصہ آیا تھا۔

****

ک،،،کافی،،،،،ماہی،،،،،وہ جو کافی ڈورناک کر کے کافی کا مگ نیچے رکھنے کا اردار کر کے آئی تھی پر ارتضیٰ کے کمرے کا کھولا دروازہ دیکھ کر اسے چاروناچار کمرے میں آنا پڑا تھا تب کمرے میں آتی ماہی کی نظر بیڈ پر نیم دراز ارتضیٰ پر پڑی تھی جو سر میں ہوتے درد سے سکون کے لیے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا کافی کا انتظار کر رہا تھا مگر ماہی کی آواز سن کر بے یقینی سے اسے دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ج،،جی،،یہ،،کافی،،،،ارتضیٰ کے دیکھنے پر گھبراتی ہوئی ماہی نے کافی مگ ارتضیٰ کے طرف بڑھایا تھا پر ارتضیٰ تو ماہی کو اپنے سامنے دیکھ کر ہی ساخت ہوا تھا۔

ابھیا،،،سوئی،،،ہوئی،،،اٹھ،،نہیں،،رہی،،تھی،،اس،،لیے میں نے بنادی،،،ارتضیٰ کو یک ٹک اپنی طرف دیکھتے پا کر ماہی نے اسے صفائی دی تھی جس پر حواس میں لوٹتے ارتضیٰ نے ماہی کے بڑھائے مگ کو تھاما تھا۔

ش،،،شکریہ،،،ماہی کے کھلتے چہرے کو دیکھتے ارتضیٰ کی زبان زندگی میں پہلی بار لڑکھڑائی تھی جس پر وہ حیران ہوا تھا۔

کچھ دیر رک جاؤ پلیز ز،،،ارتضیٰ کے کافی مگ پکڑتے ہی ماہی جانے کے لیے مڑی تھی جب ارتضیٰ نے اس کے دوپٹے کا پلو پکڑتے روکا تھا۔

میرا دوپٹہ چھوڑیں ارتضیٰ بھ،،،، سوری،،، ایم ریلی ویری سوری ماہی،،،، وہ جو ارتضیٰ کی نظروں ل سے نروس ہو رہی تھی کہ اب اچانک سے ارتضیٰ کے دوپٹہ پکڑنے پر ماہی کا ضبط ختم ہوا تھا جب وہ ارتضیٰ کو غصے سے دیکھتی گویا ہوئی تھی جس پر ماہی کا دوپٹہ چھوڑتے ارتضیٰ نے ماہی سے معافی مانگی تھی۔

کس چیز کی معافی،،،، ارتضیٰ کی سرخ نم آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی ماہی نے مختصر سا پوچھا تھا آج اسے ارتضیٰ کی سرخ آنکھوں سے ڈر نہیں لگ رہا تھا بلکہ عجیب سا احساس تھا جو اسے اپنے حصار میں جکڑ رہا تھا۔

ہر چیز کے لیے سوری جانے سے پہلے معاف کر دو مجھے،،، ماہی کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ارتضیٰ نے اپنی ہر غلطی کی معافی مانگی تھی جس پر ماہی نے ارتضیٰ کو دیکھا تھا جو آج اسے کہیں سے بھی وہ ارتضیٰ نہیں لگ رہا تھا جسے وہ جانتی تھی۔

آنکھوں کی پارسائی بھی دیکھو
وہ روتا بھی بے حد ھے، حد ھے

ماہی،،،، ارتضیٰ کو دیکھتی ماہی کو تکلیف ہوئی تھی جسے نظر انداز کرتی ماہی بغیر کچھ بھی کہے وہاں سے چلی گئی تھی۔

اب تو معافی کے بھی شاید قابل نہیں رہا میں،،، جاتی ہوئی ماہی کی پیٹھ دیکھتا ارتضیٰ دل میں سوچتا تکلیف دہ مسکرایا تھا۔

تجھ سے بچھڑے ہیں مگر عشق کہاں ختم ہوا
یہ وہ جیتی ہوئی بازی ہے جو ہاری نہ گئی

تو ہے وہ خواب جو آنکھوں سے اتارا نہ گیا
تو وہ خواہش ہے جو ہم سے کبھی ماری نہ گئی

یہ ارتضیٰ بھائی کیا کر رہی تھی وہ بھی اس وقت،،، عزیز کی تلاش میں اوپر آتی ربیکا ارتضیٰ کے کمرے سے نکلتی ماہی کو دیکھ کر وہ چھپی تھی۔

ہائے اللہ کل شادی اور آج کشن کے ساتھ منہ کالا توبہ توبہ،،،، ربی ڈیئر تم کیوں پریشان ہو رہی ہو تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اب تو یہ شادی اور بھی مزے دار ہونے والی ہے اووووو ہونے والی ابھی تو پتا بھی نہیں ہے یہ شادی ہو گی بھی یا پھر نہیں،،، ہاہاہا،،،
ماہی کو مرر ے میں بند ہوتے دیکھ ارتضیٰ کے کمرے کے دروازے کو دیکھتی ربیکا نے لان پکڑتے ہوئے توبہ کی تھی جب اس کے شیطانی دماغ میں شیطانی سوجی تھی۔

****

وہ شخص مگر ویسا نہیں نکلا جیسا
اس شخص کی باتوں سے عیاں ہوتا تھا

ماہی،،، کہاں تھی تم اور کیا ہوا ہے یار،،، ارتضیٰ کے کمرے سے آنے کے بعد وہ دروازہ بند کرتی وہی زمین پر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی تھی جب اس کے انتظار میں بیٹھے عزیز اور ابہیا پریشان ہوئے تھے۔

کھ،،، کچھ نہیں،،، تم یہاں اور ابہیا تم کب اٹھی کچھ دیر پہلے تو اٹھ نہیں رہی تھی،،، عزیز کی آواز پر فوراً سے آنکھیں کھولتی ماہی نے پھولی سانسوں کے درمیان پوچھا تھا۔

ہاں ابھی بھی نا اٹھتی پر ابھی اٹھی تھی جب عزیز بھائی نے ڈورناک کیا اور میں نے نہیں کھولا تو انہوں نے تمہارے نمبر پر کال کی اور تم میڈم فون میرے ہی کان کے قریب رکھ کر گئی ہوئی تھی،،، کہاں گئی تھی تم،،، وہ وہ میں،،، ماہی کے پوچھنے پر لاپروائی سے کہتی ابہیا نے اس سے پوچھا تھا جس پر ماہی ڈگمگائی تھی۔

چھوڑو جہاں بھی گئی تھی ابہیا کیا میں اپنی دوست سے کچھ دیر بات کر سکتا پلیز،،،ماہی کی حالت سمجھتے عزیز نے بات بناتے ہوئے ابہیا کو ان ڈاریکٹلی جانے کا کہاں تھا۔

تو کر لیں میں نے رو کا تھوڑی ہے،،، عزیز کی بات کا مطلب نا سمجھتی ابہیا چینج کرنے کا سوچتی واڈروب کی جانب بڑھی تھی۔

کیا،، کیا بات ہے عزیز،،، ابہیا کو کپڑے نکالتے دیکھ ماہی نے آہستگی سے پوچھا تھا۔

ماہی کیا بات ہے کیوں پریشان ہو میں نے پورے مہندی کے فنگشن میں نوٹس کیا تم بہت پریشان تھی مجھے بتاؤ کیا بات ہے یار،،،، ابہیا کو اپنے کام میں مصروف دیکھتے عزیز نے بے حد آہستہ آواز میں ماہی سے پوچھا تھا جس پر ماہی نے تشکر بھری نظر عزیز بھی ڈالی تھی جو آج بھی ویسا ہی تھا اس کی خاموشی اور غصے کو بھاپ جانے والا۔

عزیز مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے عزیز اور وہ ہی میری اداسی کی وجہ ہے شاید،،، ابہیا کو ڈریسنگ روم میں جاتے دیکھ ماہی نے بات کا آغاز کیا تھا۔

کیا ہے ایسا ماہی،،،، کیا تم جانتے تھے،،،، کیا،،، میرے اور ارتضیٰ بھ،،، ارتضیٰ کے رشتے کے بارے میں اور اگر جانتے تھے تو مجھے کیوں نہیں بتایا تم نے،،،، ماہی کی آنکھوں میں گھولتی نم دیکھ کر عزیز فکر مند ہوا تھا جب ماہی نے اس وہ پوچھا تھا جس کے لیے وہ رات کے اس پہر اس کے سامنے موجود تھا۔

ہاں جانتا تھا،،، اور وہ رشتہ کیوں ختم ہوا اس کی وجہ بھی جانتا ہوں میں ماہی،،، کیا وجہ تھی عزیز مجھے بتاؤ،،،، ماہی کے پوچھنے پر عزیز نے اسے بتانا ہی بہتر سمجھا تھا جب ماہی نے بے چینی سے آگے بڑھتے ہوئے اسے جلدی سب بتانے کا کہا تھا۔

ماہی میں،،، کیا میں،،،، میں ہوں وجہ،،،،، ماہی کے بار بار پوچھنے پر عزیز نے شرمندہ ہوتے کہا تھا۔

کیا مطلب تم وجہ،،، کیسے،،، عزیز کی بات پر ماہی پل بھر کو شاکڈ ہوئی تھی۔

تمہارے اور ارتضیٰ کو رشتہ میری وجہ سے ختم ہوا،،،، ارتضیٰ کو لگتا تھا کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور تم بھی مجھے پسند کرتی ہو،،،، کیا!!!!،،، اس کا شک سہی تھا ماہی کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور شاید میں آج بھی تمہیں پسند کرتا ہوں،،، ماہی کو حیران کن نظروں سے اپنی طرف دیکھتے عزیز نے اسے اصل وجہ بتائی تھی جس پر ماہی نے بولنا تو چاہا تھا مگر عزیز کے منہ سے اپنے اس طرح کی بات سن کر وہ چپ ہوئی تھی۔

تمہیں یاد ہے ماہی میں امی ابو کے ساتھ اپنی ویکیشن پر پاکستان آیا تھا میری یونی لائف اسٹارٹ ہونے والی تھی جب میں نے ہی امی سے کہا تھا مجھے پاکستان جانا ہے اور وہ میں ان کے ساتھ آ گیا جب مجھے پتا چلا تھا کہ تمہاری اور ارتضیٰ کی بات تمہاری پیدائش کے دو سال بعد ہی پکی کر دی گئی تھی مگر پھر میں نے ان پندرہ سولہ دن میں وہ سب کیا جس سے ارتضیٰ تم سے دور ہو جائے اور ایسا ہوا بھی وہ کافی حد تک تم سے دور ہو گیا تھا پر مجھے یہ رشتہ ہی ختم کروانا تھا کیونکہ اس وقت مجھے صرف ماہی میری چاہیے تھی پھر میں تم اور ازحان کھیل رہے تھے کہ اچانک سے تمہیں سامنے والے گھر کے درخت کے آم نظر آئے اور تم نے ضد کی کے تمہیں وہ ہی چاہیے مجھے اور ازحان کو کوئی اعتراض نہیں تھا پر ارتضیٰ کو تھا اس نے ہمیں روکا بھی پر ہم نہیں رکے یار،،،،،ماہی کی آنکھوں میں آنسوں دیکھتے عزیز نے اسے گزرے ماضی کا بتایا تھا جسے وہ شاید بھول گئی تھی مگر عزیز کو وہ سب آج بھی اچھے سے یاد تھا۔

پھر کیا ہوا تھا،،، عزیز کی طرف سے رخ موڑتی ماہی نے تکلیف سے آنکھیں بند کرتے پوچھا تھا۔

تم اس درخت سے گر گئی تھی ماہی،،،،سب کی نظر میں جبکہ تمہیں میں نے خود نیچے گرایا تھا،،، کیسا پر کیوں عزیز،،، کیونکہ ارتضیٰ تمہیں اتارنے کے لیے اوپر چڑھ رہا تھا اس لیے میں نے تمہیں گرا دیا اور نام ارتضیٰ پر رکھ دیا اس کے بعد میرا ارتضیٰ سے کافی جھگڑا بھی ہوا بلکل ویسا جیسا میں چاہتا تھا میں نے تمہیں بھی یہ ہی کہا کہ تمہیں ارتضیٰ نے گرایا ہے اور تم نے بھی وہ ہی کہا جو میں نے تمہیں کہنے کے لیے کہا تھا اور اعجاز انکل نے میری اور تمہاری بات مان کر سب کے بیچ میں ارتضیٰ پر ہاتھ اٹھایا تھا اس دن ارتضیٰ نے سب کے بیچ میں تم سے رشتہ

ختم کیا تھا ماہی اس دن تو میں خوش ہوا پر اس دن کے بعد سے مجھے اپنا آپ غلط لگنے لگا ماہی اس نے سہی شک کیا تھا،،، عز،،، گئے نہیں آپ ابھی تک،،،،

ماہی کے پوچھنے پر شرمندگی سے سر جھکاتے ہوئے عزیز نے اسے سب سچ سچ بتایا تھا جس پر ماہی کو عزیز کی حرکت کا سن کر اس پر غصہ آیا تھا ابھی وہ عزیز کو کچھ کہتی جب ڈریسنگ روم سے نکلتی ابیہا اسے کمرے میں موجود دیکھ کر بولی تھی۔

سوری ماہی،،، ماہی کی سرخ نم آنکھوں میں دیکھتے عزیز نے اس سے ماہی مانگی تھی جس پر ماہی نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

کیا بات ہے ماہی،،،، کچھ نہیں میرا دوست اداس ہو رہا ہے کہ اس کی دوست صبح اسے چھوڑ کر چلی جائے گی،،، کمرے میں چھائی خاموشی محسوس کرتی ابیہا نے فکر مند لہجے میں پوچھا تھا جس پر نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی ماہی نے عزیز کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر ابیہا مسکرائی تھی۔

کوئی بات نہیں عزیز مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں،،، ایک بات کہوں ماہی،،،، ہاں کہوں،،،، ولید بہت اچھا لڑکا ہے اور تمہیں بہت خوش رکھے گا سب بھول جانا،،،، قدرے دھیمے لہجے میں کہتی ماہی عزیز کو دیکھ کر مسکرائی تھی جس پر عزیز پھیکا سا مسکراتا ہوا گویا ہوا تھا عزیز کی بات پر وہ سر جھکا گئی تھی۔

عزیز ایک بات کہوں،،،ماہی کو کہتا عزیز جانے لگا تھا جب ماہی نے اسے روکا تھا۔

ہاں کہوں،،،ربیکا تمہارے ٹائپ کی نہیں ہے کسے کہاں مل گئی تمہیں،،،ماہی کے دوستانہ لہجے میں پوچھنے پر عزیز کھل کر مسکرایا تھا جب تھوڑی دیر پہلے ہوئے اتنے بڑے انکشاف کے بعد اپنے اور اپنے دوست کے بیچ ہوئی رنجش ختم کرنے کے لیے شرارت سے گویا ہوئی تھی۔

بس یار گلے پڑا ڈھول ہے بجانا ہے ساری زندگی،،،یہ سمجھ لو تمہارے دوست کو اس کی غلطیوں کی سزا ملی ہے،،، ماہی کے لہجے میں سمائی شرارت سمجھتے عزیز نے ربیکا کا سوچتے ہوئے ڈرامائی انداز میں کہا تھا جس پر ماہی اور ابیہا کا مشترکہ گونجا تھا۔

سو جاؤ پھر صبح پارلر بھی جانا ہے ماہی،،،ماہی کو سوچ میں ڈوبے دیکھ ابیہا اسے سونے کا کہتے خود کو بلینکٹ اوڑھ گئیں تھیں اور وہی ماہی بھی سونے کے لیے لیٹی تھی۔

واؤ آپی کتنی پیاری لگ رہی ہیں آپ،،،واقعے میں ماہی تم تو ابھی سے بہت پیاری لگ رہی ہو جب پوری طرح ریڈی ہو گی تو پتا نہیں کیا ہو گا،،،مجھے واپس آپ کے پاس آنا ہے آپی،،،

شادی کے لیے تیار ہونے کے لیے ماہی صبح ہی پارلر کیلے لیے چلی گئی تھی جب اس کے ساتھ مرحا اور ابہیا بھی گئیں تھیں مگر وہ دونوں پہلے تیار ہوتی دو گھنٹے پہلے ہی گھر پہنچی تھی اب سب مہمان میرج کلب کے لیے نکل ہی رہے تھے جب ماہی نے مرحا کو ویڈیو کال کی تھی جسے دیکھ ابہیا اور مرحا بہت خوش ہوئیں تھیں جبکہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ربیکا ماہی کو دیکھ کر جلی تھی۔

اچھا وہ بھی دیکھیں گے کہ کیا گیا پر پہلے تم میری بات سنو ایک پریشان منہ ہو گئی ہے،،،، ابہیا اور مرحا کی تعریف پر مسکراتی ہوئی ماہی نے انہیں بات سننے کا کہا تھا جس کے لیے اس نے کال کی تھی۔

ہاں کہوں کیا بات ہے کیسی پریشانی،،، مرحا کے ہاتھ سے فون لیتی ابہیا نے فکر سے پوچھا تھا۔

یار وہ میں اپنی پازیب اور بچھیا بھول گئی ہوں لانا تم وہ تو بھیج دو،،، ابہیا کے پوچھنے پر ماہی نے اسے اپنی پریشانی بتائی تھی۔

پاگل ہو گئی ہو اب کس کو بھیجیں گے،،، ازحان بھائی کو کہہ دو وہ لے آئیں گے،،، ماہی کی بات پر سر پیٹتی ابہیا نے پریشانی سے بسوچا تھا جب ماہی نے اسے ازحان کو بھیجنے کا کہا تھا۔

وہ تو میرج کلب گئے ہوئے سیٹ اپ کے لیے اور ماہی پارلر میرج کلب سے بہت دور ہے اب جو بھی آئے گا اس کے تم تک پہنچنے تک ہی برات آجائیں گی،،، اتنی جلدی برات نہیں آئے گی ابھی پورا ایک گھنٹہ ہے برات کے نکلنے میں اور برات تو ویسے بھی لیٹ ہو جاتی ہے جب تک میں خود پہنچ جاؤں گی،،، ازحان کا پوچھنے ماہی کو اس کے بارے میں بتاتی ابیہا پریشان ہوئی تھی ماہی کے شوق پر بوک کیا گیا پارلر گھر سے ایک گھنٹہ اور میرج کلب سے ڈھیڑ دو گھنٹے کے فاصلے پر تھا۔

تمہاری برات لیٹ نہیں ہو گی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی انکل کی کال آئی تھی وہ لوگ بس نکلنے ہی والے ہیں،،، کیاااا اتنی جلدی برات کیسے،،، ماہی کی بات پر گردن ہلاتی ابیہا نے تھوڑی دیر پہلے توفیق صاحب بات کا ماہی کو بتایا تھا جس پر ماہی کے ساتھ ساتھ میک اپ آرٹسٹ بھی حیران ہوئی تھی۔

چلو بھئی جلدی چلو کیا برات کے آنے کے بعد آپ کو وہاں پہنچنے کا ارداہ ہے،،، سب مہمانوں کو چلنے کا کہتا عزیز ربیکا کو دیکھ کر بولا تھا جو ایک سائیڈ پر منہ لٹکائے کھڑی تھی۔

عزیز بھائی،،، ازحان کہاں ہیں وہ گئے کیا ماہی کو لینے،،، نہیں وہ تو کہہ رہا تھا کہ بس کچھ دیر تک ماہی کو لینے کے جائے گا ابھی نہیں گیا شاید باہر ہو،،، عزیز کو آتے دیکھ ابیہا نے اس سے ازحان کے بارے میں پوچھا تھا جب ازحان سے ہوئی بات اسے بتاتا ہوا عزیز ربیکا کے پیچھے گیا تھا جو ماہی کے بارے میں بات کرنے پر اس سے ناراض ہو گئی تھی۔

ہاں تھوڑی دیر تک ازحان لینے آرہے ہیں تمہیں بس تم جلدی سے ریڈی ہو جاؤ آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس،،، پلیز تھوڑا جلدی میک اپ کریں،،، ماہی کو حیران ہوتے دیکھ ابیہا اسے جلدی تیار ہونے کا کہتی پارلر والی سے مخاطب ہوئی تھی جو ماہی کا میک اپ کرنے میں مصروف تھی۔

اچھا ٹھیک ہے تم بھائی کے ہاتھ میرا سامان بھیج دینا میں یہاں سے پوری تیار ہو کر ہی آؤں گی پھر وہاں کون سیٹ کرتا پھرے گا،،، ٹھیک ہے میں چاچی کو کہتی ہوں،، خدا حافظ ،،، ابیہا کو جلدی کرتے دیکھ ماہی نے ایک بار پھر اسے ازحان کے ہاتھ سامان بھیجنے کا کہا تھا جس پر وہ اسے ہامی بھرتی فون بند کر گئی تھی۔

بہت جلدی ہے لگتا ہے آپ کے دولہے کو،،، ماہی کا میک اپ کرتی لڑکی نے شرارت سے کہا تھا جس پر ماہی زبردستی مسکرائی تھی نجانے کو برات کے آنے کی خبر سن کر ماہی کا دل گھبرایا تھا۔

کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں،،، پتا نہیں کچھ عجیب سا لگ رہا ہے،،، میک اپ لڑکی نے ماہی کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر پوچھا تھا جس پر ماہی نے دوستانہ لہجے میں اسے اپنی کیفیت کا بتایا تھا۔

ہو جاتا ہے ایسا میرے ساتھ بھی ہوا تھا جب میری برات آئی تھی تب میں بھی رونے لگی تھی یہ سوچ کر کہ اب میں اپنا گھر اور خاندان سب چھوڑ کر چلی جاؤں گی یہ احساس ہوتا ہی ایسا ہے پر آپ نہیں روئیں آپ کا میک اپ خراب ہوئے گا،،، ماہی کی دلی کیفیت سمجھتی پارلر والی نے اپنی ذاتی تجربہ اسے بتایا تھا جس پر ماہی اداس سی مسکرائی تھی۔

****

ازحان بھائی آپ جب آپی کو لینے جائیں تو یہ انہیں پہلے دے دیجئے گا،،، اووو شششٹٹٹ یار ماہی کو تو میں لے کر ہی نہیں آیا،،، کیا ہے یہ،،، ان کا سامان ہے لے جانے بھول گئیں تھیں وہ،،، لان میں ہوئی گھمگھمی میں ازحان کو ڈھونڈتی مرحا اسے کھانے کی ٹیبل سیٹ کرواتے ہوئے دیکھ کر اس کے پاس آتی بولی تھی جب ازحان کو ماہی کو لے کر آنا یاد آیا تھا جسے وہ کام میں الجھتا بھول گیا تھا۔

ازحان کہاں جا رہے ہو رو کو ابھی برات آنے والی ہے،،،، ازحان کو جلدی میں بھاگتے دیکھ اقبال صاحب نے اسے روکا تھا۔

ابو وہ ماہی کو لے کر آنا تھا پارلر سے،،، کیا تم لے کر نہیں آئے ایک کام ڈھنگ سے کر سکے تم،،،، اقبال صاحب کے پوچھنے پر پریشان ہوتے ازحان نے انہیں بتایا تھا جس پر اقبال صاحب اس پر غصہ ہوئے تھے۔

میں ابھی جاتا ہوں ابو،،، نہیں ابھی برات آجائے گی اور تمہیں ان کا ویلکم بھی کرنا ہے ازحان بیٹا لوگ پوچھے گئے دلہن کے بھائی کا تو کیا کہیں گے،،،، اقبال صاحب کے غصے سے ڈرتے ازحان نے جلدی جانے کا سوچا تھا جب پیچھے سے آتے اعجاز صاحب نے اسے روکا تھا۔

میں چلا جاتا ہوں ماہی کو لینے،،،، نہیں تم نہیں جاؤ عزیز میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے،،، ازحان اور اقبال صاحب کے بیچ ہوئی گفتگو سنتا عزیز آگے آیا تھا جب عزیز کی بات سنتی ربیکا نے اسے جانے سے روکا تھا۔

میں ابھی آجاؤں گا،،، نہیں کہانا تم نہیں جاؤ،،، مجھے پتا پہلے تمہیں ماہی کو دیکھنے کی آگ لگی ہوئی ہے عزیز اور یہ آگ تو میں بھی ٹھنڈی نہیں ہونے دوں گی،،، ربیکا کا ہاتھ پیچھا کرتا عزیز اسے جلدی آنے کا کہتا جانے لگا تھا جب ربیکا اس کا آگے آتی آہستگی سے بولی تھی۔

اپنی بکواس بند کرو ربیکا،،، ربیکا کی بات سن عزیز کو غصہ آیا تھا۔

ارتضیٰ،،، آپ رہنے دو عزیز بیٹا،،، ارتضیٰ کے آئے گا ماہی کو،،، ربیکا کے بار بار انکار کرنے پر اعجاز صاحب نے عزیز کو روکتے سامنے سے آتے ارتضیٰ کو آواز دی تھی۔

جی ابو،،، یہ چابی لو اور جا کر جلدی سے ماہی کو لے کر آؤ،،، اعجاز صاحب کے بلانے پر ارتضیٰ اس کے پاس آیا تھا جب ازحان کے ہاتھ سے گاڑی کی کیز زلیتے اعجاز صاحب نے اسے ماہی کو لے کر آنا کا کہا تھا۔

پر ابو میں،،، جاؤ وقت نہیں ہے برات دروازے پر ہے اور دلہن اب تک پارلر میں ہے جاؤ لے کر آؤ جلدی بچی کو،،، ازحان کو دیکھتا ارتضیٰ پریشان ہوا تھا جب اسے جلدی کرنے کا کہتے اعجاز صاحب برات کو پہنچتے دیکھ اقبال صاحب کے ساتھ کلب کے باہر ویلکم کے انتظامات دیکھنے کے لیے گئے تھے۔

یہ بھی لے کر جانا ارتضیٰ ماہی کو دینا ہے،،، ارتضیٰ کو جاتے دیکھ ازحان نے رومال میں بندھی پازیب اور بچھیا اسے تھمائی تھی اور جلدی سے بھاگتا ہوا برات کے ویلکم کے لیے گیا تھا۔

آج یہ کام بھی مجھے ہی سرانجام دینا تھا،،، سامنے سے آتی برات کو دیکھتا ارتضیٰ اپنی گاڑی نکالتا ہوا دل میں سوچ کر تکلیف دہ مسکرایا تھا۔

****

ایک بار چیک کریں کوئی آیا ہے یا نہیں پلیز،،، پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل ازحان کا انتظار کرتی ماہی نے کوئی دسویں بار پارلر میں موجود ورکر کو کہا تھا جو اس کی پریشانی سمجھتی دیکھنے کے لیے گئی تھی۔

نہیں باجی کوئی نہیں آیا،،، باہر اچھے سے دیکھ کر آنے کے بعد وہ لڑکی اداسی سے بولی تھی جو ماہی کو پریشان دیکھ کر خود بھی پریشان ہو گئی تھی۔

گاڑی کی آواز لگتا ہے میرے گھر سے آئے ہیں،،، میں دیکھ کر آتی ہوں،،، گاڑی کا ہارن سنتی ماہی بے چینی سے کہتی کھڑی ہوئی تھی جب وہ لڑکی دوبارہ بھاگتی ہوئی دیکھنے گئی تھی۔

آپ دلہن کو لینے آئے ہیں،،،جی،،، میں بلا دیتی ہوں،،،جی بلا دیں پر پہلے آپ انہیں یہ دے دیں ان کا کچھ سامان ہے اور پلیز جلدی کیجئے گا،،،، بلیک کلر کی شیر وانی پہنے گاڑی سے نکلتے ارتضیٰ کو دیکھتی وہ لڑکی مسکرائی تھی جس پر اسے جواب دیتا ارتضیٰ اپنے پاکٹ سے سامان نکالتا اسے دیتا جلدی کرنے کا کہتا خالی سڑک پر دیکھنے گا تھا

۔

آپ کو لینے آئے ہیں باجی اور یہ سامان دیا ہے کہا آپ کو دوں اور جلدی کرنے کا بھی کہا ہے انہوں نے،،، بھاگتی ہوئی لڑکی ماہی کے پاس آتی مسکرا کر اسے اس کا سامان دیتی بولی تھی جب اس کے منہ سے اسے لینے آنے کی بات سن کر ماہی کی جان میں جان آئی تھی۔

لاؤ مجھے دو میں پہنا دیتی ہوں،،، رومال کھولتی جھک کر پازیب پہنتی ماہی کو پریشان ہوتے دیکھ وہ میک اپ آرٹسٹ اس کے پاس آتی اس کی مدد کرنے لگی تھی۔

نوشی کون آیا ہے لینے کے لیے انہیں،،، بھائی آئے ہونگے اور کون آئے گا،،،، ماہی کو پازیب پہناتی میک اپ آرٹسٹ نے اس لڑکی سے پوچھا تھا جب ماہی نے بات بیچ میں کاٹتے جواب دیا تھا۔

نہیں وہ صبح والے تو نہیں ہے،،،، مگر انہیں دیکھ کر تو لگ رہا دلہے ہیں،،، ماہی کی بات پر ازحان کو سوچتی وہ لڑکی اس کی بات کی نفی کر گئی تھی جب ارتضیٰ کی بلیک شروانی یاد کرتی وہ مسکرائی تھی۔

واہ بھئی دلہا انتظار کرتا خود ہی آ گیا اپنی دلہن کو لینے کے لیے،،،ماہی کو مسکرا کر دیکھتی وہ دونوں لڑکیاں مسکرائیں تھی جبکہ ماہی ولید کی آمد کا سوچ کر شرم سے پانی ہوئی تھی۔

چلیں میں آپ کو باہر تک لے چلتی آتی ہوں آگے آپ کے دلہے صاحب آپ کو خود لے جائیں گے،،،،ہیوی لہنگے میں ماہی کو مشکل سے چلتا دیکھ وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کی چلنے میں مدد کرتی مزاق کر گئی تھی جس پر ماہی مسکرا کر شرم سے سر جھکا گئی تھی۔

بد تمیزوں نے بتایا بھی نہیں کہ ولید جی لینے آ رہے ہیں اوپر سے میرا فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی آ رہی ہوں بتاتی ہوں دونوں کو،،،،واہہ بھئی آپ کے دلہے نے لیا باڈی بنائی ہوئی ہے اللہ پاک آپ دونوں کی موٹی سلامت رکھے آمین،،دل میں ابہیا اور مرحا کے جا کر خبر لینے کا سوچتی ماہی آہستگی سے چلتی ہوئی باہر آئی تھی جب میک اپ آرٹسٹ کی بات پر اس نے نظر اٹھاتے ہوئے سامنے دیکھا تھا اور وہ سامنے کھڑے ارتضیٰ کو دیکھ کر ساکت ہوئی تھی۔

الزام تجھ پر کہاں دھرنے والے ھیں ترکِ تعلق کا
سرِ دیوار یہ لکھ دیں گے ھم سے نبھائی نہ گئی

نہیں یہ،،،، چلیں،،،،جی جی یہ لیں اب آپ خود سنبھالیں اپنی امانت،،،، حواس میں لوٹتی ماہی نے ابھی اس کی غلط فہمی دور کرنی چاہی تھی جب ماہی کو باہر آتا دیکھ ارتضیٰ جو اسے دیکھتا ہوا ہو گیا تھا مگر جلد ہی اپنے دل کو سمجھاتا ہوا اس کے پاس آتا بولا تھا جس پر ارتضیٰ کی حالت کا مزہ لیتی میک اپ آرٹسٹ نے مسکراتے ہوئے ارتضیٰ کے ہاتھ پر ماہی کا ہاتھ رکھا تھا۔

شکریہ،،،، اللہ پاک انہیں ایسے ہی ہمیشہ ساتھ رکھے،،،

جلد بازی میں بغیر اس لڑکی کی بات پر غور کئے ارتضیٰ ماہی کا ہاتھ پکڑتا اس کی چلنے میں مدد کرتا ہوا گاڑی کی سمت بڑھا تھا جبکہ پیچھے کھڑی وہ دونوں لڑکیاں اس خوبصورت جوڑے کو دیکھتی انہیں دل سے صدہ آباد رہنے کی دعا دے گئیں تھیں۔

****

کافی کھاتے پیتے گھر سے لے رہی ہو لڑکی جمعیلہ،،، ویسے کیا کیا دے رہے ہیں بیٹی کو،،،، برات کے ساتھ آئی مسسز توفیق کی دوستوں نے میرج کلب کی خوبصورت سجاوٹ اور وہاں موجود ہر قیمتی چیزیں دیکھ ان کی دوستوں نے ان سے پوچھا تھا۔

تمہیں تو پتا ہے صنم توفیق اور میں ان جہیز وغیرہ کی رسموں کو نہیں مانتے انہیں نے کہا تو پر ہم نے روک دیا،،، اپنی بڑائی کرتی مسسز توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پر ان کی دوستوں کی منہ کھلے کے کھلے رہے گئے تھے ۔

پھر بھی داماد کو تو کوئی گفٹ دے رہے ہونگے،،، اب ایک ہی تو بیٹا ہے تمہارا کیا اسے سسرال سے کوئی گفٹ ملے گا بھی یا پھر وہ بھی نہیں دے رہے یہ لوگ،،، مسسز توفیق کی مسکراہٹ دیکھتی ان کی دوست نے رازداری سے کہتے مسسز توفیق کو پریشان کیا تھا۔

ہاں ہاں دے رہے ہیں ولید کو تو گاڑی دے رہے ہیں تحفے میں،،، واہہ بھئی مزے ہیں پھر تو،،، اپنی دوست کے سامنے اپنی ناک اونچی کرتی مسسز توفیق نے بڑی ہی صفائی سے جھوٹ بولا تھا جس پر ان کی دوستیں حیران ہوئیں تھی۔

ایکسکیوز می،،،، توفیق یہ لوگ ہمارے بیٹے کو شادی کے گفٹ میں کچھ دیں گے یا نہیں،،،، سامنے سے آتے توفیق صاحب کو دیکھتی ان سب سے ایکسکیوز کرتی ان کی پاس آتی بولیں تھیں۔

پتا نہیں اس کا ابھی تک تو نکاح نہیں ہوا ڈھیڑ گھنٹہ ہو گیا ہے دلہن کا انتظار کرتے مگر مجال ہے جو یہ لوگ نکاح کے لیے اسے لے آئیں،،،، مسسز توفیق کی بات پر ارگرد پریشان گھومتے لڑکی والوں کو دیکھتے ہوئے بولے تھے

۔

وہ تو ہو جائے گا مگر پہلے آپ ان سے بات کریں مجھے میرے بیٹے کے شادی کے گفٹ میں گاڑی چاہیے میں نے اپنی سب دوستوں کو کہہ دیا ہے کہ ولید کو گاڑی ملے گی تو ملے گی،،،، کیاااا پاگل ہو گئی ہو،،، نہیں آپ بات کریں ان سب سے اہک ہی بیٹا ہے ہمارا اس کی بیوی کیا اس کیلے لیے ایک گاڑی نہیں کے کر آسکتی،،،، اچھا چلو ،،، توفیق صاحب کی بات کو نظر انداز کرتی مسسز توفیق نے انہیں بات سے آگاہ کیا تھا جب ان کی ساری بات سنتے توفیق صاحب پہلے تو حیران ہوئے پھر جلد ہی ان کی بات سے متفق ہوتے اعجاز صاحب کو دیکھتے ہوئے ان کی سمت بڑھے تھے۔

اعجاز صاحب اقبال صاحب مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے،،، اعجاز صاحب کو ایک سائیڈ پر لاتے توفیق صاحب نے بات کا آغاز کیا تھا جس پر اعجاز صاحب نے پریشان ہوتے انہیں دیکھا تھا۔

ہم جہز لینے کے خلاف ہیں مگر ہماری بھی کوئی عزت ہے آپ سمجھ تو رہے ہونگے نا،،، رشتے دار پوچھیں گے بہو کیا لائی ہے،،، تو ہم تو دے رہے تھے جہز آپ نے ہی منع کیا تھا،،، لفظوں کو ترتیب دیتے توفیق صاحب نے ابھی آدھی بات ہی کہی تھی جب ان کی بات کا مطلب سمجھتے اقبال صاحب نے انہیں جواب دیا تھا۔

جی بھائی صاحب ہم نے جہز لینے سے منع کیا تھا،،، توفیق صاحب کو چپ دیکھتی مسسز توفیق بولیں تھیں۔

ہم سمجھے نہیں،،،، پہلے سے ماہی کی ٹینشن میں گرفتار اقبال صاحب اور اعجاز صاحب نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

مطلب آپ لوگ جہز نا سہی مگر اپنے داماد کو کوئی تحفہ تو دے سکتے ہیں شادی کا،،،، جی جی بلکل ہم نے آپ کو بتایا نہیں مگر ماہی اور ولید بیٹے کے لیے ہم نے عمرے کی ٹکٹ کروانا چاہ رہے ہیں ان کی شادی کے گفٹ کے طور پر ،،،، اعجاز صاحب اور اقبال صاحب کو نا سمجھتے دیکھ مسسز توفیق نے اپنی بات رکھی تھی جب ان کی بات پر مسکراتے ہوئے اقبال صاحب نے انہیں اپنی سوچ سے آگاہ کیا تھا۔

نہیں کروائے آپ وہ ٹکٹس اگر آپ شادی کا گفٹ دینا ہی چاہتے ہیں تو ولید کو گاڑی گفٹ کر دیں جس سے ہماری بھی عزت ہو جائے گی اور آپ کی بھی بات رہے جائے گی تحفہ دینے کی،،، اقبال صاحب کی بات پر منہ بناتی مسسز توفیق نے انہیں منع کرتے اپنی ڈیمانڈ رکھی تھی جس پر وہ دونوں بھائی چونکے تھے۔

یہ تو نہیں ہو سکتا،،،، کیا مطلب آپ لوگ اپنے داماد کو ایک گاڑی نہیں دے سکتے،،، نہیں بھائی کا مطلب اتنی جلدی کیسے ہو گا،،،، مسسز توفیق کی بات پر غصہ ہوتے اعجاز صاحب نے صاف انکار کیا تھا جس پر مسسز توفیق ایک دم سے آنکھوں میں آئی تھی جب ان کو غصے میں دیکھتے اقبال صاحب نے آگے بڑھتے بات سنبھالی تھی۔

ٹھیک ہے پھر رخصتی کے وقت پر وہ گاڑی ہی منگوالیں،،، اقبال صاحب کے ہاں کرنے پر خوش ہوتی مسسز توفیق نے ساتھ کھڑے مسٹر توفیق کو دیکھا تھا جو اقبال صاحب کے اتنی جلدی مان جانے پر خوش تھے۔

ہم سوچ کر بتاتے ہیں،،، مسسز توفیق کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ اعجاز صاحب اپنے چہرے پر آئی سختی چھپانے کے غرض پھیکا سا مسکراتے ہوئے اقبال صاحب کا ہاتھ کھینچ کر لے گئے تھے۔

****

اقبال دماغ ٹھیک ہے صرف ایک بیٹی نہیں ہے تمہاری ابھی ایک اور بھی ہے،،، پہلے ہی تم کھانے پر بلاوجہ کا اتنا آئٹم بنوا چکے ہو اور پھر بارات کے ویلکم پر بھی اتنا خرچہ کر چکے ہو اب ایک دم سے گاڑی کہاں سے لاؤ گے،،، اقبال صاحب کو ایک طرف لاتے اعجاز صاحب سخت مگر دھیمے لہجے میں گویا ہوئے تھے ان کی بات بھی سہی تھی پہلے ہی توفیق صاحب کے پہلے پر اقبال صاحب نے بارات کا کھانا بہت زیادہ بنوالیا تھا اس پر ان کے ویلکم پر سب باراتیوں کے گلے میں نوٹوں کے ہار ڈال کر اقبال صاحب نے اپنی طرف سے بہت ہی زیادہ کیا تھا اور اب اچانک سے گاڑی کی ڈیمانڈ پر بھی وہ راضی ہو گئے تھے جو کہ بالکل غلط تھی۔

سہی کہہ رہے ہیں اقبال بھائی ہم نہیں دے سکتے گاڑی،،،، اقبال صاحب اور اعجاز صاحب کو اکیلے کھڑے دیکھ شائستہ بیگم اور نجمعہ بیگم مہمانوں سے معذرت کرتیں ہوئی وہاں آئیں تھیں جب اعجاز صاحب کی بات سے متفق ہوتی شائستہ بیگم نے بھی اقبال صاحب کو روکا تھا۔

بھائی اب میں انہیں منع بھی تو نہیں کر سکتا بارات ہے بچی کی کہیں کوئی بات بری لگ گئی اور واپس،،، شائستہ بیگم کی بات پر پریشانی سے دکھتے سر کو پکڑتے اقبال صاحب لہجے میں بارات کے واپس نے چلے جانے کا ڈر لیے گویا ہوئے تھے۔

کچھ نہیں ہو گا ایسا اچھا سوچو،،، پتا نہیں کیوں بھائی دل میں اچھا احساس ہی نہیں آرہا عجیب بھاری پن ہو رہا ہے دل پر،،، اقبال صاحب کے بات بیچ میں کاٹتے اعجاز صاحب نے انہیں ٹوکا تھا جب اپنے سینہ سہلاتے اقبال صاحب پریشان ہوئے تھے۔

کیا بات ہے امی ماہی کو بلائیں نکاح کا وقت گزرے بھی ایک گھنٹہ ہو گیا ہے،،،، اسٹیج پر بیٹھا ولید ماہی کا انتظار کرتا ہوا تھکا تھا جب وہ وہ مسسز توفیق کو آتے دیکھ انہیں جلدی کرنے کا کہتا سیدھا ہوا تھا۔

ابھی بیٹھو اچھا ہی ہے جو دلہن نہیں آئی،،، کیوں امی،،، کیونکہ میں نے اور تمہارے ابو نے شادی کے تحفے میں تمہارے لیے گاڑی مانگی ہے ان لوگوں سے جب تک وہ کوئی سہی سے جواب نہیں دے دیتے بت تک ہم نکاح نا

کر کے زور ڈالیں گے،،،ولید کی بات پر اسے خاموش کرواتی مسسز توفیق اسے اپنا کردہ کارنامہ بتاتی ہوئی ایک سائیڈ پر جا بیٹھیں تھی جب ان دیکھ کر ولید چپ ہو بیٹھا تھا۔

****

ہیلو ارتضیٰ نکل گئے ہو،،،،ہاں بس نکل گئے ہیں،،،پندرہ منٹ کا سفر ہی طے کیا تھا جب ازحان کی کال آئی تھی جسے پک کرتا ارتضیٰ ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی ماہی کو دیکھتا ہوا بولا تھا جو اس وقت بلکل چپ تھی۔

جلدی آو یار یہاں بس بہت پریشان ہیں مولوی بھی کئی بار کہہ چکا ہے دلہن کو بلاؤ،،،ارتضیٰ کے منہ سے نکلنے کا سنتے ازحان نے برابر میں پریشان کھڑی شائستہ بیگم کو اشارہ کرتے اسے جلدی کرنے کا کہا تھا۔

بلکل پریشان نا ہو میں ہوں نالے آؤں گا،،،ازحان کی پریشانی میں ڈوبی آواز سن کر ارتضیٰ کو حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا تھا جب وہ اپنے ہاتھ میں بندھی ریسٹ واچ میں ٹائم دیکھتا ہوا بولا تھا۔

تھوڑا آہستہ چلائیں،،،،ازحان کے فون بند کرتے ہی ارتضیٰ نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی تھی جب سیٹ بیلٹ ہونے کی وجہ سے ماہی کا سر لگتے ہوئے بچا تھا جو ارتضیٰ نے بروقت ہاتھ بڑھاتے اسے پکڑا تھا۔

سیٹ بیلٹ پہنو ماہی میں آہستہ نہج۔ چلا سکتا پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے،،،ہاں دیر تو واقع میں بہت ہو گئی ہے ارتضیٰ،،،، گاڑی روکتا ارتضیٰ ماہی کو سیٹ بیلٹ لگانے کا کہتا خود ہی اس کا سیٹ بیلٹ بند کرنے لگا تھا جب کھوئے کھوئے لہجے میں کہتی ماہی اس حیران کر گئی تھی۔

میں تمہیں وقت پر پہنچا دوں گا،،،ماہی کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کرتا ارتضیٰ اس وقت ماہی کی دلی کیفیت سمجھنے کی کوشش میں ہلکان ہوا تھا جب وہ اپنا رخ ونڈو سیٹ کی طرف کر گئی تھی۔

تمہارے بعد محبت کا جو ہُوا سو ہُوا

تمہارے بعد اداسی کا میں سہارا ہُوں

ایک خاموش نظر ماہی پر ڈالتا ارتضیٰ گاڑی اسٹارٹ کر گئے تھا۔

پتا نہیں یہ لوگ اور کتنا انتظار کرنے والے ہیں مجھے تو ترس آ رہا ہے بیچارے اس دلہن کا انتظار کر رہے ہیں جو آنے والی ہی نہیں ہے،،،،، کیا مطلب،،،، مسسز توفیق کے پیچھے آ کر بیٹھتی ربیکا نے شوشا چھوڑا تھا جسے سن کر مسسز توفیق ایک دم سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔

آپ نے کچھ سنا کیا،،، سب سن لیا ہے میں نے کیا کہا آپ نے،،، مسسز توفیق کے پوچھنے پر انجان بننے کی کوشش کرتی ربیکا نے پوچھا تھا جس پر مسسز توفیق اسے کے روبرو آتی بولیں تھیں۔

دیکھیں سوری میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا،،، جو بھی تھا مجھے بتاؤ جو تم نے کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے اور تم ہو کون،،، مسسز توفیق کے سامنے اداکاری کرتی ربیکا ابھی اور ڈراما کرتی کہ مسسز توفیق نے اسے سب جلدی بتانے کا کہا تھا۔

میں ماہی کے ماموں زاد کی بیوی ہوں مگر مجھے اس وقت آپ لوگوں سے ہمدردی ہو رہی ہے کیونکہ ماہی نہیں آنے والی وہ ولید سے شادی ہی نہیں کرنا چاہتی،،، کیا اگر ایسا ہوتا تو یہاں تک بات ہی کیوں آتی،،، مسسز توفیق کے سخت تیور دیکھتی ربیکا نے اپنا تعارف کروایا تھا اور جھوٹ بولا تھا جب اس کی بات پر یقین نا کرتی مسسز توفیق نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔

میں جانتی ہوں آپ کو مجھ پر یقین نہیں آئے گا مگر یہ سچ ہے ماہی اپنے کزن کو پسند کرتی ہے اور وہ اس کے ساتھ بھاگ بھی گئی ہے،،، کیا،،، جی آپ خود ہی دیکھ لیں دو گھنٹے ہو گئے بارات آئے مگر دلہن کا کوئی نام و نشان نہیں ہے اور نا ہی ارتضیٰ بھائی کا،،، کہنے کو وہ اسے لینے کے لیے گئے تھے مگر وہ ہی کیوں گئے اس کا اپنا بھائی بھی تو جا سکتا تھا،،، مسسز توفیق کو اپنی بات پر یقین نا کرتے دیکھ ربیکا معصوم سی شکل بناتے ہوئے بولی تھی جب اس کی

بات سنتی مسسز توفیق نے پوری میرج کلب میں ارتضیٰ کی تلاش میں نظر دوڑائی تھی مگر وہ اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو،،، وہ میں نے کل ہی ماہی کے تیور دیکھ لیے تھے جب میں نے اسے مہندی میں دولہے ولید کا نام لکھنے کا کہا اور اس نے کہا کہ جب وہ دلہا ہی نہیں ہو گا تو نام کیوں لکھوں اور پھر میں نے آدھی رات کو ماہی کو ارتضیٰ کے ساتھ اس کے کمرے میں دیکھا وہ لوگ وہاں بھاگنے کے پلینگ کر رہے تھے،،، مسسز توفیق پر اپنی باتوں کا اثر ہوتے دیکھ ربیکا نے من گھڑت کہانی بناتے ہوئے کہا تھا اور وہی مسسز توفیق کی ضبط ختم ہوئی تھی اور وہ غصے سے آگ بگولہ ہوتی توفیق صاحب کے پاس گئی تھیں۔

اب آئے گا مزہ،،، مسسز توفیق کو غصے میں جاتے دیکھ ربیکا مسکرائی تھی۔

****

اووو ڈیمیٹ،،،، کیا ہوا،،، رات کے اندھیرے میں سنسان سڑک پر اچانک سے ارتضیٰ کی گاڑی روکی تھی جس پر پریشان بیٹھی ماہی نے پوچھا تھا۔

فیول ختم ہو گیا ہے اور اس وقت اس جگہ کہاں سے لے کر آؤں گا،،،،ماہی کے پوچھنے پر پریشانی سے چہرہ رگڑتے ہوئے ارتضیٰ نے کہا تھا اور وہ مدد کے لیے گاڑی سے اترا تھا مگر آج تو شاید ارتضیٰ کی گاڑی کے ساتھ ساتھ ولید کی قسمت کا فیول بھی ختم ہوا تھا۔

اب ہم کیسے پہنچیں گے،،،،ارتضیٰ کو پریشانی سے سڑک پر ٹہلتے ہوئے دیکھ ماہی نے گھبراتے ہوئے پوچھا تھا جس پر ارتضیٰ چپ رہا تھا۔

حد ہے سارے عذاب آج ہی آئیں گے،،،ماہی کو پریشان دیکھتے ارتضیٰ نے ازحان کو کال کرنے کا سوچتا گاڑی سے اپنا فون اٹھایا تھا مگر صبح سے کام میں مصروف ارتضیٰ اسے چارج کرنا بھول گیا تھا اور اب وہ بھی بند ہوا اس کا منہ چڑا رہا تھا۔

ماہی چلو پیدل،،،،اع،،،ارتضیٰ پلیز آہستہ چلیں میں تیز نہیں چل سکتی،،،، گاڑی لاک کرتا ارتضیٰ ماہی کو اپنے ساتھ چلنے کا کہتا آگے بڑھا تھا جب اسے تیز تیز قدم اٹھتے دیکھ ماہی نے اس کے ساتھ چلنے کی کوشش کی تھی مگر ہیوی لہنگے اور جیولری میں اس سے چلنا مشکل ہوا تھا جب وہ تھک کر روکتی بولی تھی۔

میں تو رک جاؤں گا ماہی مگر وہاں بیٹھا تمہارا دولہا نہیں رکے گا آج اگر تم وقت پر نا پہنچی تو،،،ماہی کے روکنے پر اس کے پاس آتا ارتضیٰ ٹھہر ٹھہر کر بولا تھا جس پر ماہی کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے تھے جب اسے دیکھتا ارتضیٰ نرم پڑا تھا۔

زندگی رہی تو کل پھر ہو گی فکر تمہاری
اگر اس رات چل بسے تو اپنا خیال رکھنا

کوئی آرہا ہے،،،روکیں پلیز،،،روکیں،،،ماہی کی تکلیف خود پر محسوس کرتے ارگرد نظر گھوماتے ارتضیٰ کی نظر سامنے سے آتی لائٹ پر پڑی تھی جب وہ ہاتھ بڑھاتا اسے روکنے کی کوشش کرنے لگا تھا اور اس کی کوشش کامیاب ٹھہری تھی۔

کیا آپ ہماری مدد کر سکتے ہیں سر،،،بھاگ کر شادی کی ہے یا لڑکی کو بھگا رہے ہو،،،وہ جو سامنے سے آتی لائٹ کو دیکھ کر گاڑی سمجھا تھا مگر قریب آتی بائک پر بیٹھے ایس پی صاحب اور ان کے ساتھ ہولدار کو دیکھ کر ارتضیٰ نے مدد طلب کی تھی جس پر ایس پی صاحب اسے اور ماہی کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

سر شادی تو ابھی ہوئی ہی نہیں ہے جائیں گے تو ہو گی،،،آپ پلیز ہماری مدد کریں سر میرا نام ارتضیٰ قریشی ہے اور یہ میری کزن اور ہونے والی بیوی ہے ہماری آج شادی ہے اور ہمیں میرج کلب پہچانا ہے اور ہماری گاڑی

خراب ہو گئی ہے اور اوپر سے میرا فون بھی بند ہو گیا ہے،،، پولیس والے کو تشویش کرتے دیکھ ارتضیٰ ماہی کا ہاتھ پکڑتا ہوا جھوٹ بول رہا تھا جس پر ماہی نے حیران ہوتے ہوئے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

کیا یہ سچ کہہ رہا ہے،،، ماہی کی آنکھوں میں حیرانگی اور ڈر دیکھتے پولیس اہلکار نے ماہی سے پوچھا تھا جس پر ماہی نے ارتضیٰ کو دیکھا تھا جب اسے گردن ہلاتے ہاں کا اشارہ دیتا ارتضیٰ سیدھا ہوا تھا۔

جی سر،،، پر اگر تم دونوں کی شادی ہے تو تم دونوں ہی یہاں کیا کر رہے ہو،،، ماہی کے ہاں کرنے پر بھی ایس پی صاحب کو یقین نہیں آیا تھا جب انہوں نے ایک اور سوال کیا تھا جس پر ارتضیٰ نے اپنے خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیری تھی۔

وہ محترمہ کی خواہش تھی کہ میں دولہا بنا خود اسے پارلر سے لینے آؤں اور میں آ گیا ان کی خواہش پوری کرنے کے لیے،،، اور اب لینے کے دینے پڑ رہے ہیں،،، ایس پی صاحب کے سامنے وہ ماہی کو دیکھتا لہجے میں شرارت لیے ہوا بولا تھا جس پر ماہی نے زبردستی مسکراتے ارتضیٰ کا ساتھ دیتے ثبات میں گردن ہلائی تھی۔

ٹھیک ہے تم یہ بائیک لے جاؤ مگر خیال رہے سرکاری مال سمجھ کر ٹھوک نا دینا ورنہ تمہیں ٹھوک دوں گا اور گاڑی کی چابی دے دو صبح تھانے سے لے جانا،،، بائیک کی چابی ارتضیٰ کے حوالے کرتے ایس پی نے اسے گاڑی

کا خاص خیال رکھنے کا کہا تھا اور اس سے گاڑی کی چابی مانگی تھی جس پر ارتضیٰ نے انہیں گاڑی کی چابی تھمائی تھی جسے لیتا وہ ایس پی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔

یہ گاڑی سر کی اپنی ہے اس لیے انہیں بہت پیاری ہے،،،جی میں صبح بلکل سہی سلامت دے کر جاؤں گا،،،ایس پی صاحب کو آگے جاتے دیکھ وہ ہولدار ارتضیٰ کے پاس آتا بولا تھا اور چلا گیا تھا۔

آپ نے جھوٹ کیوں بولا ارتضیٰ،،،تو کیا سچ بول کر تھانے جانا تھا،، نہیں نا تو بیٹھو جلدی،،،پولیس کے جاتے ہی ماہی ارتضیٰ سے اپنا ہاتھ چھوڑواتی غصے سے بولی تھی جس پر وہ لاپرواہی سے کہتا بائیک پر بیٹھا تھا۔

ماہی بیٹھو ٹائم نہیں ہے،،،،یہ لڑکی بیٹھ کیوں نہیں رہی اگر یہ اس کی کزن اور ہونے والی بیوی ہے تو،،، چلو ماہی بیٹھو وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں،،،،ماہی کو بیٹھتے نا دیکھ ارتضیٰ نے اسے بیٹھنے کا کہا تھا جب دور کھڑا ایس پی جوان دونوں پر نظر رکھے ہوئے تھا ماہی کے نا بیٹھنے پر اس کی سمت بڑھا تھا۔

میں کیسے بیٹھوں گی ارتضیٰ،،،،ارتضیٰ کی طرف دیکھتی ماہی نے بے بسی سے لہنگے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جب اس کی بات سمجھتا ارتضیٰ گاڑی سے اترتا اس کی مدد کرنے لگا تھا۔

کیا،،، کر،، لو بیٹھ گئی،،، اب یہ پکڑو اور یہاں سے بھی اچھے سے،،، ایس پی صاحب کو اپنی طرف آتے دیکھ ارتضیٰ نے ایک منٹ میں ماہی کو اٹھا کر بائیک پر بیٹھایا تھا اور اس کا لہنگا اوپر اٹھاتے اسے مضبوطی سے پکڑنے کا کہتا ایس پی صاحب کو اوکے کا اشارہ کرتا بائیک پر بیٹھ گیا تھا۔

ماہی فون دو تمہارا،،، بائیک چلاتے ارتضیٰ نے ہاتھ پیچھے کرتے ماہی سے اس کا فون مانگا تھا۔

وہ فون،،، تو،،، گاڑی،، میں ہی رہے گیا،،، ارتضیٰ کے فون مانگنے پر ماہی کو اپنا فون یاد آیا تھا جیسے وہ جلدی میں گاڑی میں ہی بھول آئی تھی۔

ایک فون نہیں سنبھال سکی تم،،، شادی کیسے سنبھالوں گی،،، ماہی کے فون بھول جانے پر ارتضیٰ کو غصہ آیا تھا اور اس ہی غصے کی وہ گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتا بولا تھا جب خود کو گرنے سے بچانے کی کوشش میں ماہی نے ارتضیٰ کو مضبوطی سے پکڑا تھا۔

تیری چاہت تھی آخری آیَت،
پھر نہ دل پر کوئی وَحی اُتری

کیاااہوا،،، کچھ نہیں،،، ماہی کے پکڑنے پر بائیک چلاتے ارتضیٰ کا توازن بگڑا تھا جسے وہ بروقت بائیک سنبھالتا ہوا خود کو کمپوز کر گیا تھا۔

****

کب تک آئے گی دلہن اقبال صاحب نکاح کا وقت ہو گیا ہے،،، پچھلے دو گھنٹے سے نکاح کے لیے دلہن کا انتظار کرتے توفیق صاحب پریشانی سے گویا ہوئے تھے آخر کو یہ ان کی عزت کا سوال تھا کہ براتی اور اسٹیج پر بیٹھا دولہا نکاح کے لیے دلہن کے انتظار میں تھے اور دلہن کا کوئی آتہ پتہ ہی نہیں تھا اور کچھ مسسز توفیق کی زبانی سنی بات پر انہیں غصہ آیا تھا کہ تبھی لوگوں میں ہوتی چہ مگوئیاں سنتے توفیق صاحب اقبال صاحب کے سر پر آن پہنچے تھے جو خود اس وقت کافی پریشان تھے۔

بب،،، بس،،، آتے ہونگے وہ،،،، وہ کون اقبال صاحب میں دلہن کی بات کر رہا ہوں،،،، پریشانی اور گبھراہٹ سے دل میں ہوتے درد پر وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے گویا ہوئے تھے جب اقبال صاحب ان کی بات بیچ میں کانٹتے کاٹ دار لہجے میں بولے تھے۔

وہ،،،، وہ ارتضیٰ گیا ہے بچی کو لینے پارلر سے وہ،،،،، واہہہ اب آئی نا اصل وجہ سامنے،،، ارتضیٰ کا نمبر نا لگنے اور لوگوں کی باتوں کا اثر تھا کہ اقبال صاحب کی زبان ان کا ساتھ نہیں دے رہی تھی جب ہی وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے

میں توفیق صاحب کو بتانے لگے تھے جب اقبال صاحب کے منہ سے ارتضیٰ کا نام سنتے توفیق صاحب ایک دم بلند آواز میں چلائے تھے جس پر باتیں بنانے میں مصروف سب مہمان ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

تو یوں کہیں نا کہ آپ کا بھتیجا اور بیٹی عین نکاح کے وقت بھاگ گئے ہیں،،،، اقبال صاحب کے پریشان چہرے کو دیکھتے توفیق صاحب نے بدلحاظی سے کہتے اسٹیج پر دلہن کا انتظار کرتے ولید کو بھی حیران کر گئے تھے جو اب تک اس بات سے انجان تھا یا یہ کہنا درست تھا کہ اسے انجان رکھا گیا تھا۔

یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں توفیق صاحب آپ،،،، توفیق صاحب کے بے مقصد باتیں سنتے اعجاز صاحب جو کافی دیر سے ارتضیٰ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے اقبال صاحب کے پاس آتے بولے تھے۔

بکواس میں کر رہا ہوں،،، آپ کے بیٹے نے جو کیا وہ ہی تو بتا رہا ہوں جب بچوں پر آپ لوگوں کا زور ہی نہیں چلتا تو کیوں ہمیں بلایا برات لے کر جب آپ کے بیٹی کو بھاگنا ہی اپنے کزن کے ساتھ تھا تو پہلے بھاگ جاتی ہمارا وقت کیوں ضائع کیا،،،، اعجاز صاحب کی کڑک آواز پر پل بھر کو توفیق صاحب چپ ہوئے تھے پر اپنی اور اپنے خاندان کی بے عزتی کا سوچتے توفیق صاحب بغیر سوچے سمجھے جو منہ میں آیا تھا بولنے لگے تھے جس پر اپنے بیٹے کو سب چیز کا زمے دار ٹھہراتے سن اعجاز صاحب کا شرمندگی سے سر جھکا تھا۔

انکل ہم آپ کا لحاظ کر رہے ہیں اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ آپ کچھ بھی کہیں گے اور ہم سنتے رہیں گے بہتر ہو گا آپ اپنی زبان کو لگام دیں ورنہ میں بھول جاؤں گا آپ مجھ سے بڑے ہیں،،،، اعجاز صاحب کے ماہی اور ارتضیٰ پر بے بنیاد الزام لگانے پر جب سے خاموش ازحان ان کے سامنے آتا خود پر ضبط کے بندھ باندھتا گویا تھا۔

ایک منٹ ازحان تم ہوتے کون ہو میرے پاپا سے ایسے بات کرنے والے کیا یہ تمیز سیکھائی ہے تمہارے بڑے ابو اور انکل نے تمہیں،،، ابھی میں نے بد تمیزی کچھ کی نہیں ہے ولید،،، اچھا اور کیا کرو گے تم جو کہہ رہے ہیں پاپا وہ تو سب کہیں گے آخر کو تمہاری بہن نے موقع دیا ہے سب کو یہ بات کرنے کا اگر اسے وہ اپنا کزن اتنا ہی پسند تھا تو منع کر دیتی رشتے کو کیوں ہاں کی تھی میں تو پہلے دن ہی سمجھ گیا تھا تمہاری بہن کو جو ارتضیٰ کے کہنے پر اپنی جگہ سے نا اٹھے اس کے کہنے پر چلے بات کرے وہ لڑکی کیسے کسی دوسرے کے ساتھ چلے گی،،، بکواس بند کرو ولید،،، تم اپنی بکواس بند کرو بہن کو تو روک نہیں سکے اور چلے ہو ہمارا منہ بند کروانے کے لیے ہم تو وہ کہہ رہے ہیں جو سچ ہے اور جو دکھ بھی رہا ہے،،، از،، ازحان تم ایک بار پھر سے ارتضیٰ کا نمبر ڈائل کرو،،، ازحان کو توفیق صاحب کو جواب دیتے دیکھ اور مسسز توفیق کی منہ سنی ساری باتیں سنتا اپنے سر پر بندھا سہرا تو وہ پہلے ہی اتار کر پھینک چکا تھا اور اب تو وہ غصے سے اسٹیج سے اترتا توفیق صاحب کے برابر میں آ کر کھڑا ہوتا ازحان کو غصے سے گھورتے ہوئے ماہی کے کردار کشی کرتا ہوا اس وقت اقبال صاحب کا جھکا سر مزید جھکا گیا تھا اور وہی ازحان کو ولید کی باتوں پر برداشت کرنا مشکل لگا تھا اور وہ ہر چیز بلائے طاق رکھتا اس کے روبرو ہوا تھا ان دونوں میں ہوتی کلامی جنگ دیکھ اقبال صاحب نے خود کو بمشکل سنبھالتے ہوئے ارتضیٰ کا نمبر ملانے کا کہا تھا۔

ملاتے رہیے گا نمبر انکل پہلے ہمیں تو رخصت کر دیں،،،

کیا مطلب،، اعجاز صاحب کے چہرے کے بچے کچے رنگ فق ہوئے تھے۔

مطلب یہ انکل آپ کی بیٹی آپ کو مبارک،،

For more visit (exponovels.com)

ویسے آپ اور آپ کی بیٹی کا ہمیں ذلیل کرنے کا شوق تو پورا ہو گیا ہو گا،،، لیکن یہ بات اچھے سے یاد رکھیے گا ہم تو کچھ بھی ذلیل نہیں ہوئے جو آپ ہونگے زمانے میں کہ آپ کی بیٹی عین نکاح کے وقت اپنے عاشق کے ساتھ بھاگ گئی،،، چلیں پاپا مجھے نہیں کرنی ایسے گھٹیا خاندان میں شادی،،،، روکو،،،، ولی،،، ابووو،،، ارتضیٰ کا نمبر ملانے کا کہتے اقبال صاحب کو تنفر سے دیکھتے ولید نے بلند آواز میں کہتے توفیق صاحب کو چلنے کا کہا تھا اور ایک پل کی بھی تاخیر کرتے برات کے ساتھ آئے سب لوگ جانے کے لیے مڑے تھے جب کافی دیر سے اپنی تکلیف نظر انداز کرتے اسے روکنے کے لیے بولنا چاہا تھا پر اقبال صاحب دل میں ہوئی تکلیف برداشت نا کر پاتے گرنے لگے تھے جب عین وقت پر ازحان نے انہیں سنبھالا تھا ورنہ وہ زمین بوس ہوتے۔

لو جی آگئی دلہن عیاشی کر کے واپس اپنے عاشق کے ساتھ،،، ابھی براتی کلب سے نکلنے لگے تھے جب بائیک پر سوار ارتضیٰ اور اس کے پیچھے بیٹھی ماہی کو دیکھ کر ولید نے بدتمیزی کی حد پار کی تھی۔

جب سب کی نظر ارتضیٰ کو ٹائیٹلی پکڑ کر بیٹھی ماہی پر گئی تھی جو سب مہمانوں کو باہر کھڑا دیکھ کر پہلے ہی پریشان تھی اس پر ولید کی بات اسے اور پریشان کر گئی تھی۔

زبان سنبھال کر بات کر،،، بائیک سے اترتا ارتضیٰ ماہی کو اپنے پیچھے کرتا اس کے روبرو آتا خود پر ضبط کرتا بولا تھا۔

ارتضیٰ،،،ابو،،،،ارتضیٰ کو دیکھ اعجاز صاحب اس کے پاس آئے تھے جب پیچھے زمین پر بیٹھے اپنے ماں باپ کو دیکھ ماہی بھاگی تھی۔

یہ کیا ہوا ابو،،،،اقبال صاحب کے پسینے سے شرابور ہوئے کپڑے دیکھ ماہی نے روتے ہوئے پوچھا تھا۔

روک جائیں انکل اب تو ماہی،،،جانے دو ازحان یہ لوگ ہمارا تماشا اس لیے نہیں لگا رہے کہ ماہی یہاں نہیں تھی بلکہ یہ لوگ یہ سب اس لیے کر رہے ہیں کیونکہ ہم نے ان کی ڈیمانڈ پوری نہیں کی ان کے بیٹے کو ہم گاڑی نے دے رہے جہیز میں،،،ماہی کے آنے پر مسٹر توفیق کے پیچھے جاتے ازحان کو اعجاز صاحب نے روکتے ہوئے سب مہمانوں کے بیچ اس کی اصلیت عیاں کی تھی جس پر ولید نے غصے سے مٹھیاں بند کی تھی۔

تو اب آپ لوگ اپنی بیٹی اور بیٹے کے کرتوت چھپانے کے لیے میرے مما اور پاپا پر لالچی ہونے کا الزام لگائیں گے اور اب جب تمہاری بہن واپس آ ہی گئی ہے تو تم لوگ سوچ رہے ہونگے کہ میں اس سے نکاح کر لوں گا تو یہ غلط فہمی ہے تمہاری ازحان کہ میں اس لڑکی سے شادی کروں گا جو اپنے کزن کو پہلا دیدار دے کر آئی ہے عاشقانہ نبھا کر،،،اعجاز صاحب کی بات پر ولید کو غصہ آیا تھا جب وہ غلط ہونے کے باوجود بھی اپنی بات دباتا ماہی اور ارتضیٰ کی کردار کشی کرتا چلایا تھا جس پر سب لوگوں نے عجیب نظروں سے ماہی کو دیکھا تھا جو ولید کی گوہر افشانی سن کر صدمے میں تھی۔

بکواس بند کر کمینے اپنی نہیں تو یہیں زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا،،، ارتضیٰ چھوڑو،،، ماہی کے لیے غلط الفاظ استعمال کرتے ولید کا گریبان پکڑتا ہوا ارتضیٰ دھاڑا تھا جب اعجاز صاحب نے اس روکا تھا۔

میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھانے کی غلطی دوبارا نہیں کرنا سچ ہی کہہ رہا ہے تمہیں کیوں برا لگ رہا ہے یہ سب تمہاری وجہ سے تو ہو رہا ہے کل تم نے اسے آدھی رات کو اپنے کمرے میں کیوں بلایا تھا بتاؤ سب کو کس لیے اور نا صبح بھاگ گئے اس کے ساتھ،،، پیٹ نہیں بھر تھا کیا یا پھر دل،،، غصے سے ارتضیٰ کی طرف بڑھتی مسسز توفیق نے اسے پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے حیرانگی سے انہیں دیکھا تھا کیونکہ ماہی کے کمرے میں آنے والی بات تو گھر کسی کو نہیں پتا تھی اور اب مسسز توفیق اس بات کو الگ رخ دے کر سب کے سامنے پیش کر رہیں تھیں ابھی وہ یہ سوچتا کہ اچانک س ءلے مسسز توفیق کی بات کاٹتا ولید آگے آیا بدلحاظی سے گویا ہوا تھا اور بس یہیں ارتضیٰ کی ضبط ختم ہوئی تھی اور غصے سے ولید کا گریبان پکڑتے ارتضیٰ نے اسے زمین پر گراتے درپے در کئی مکے مارے تھے۔

چھوڑو ارتضیٰ ارتضیٰ چھوڑو،،، ولید کو مارتے ارتضیٰ کو ازحان اور عزیز نے چھوڑوایا تھا۔

اِک شام ہوئیں، اُن سے فقط عام سی باتیں
اور شہر میں چرچہ ہے _____ ذرا اور طرح کا

تم کیوں حیران ہو ماہی بد بخت لڑکی کس قدر بے شرم ہو اب تک تو تمہیں مر جانا چاہیے تھا،، میں تو شکر کرتی ہوں تم جیسی بد کردار سے میرے بیٹے کا نکاح نہیں ہوا،،، بسسسس بہت بول لیا آپ نے اور بہت سن لیا ہم نے مسسز توفیق اب ایک اور لفظ میری بیٹی کے لیے نا نکلے،،، ماہی کی حیرانگی سے پوری آنکھیں کھولے دیکھ مسسز توفیق تنفر سے اسے دیکھتی ہوئی ولید کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر بولیں بولیں تھی جب اقبال صاحب کو پر سکون رہنے کا کہتی شائستہ بیگم ان کے سامنے آئیں تھیں اور ان کے بولنے پر مسسز توفیق چپ ہوئیں تھیں۔

یہ سب جھوٹ ہے ابو ایسا کچھ نہیں ہے جیسا،،، ارتضیٰ میں نے یا پھر کسی نے تم سے صفائی مانگی،،، مسسز توفیق کی باتیں سن ماہی کو زار و قطار روتے دیکھ ارتضیٰ نے اعجاز صاحب کو صفائی دینا چاہی تھی جب اعجاز صاحب نے ہاتھ اٹھاتے اسے چپ کروایا تھا۔

آپ جیسے لالچی لوگوں سے رشتہ کرنا بھی کون چاہے گا،،، جائے نہیں کرنی ہمیں یہ شادی اور لے کر جائیں اپنے بیٹے کو بھی نکل جائیں،،، ارتضیٰ کو چپ کرواتے اعجاز صاحب نے انہیں جانے کا کہا تھا۔

ہم بھی دیکھیں گے کون کرے گا آپ کی بیٹی سے شادی اعجاز صاحب برات دروازے سے واپس جا رہی ہے،،، تو پھر دیکھ کر ہی جاؤ توفیق دولہے کو بھی،،، جس لڑکے پر اور تم نے ہماری بیٹی پر الزام لگایا ہے وہ ہی اب اس سے شادی کرے گا آخر کو وہ ہی نصیب سے جڑا ہے مگر ہم یہ سمجھ نہیں سکے اور تمہارے بیٹے کا انتخاب کر بیٹھے ،،، اعجاز صاحب کی باتیں اور لوگوں میں ہوتی اپنی بے عزتی کا حساب برابر کرنے کی خاطر توفیق صاحب نے ان

کا انہیں بے عزت کرنا چاہا تھا جب اپنے ساتھ کھڑے ارتضیٰ کا ہاتھ پکڑتے اعجاز صاحب نے اپنا فیصلہ سنایا تھا جبکہ ان کی بات سنتا ارتضیٰ ساکت ہوا تھا یہ ہی کچھ حال ماہی کا تھا جو اپنی برات واپس جاتے دیکھ کر رو رہی تھی وہی اعجاز صاحب کا فیصلہ اس پر سکتہ طاری کر گیا تھا۔

میرا بیٹا کرے گا ماہی سے نکاح،،،، ارتضیٰ کی غصے سے ہوئی سرخ آنکھوں میں دیکھتے اعجاز صاحب نے نم آنکھوں سے کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے اثبات میں گردن ہلاتے انہیں اپنی رضامندی ظاہر کی تھی جس پر سب براتی وہاں سے چلے گئے تھے۔

****

کہاں ہے ارتضیٰ بلاؤ اسے،،، کچھ دیر پہلے چھائی افسردگی ایک دم سے خوش گوار ماحول میں بدلی تھی جب اعجاز صاحب نے اقبال صاحب کو ماہی اور ارتضیٰ کے نکاح کا کہا تھا جس پر اقبال صاحب کی طبیعت کچھ سنبھلی تھی ورنہ بیٹی کی برات واپس چلے جانا کا غم تو شاید آج انہیں اس دنیا سے ہی لے جاتا۔

کہاں ہے ارتضیٰ،،،، میں،،، لو آ گیا دولہا،،،، دلہن کو اسٹیج پر اکیلا بیٹھا دیکھ اعجاز صاحب نے بلند آواز میں کہا تھا جب قاضی صاحب کے ساتھ آتا ازحان اسے بلانے کے لیے گیا تھا مگر سامنے سے آتے ارتضیٰ کو دیکھ سب حیران ہوئے تھے۔

واؤ بھائی،،، اب جب نکاح ہو رہا تھا تو میں نے سوچا حالت بھی تھوڑی سہی ہونی چاہیے،،، سفید رنگ کے کاٹن کے کرتے پر سفید رنگ کی وائٹ نٹس والی ویسٹ کوٹ پہنے بالوں کو جیل سے اچھے سے سیٹ کئے ہوئے تھا جب سب کی نظر خود پر محسوس کرتا ارتضیٰ مسکراتا ہوا نجمعہ بیگم کے پاس آتا بولا تھا جس پر نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی خوش ہوتی نجمعہ بیگم نے اس کی پیشانی چومی تھی آخر کو آج ان کی اور ان کے بیٹے کی دلی مراد بر آئی تھی۔

اللہ پاک میرے بیٹے کو ہمیشہ خوش رکھے آمین،،، ارتضیٰ کو ماہی کے برابر میں بیٹھاتی نجمعہ بیگم نے دعا دی تھی جس پر ارتضیٰ نے مسکراتے ہوئے بلند آواز میں آمین کہا تھا۔

نکاح شروع کریں قاضی صاحب،،،، ارتضیٰ کے کھلتے چہرے کو دیکھ اعجاز صاحب نے نکاح شروع کرنے کا کہا تھا جس پر ساتھ بیٹھی ماہی کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

ماہی اقبال بنتِ اقبال احمد آپ کا نکاح ارتضیٰ ولد اعجاز احمد سکہ رائج الوقت پانچ لاکھ حق سے طے پایا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے،،،، اعجاز صاحب کے کہنے پر نکاح پڑھاتے قاضی صاحب نے ارتضیٰ کے برابر میں بیٹھی ماہی سے پوچھا تھا جو کچھ اچانک سے ارتضیٰ کے ساتھ نکاح سوچ کر گھبرائی ہوئی تھی اور کچھ ارتضیٰ کے موجودگی اسے پریشان کر رہی تھی۔

کیا آپ کو نکاح قبول ہے،،،ماہی کو چپ دیکھتے قاضی صاحب نے ایک بار پھر پوچھا تھا جب ارتضیٰ نے خاموشی سے لب بھینچے ماہی کے جواب کا انتظار کیا تھا۔

ماہی،،،،ماہی بیٹا،،،،ماہی کو کچھ نا بولتے دیکھ اعجاز صاحب کے ساتھ بیٹھے اقبال صاحب نے ماہی کو پکارا تھا۔

میں اسے دیکھ لوں گا ڈرنا نہیں ہے اس سے،،،ماہی کو ڈرتے دیکھ ازحان نے مسکراتے ہوئے ارتضیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر سب مسکرائے تھے۔

قبول ہے قبول ہے قبول ہے،،،،اقبال صاحب کی آواز اور ازحان کے کاندھے پر رکھے ہاتھ کو تھامتی ماہی نے قبول ہے کہا تھا جب اس کی ہاں سنتے ہی ارتضیٰ کی جان میں جان آئی تھی۔

مبارک ہو مبارک،،،،خیر مبارک،،،،اعجاب و قبول کے بعد مبارکہ کا سلسلہ جاری ہوا تھا جب مسکرا کر سب سے مبارکباد وصول کرتے ارتضیٰ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

ماہی کو کمرے میں لے جاؤ تھک گئی ہو گی،،،،کھانے سے فارغ ہوتے نجمعہ بیگم اور شائستہ بیگم نے ہلکی پھلکی سی رخصتی کی رسم کرتے ابیہا کو اسے کمرے میں لے جانے کا کہا تھا۔

اوپر والے کمرے میں ابہیا،،،،جی بھائی،،،ابہیا کو ماہی اس کے کمرے میں لے جاتے دیکھ ارتضیٰ نے اسے اوپر لے جانے کا کہا تھا جس پر ابہیا مسکرائی تھی۔

میں لے جاتی ہوں بھابھی کو ان کے کمرے میں ارتضیٰ بھائی،،، آپ اسے سنبھالیں،،،ارتضیٰ کی بات پر مسکراتی ہوئی عاشی اس کے پیچھے آتی بولی تھی اور اپنے بیٹے کو اسے پکڑاتی ابہیا اور مرحا کے ساتھ گئی تھی۔

تمہیں نہیں پتا میں نے ہی برات کو واپس بھیجا ہے میں ہی انہیں کہا کہ بھاگ گئی ہے دلہن ہائے کتنا مزا آتا اگر آج تم بھی یہاں ہوتی صفیہ،،، مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی ربیکا تم نے کیوں کیا یہ سب،،، میں تو ایسی ہی ہوں عزیز اور آج نہیں ہمیشہ سے میں نے کہا تھا نا یہ شادی سکون سے نہیں ہو گی،،،،ربیکا کو سب مہمانوں سے ایک سائیڈ پر کھڑے دیکھ عزیز اس کے پاس آیا تھا جب فون پر اپنی بہن سے باتوں میں مصروف ربیکا کی باتیں سنتے عزیز نے آہستہ مگر سخت لہجے میں کہا تھا جس پر وہ عزیز کی غصے سے زرا ناڈرتی اپنا بال سنوارتی بولی تھی۔

یہ تم نے اچھا نہیں کیا،،، جانے دو عزیز بھابھی کو وہ اچھا ہی ہوا جانے انجانے میں بہت اچھا کر دیا تمہاری اور میری بھابھی نے،،، عزیز کو ربیکا پر غصہ کرتے دیکھ ارتضیٰ جو عزیز سے بات کرنے کے لیے آیا تھا ان کی باتیں سن کر غصہ تو اسے بھی آیا تھا مگر آج ہونے والا سب کچھ اس کے حق میں بہتر ہوا تھا جسے سوچ کر ارتضیٰ ربیکا کا شکر گزار ہوا تھا۔

کیسے کیسے کھیل کھیلت ی ہے قسمت بھی،،، جس کمرے میں آنے سے مجھے خود ارتضیٰ نے روکا تھا آج وہ خود چاہتے تھے میں ان کے کمرے میں جاؤں اور میں آگئی سب بھول کر کیسے کیسے بھول سکتی ہوں میں وہ ذلت وہ نفرت آمیز لہجہ وہ تانے بد تمیز ہونے کے چال باز لڑکی لڑکوں کو پھانسنے والی لڑکی کے تانے کیسے بھول سکتی ہوں میں،، میں کیسے ایک ایسے شخص کے ساتھ ایک کمرے میں رہے سکتی ہوں جس نے مجھے ٹھکرایا تھا،،، آج بڑوں کے کہنے پر انہوں نے مجھ سے نکاح تو کر لیا مگر حقیقت تو یہی ہے کہ وہ مجھے پسند نہیں کرتے پھر کیوں کہا انہوں نے مجھے یہاں آنے کا گھر والوں کی وجہ سے،،، ہاں سب گھر والوں کی وجہ سے ہی انہوں نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر مجھ جیسی بد تمیز کو اپنے کمرے میں جانے کی اجازت دی ہو گی،،،

عاشی اور ابیہا کے جانے کے بعد وہ ارتضیٰ کے کمرے کو دیکھتی ہوئی بیڈ سے اترتی کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی تھی جب ارتضیٰ کا کہا ہر الفاظ اسے ذہن میں گردش کرتا پریشان کر رہا تھا ابھی وہ اسی کشمکش میں مبتلا رہتی کی اچانک سے ڈور ان لاک کرتا ارتضیٰ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

کیا ہوا وہاں کیوں کھڑی ہو،،، وہ جو سمجھا تھا ماہی اس کے انتظار میں بیڈ پر گھونگٹ کئے بیٹھی ہو گی مگر اسے بیڈ پر نا پاتے ہوئے ارتضیٰ نے اس کی تلاش میں نظر دوڑائی تھی جب وہ اسے بالکونی کی کھڑکی کے پاس کھڑی نظر آئی تھی۔

تم سے پوچھ رہا ہوں،،،ماہی کے جواب نا دینے پر ارتضیٰ کی پیشانی پر بل پڑے تھے جب وہ اس کے پیچھے آتا بولا تھا۔

کیوں پوچھ رہے ہیں آپ،،،،ارتضیٰ کی گرم سانسیں اپنے گردن پر محسوس کرتی ماہی مڑی تھی۔

نکاح ہوا ہے اور رخصتی بھی ہوئی ہے تو اس حساب سے تمہیں بیڈ پر بیٹھے ہونا چاہیے تھا،،،ماہی کے سوال پر وہ بغور اس کا اترا ہوا چہرا دیکھتا گویا ہوا تھا جس پر ماہی تلخ سی مسکرائی تھی۔

جانتا ہوں کمرہ سجا نہیں اس لیے شادی والی فیلنگ نہیں آرہی پر میں فل دولہے کے روپ میں اور تم دلہن کے تو کمرے کو چھوڑ کر بات کرتے ہیں،،،ماہی کی آنکھوں میں نمی دیکھتا ارتضیٰ قدرے دھیمے لہجے میں کہتا مسکرایا تھا۔

آپ اب یہ دکھاوا بند کر دیں ارتضیٰ اب یہاں کوئی نہیں ہے ہمارے سوا،،،ارتضیٰ کی بات پر ماہی نے عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

کیا امطلب کونسا دکھاوا،،،ماہی کی بات پر نا سمجھی سے اسے دیکھتا پریشان ہوا تھا۔

میں جانتی ہوں آپ کو بڑے ابو کے فیصلے کے آگے سر جھکانا پڑا ورنہ آپ نے مجھ سے شادی نہیں کرنی تھی نا آج اور نا کبھی،،،، ارتضیٰ کے انجان بننے پر ماہی نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا تھا جبکہ ماہی کی باتیں ارتضیٰ اب بھی نا سمجھا تھا۔

ماہی میں مانتا ہوں ہمارا نکاح اچانک ہوا ہے اور ابو جی کے فیصلے پر ہوا ہے مگر میں نے دل سے اس رشتے پر رضامندی دی ہے اور اپنی پوری ہی رضامندی سے میں نے یہ نکاح کیا ہے اور اس رشتے کو نبھانے کی بھی میں پوری کوشش کروں گا تمہیں تمہارے حقوق دوں گا تمہاری ہر ضرورت پوری کرنا مجھ پر فرض ہے اور میں یہ فرض پوری طرح نبھانے کی کوشش کروں گا،،، ہاں میں نے مان لیا یہ سب تمہارے لیے بہت مشکل ہے کہ تم کل تک نہیں بلکہ آج بھی تم ول،،، اس لڑکے کے نام کی مہندی لگا کر اس کی برات کے انتظار میں تھی تم نے خود کو اس کے ساتھ سوچا اور اب اچانک سے اس کی جگہ تمہارا مجھ سے نکاح ہو جانا بہت مشکل ہے دل و دماغ کے لیے یہ ایکسپٹ کرنا اس کے لیے میں تمہارا ساتھ دوں گا میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑو گا یقین کرو،،، ماہی کے ٹھنڈے پڑتے دونوں ہاتھ اپنے گرم ہاتھوں میں لیتے ارتضیٰ نے اسے نرمی سے سمجھایا تھا جس پر ماہی خاموشی سے اسے سنتے سر جھکا گئی تھی۔

وہی بات ہوئی نا کہ مجھے آپ پر مسلط کر دیا گیا ہے ورنہ آپ تو مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے،،، یہ کس نے کہا،،،، ارتضیٰ کی باتوں پر ماہی نے رونے سے سرخ ہوئی آنکھیں ارتضیٰ کی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے کہا تھا

-

مجھے سب پتا ہے کہ میرا اور آپ کا بچپن میں رشتہ ہوا تھا جسے آپ نے ختم کر دیا تھا کیونکہ میں آپ کو پسند نہیں تھی اور آج آپ نے صرف خاندان کی عزت بچانے کے لیے یہ سب کیا ہے پتا ہے ارتضیٰ ہم بڑوں کے فیصلے کے آگے سر تو جھکا دیتے ہیں مگر زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے اس لیے میں نے اس کا حل بھی سوچ لیا ہے،،، آپ مجھے صبح ہوتے ہی،،، طل،،، طلاق،،، ماہیییی،،،، ارتضیٰ کی بات پر وہ دوسری سمت منہ کرتی خود پر ضبط کرتی بولی تھی جب ماہی کی طلاق کی بات پر ارتضیٰ اس کے ہاتھ چھوڑ تا غصہ ہوا تھا۔

پاگل ہو تم جانتی ہو کیا بکواس کر رہی ہو،،، ہاں میں نے منع کیا تھا جب مگر اب یہ رشتہ میری مرضی سے ہوا ہے اور دوبارہ میں تمہارے منہ سے یہ الفاظ نا سنو سمجھی ورنہ دوبار یہ ہاتھ اٹھ چکا ہے تیسری بار بھی میں دیر نہیں کروں گا اور اس بار پورا حق رکھتا ہوں،،، ارتضیٰ کے غصہ کرنے پر ماہی ڈر سے دو قدم پیچھے ہوئی تھی جب ایک ہی جست میں وہ اسے اپنی طرف کھینچتا اس کی نم آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑھتا دھیمے مگر سخت گیر لہجے میں گویا ہوا تھا جس پر ماہی کے پورے جسم میں لرزش ہوئی تھی۔

کوئی مرتا ہے سڑک پر کوئی بیماری سے
ہائے وہ شخص جسے چشمِ خفا نے مارا

تھک گئی ہو بہت زیادہ آرام کر لو،،،ماہی کو چھوڑ تا وہ جیب سے لاکٹ نکلتا ماہی کے گلے میں ڈالتا ہوا بولا تھا جس پر ماہی نے ڈر سے اسے دیکھا تھا جو اپنی بات کہتا ڈریسنگ روم میں بند ہوا تھا۔

****

چینج کر لو،،،ڈریسنگ روم سے فریش ہو تا وہ سادہ سے شلوار قمیض پہنے باہر آیا تھا جب ماہی کو کھڑے دیکھ کر اسے چینج کرنے کا کہتا بیڈ کی سمت بڑھا تھا۔

کپڑے نہیں ہیں،،،ارتضیٰ کی بات پر وہ خود میں ہمت پیدا کرتی منمنائی تھی ابھی ارتضیٰ کوئی جواب دیتا جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

ارتضیٰ بھائی یہ بڑی باجی نے ماہی باجی کے کپڑے بھیجے ہیں،،،ماہی کو چپ رہنے کا اشارہ کرتے ارتضیٰ نے دروازہ کھولا تھا جب سامنے کھڑی کلثوم نے نجمعہ بیگم کے ماہی کے لیے بھیجے گئے کپڑے چڑھائے تھے جسے ارتضیٰ خاموشی سے پکڑ تا دروازہ بند کر گیا تھا۔

یہ لو کپڑے امی نے بھیجے ہیں،،،ماہی کو کپڑے دیتے ارتضیٰ نے ایک بھرپور نظر اس کے سنجے سنورے روپ پر ڈالی تھی جو بھی تھا تو اس کے لیے مگر شاید قسمت نے اس کے حق میں فیصلہ تو کیا تھا مگر محبت کو پانا کا وقت ابھی دور تھا۔

غضب کی فرمائشیں ہیں اس دل نافرمان کی
تم ہوتے. ہم ہوتے اور ہاتھوں میں ہاتھ ہوتے

لمبی سانس بھرتا ارتضیٰ بیڈ کی ایک سائیڈ پر آتا نیم دراز ہوا تھا جب اسے لیٹتے دیکھ ماہی چینج کرنے کی لیے بڑھی تھی۔

سو گئے ہیں باقی سب بھی سو ہی گئے ہونگے،،،پورے بیس منٹ بعد وہ میک اپ ریمو کرتی چینج کر کے باہر آئی تھی جب نیم تاریک کمرے میں ارتضیٰ کو آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹا دیکھ کر دل میں سوچ گئی تھی۔

کہاں جا رہی ہو،،،ارتضیٰ کو سوتا ہوا سمجھ کر ماہی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی تھی ابھی اس نے ناب پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ ارتضیٰ آہٹ محسوس کرتا اٹھ بیٹھا تھا۔

وہ میں اپنے کمرے میں جا رہی تھی،،،ارتضیٰ کو اپنی طرف دیکھتے پا کر ماہی تھوڑی ڈگمگائی تھی۔

دماغ خراب ہے ماہی تمہارا،،، اب یہ ہی ہے تمہارا کمرہ ہے یہاں سو جاؤ،،، ماہی کی بات پر وہ ایک دم بھڑکتا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آیا تھا۔

مجھے،،، یہاں،، نیند نہیں آئے گی،،، ارتضیٰ کو غصہ کرتے دیکھ ماہی بمشکل بول پائی تھی۔

اگر تمہاری آج مجھ سے شادی نا ہوتی اس ولید سے ہوتی تو کیا جب بھی یہاں بھاگ کر آتی اپنے کمرے میں سونے کے لیے،،، ماہی کے جواب پر وہ خود پر ضبط کھوتا غرلایا تھا جس پر ماہی نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

نہیں آتی نا تو اب بھی سو جاؤ،،،، ماہی کو چپ دیکھتا ارتضیٰ سختی سے اسے بیڈ کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا۔

جب کا مجھے نہیں پتا مگر ابھی مجھے میرے کمرے میں جانا ہے،،،، ارتضیٰ کی بات نا مانتی ماہی نے جانے کی ضد کی تھی۔

ماہی تم کیوں میرا اور سب گھر والوں کا تماشا لگانا چاہا رہی ہو اگر کسی نے تمہیں دیکھ لیا تو سوچا ہے کیا ہو گا،،، ماہی کو ضد کرتے دیکھ ارتضیٰ دانت پیستے ہوئے گویا ہوا تھا جس پر ماہی سوچ میں پڑی تھی۔

ابھی سب سو گئے ہونگے کوئی نہیں دیکھے گا صبح آجاؤں گی،،،ارتضیٰ کی بات پر وہ بہت سوچتی آہستگی سے بولی تھی۔

کیاااا،،،وہ جو ماہی کو چپ دیکھ کر سمجھا تھا وہ اس کی بات سمجھ گئی ہو گی مگر اس کا جواب اسے لاجواب کر گیا تھا

۔

رک جاؤ ماہی،،،اگر تم نے کمرے سے ایک قدم بھی باہر نکالا ماہی ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری پھر شوق سے ساری زندگی اس ہی کمرے میں پڑی رہنا کوئی کچھ کہنے والا نہیں ہو گا،،،ماہی کو کمرے سے نکلتا دیکھ ارتضیٰ سختی سے اس کا ہاتھ پکڑتا اسے روک گیا تھا جب ماہی کو اپنی گرفت میں مچلتے دیکھ ارتضیٰ کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا تب ہی وہ ایک دم سے ماہی کو بیڈ پر پھینکنے کے انداز میں چھوڑتا دبے دبے لہجے میں دھاڑا تھا۔

دل سلگتا ھے میرا سرد رویے سے تیرے
دیکھ اس برف نے کیا آگ لگا رکھی ہے

ارتضیٰ کے پھینکنے پر توازن برقرار نا رکھ پاتی ماہی منہ کے بل گری تھی جبکہ خود کو سنبھالتی ہوئی وہ ایک نظر ارتضیٰ پر ڈال گئی تھی جو غصے سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔

میں یہ کرنا نہیں چاہتا تھا ماہی تم نے مجبور کیا مجھے،،، پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتا ارتضیٰ ماہی کے پاس آتا بولا تھا جس پر وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی لب بھینچ گئی تھی۔

ماہی دروازہ کھولو میں ہوں عاشی،،،،جی آئی،،،،رات کو ارتضیٰ کے ڈر سے وہ بیڈ کی ایک سائیڈ پر لیٹ تو گئی تھی مگر نیند کوسوں دور تھی پھر نجانے کب اس کی آنکھ لگی تھی جو اب دروازے ہر ہوتی دستک پر کھولی تھی۔

ارتضیٰ کہاں گئے صبح صبح،،،،بیڈ سے اترتی ماہی نے ارتضیٰ کو ڈریسنگ روم میں دیکھا تھا جو وہاں نہیں تھا ابھی وہ کچھ اور سوچتی جب ایک بار پھر دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

کیا ہو گیا بھئی اٹھ بھی جاؤ،،،ماہی کے دروازہ کھولنے پر کمرے میں داخل ہوتی ماہی کو کہا تھا جو کمرے میں ارتضیٰ کو نا پاتے پریشان سے کھڑی تھی۔

اب آپی پوچھیں گی ارتضیٰ کہاں ہے تو کیا کہوں گی کے مجھے نہیں پتا،،،ناشتے کے لیے بلانے آئی ہوں امی بلا رہی ہیں،،،،ماہی کو گم سم کھڑا دیکھ عاشی دوستانہ لہجے میں کہتی مسکرائی تھی۔

کہیں بھائی کے ساتھ کرنے کا تو ارادہ نہیں،،،اگر ہے تو ملتوی کر دو بھائی کو شاید آنے میں ٹائم

لگے،،،ماہی کو اپنی جگہ سے نا ہلتا دیکھ عاشی کو شرارت سوجی تھی جب وہ اس کے سامنے آتی چٹکی بجاتے بولی تھی

۔

مطلب،،، مطلب صاف ہے ماہی وہ کام سے گئے ہیں جب تک وہ آتے ہیں تم ناشتہ کر لو کل رات سے بھوکی ہو ،،،،عاشی کی بات نا سمجھتی ماہی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا جب وہ اسے ڈریسنگ روم کے طرف لے جاتی مسکرائی تھی۔

ریڈ کلر پہننا امی نے کہا ہے،،،ماہی کے لیے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتی وہ اسے نجمعہ بیگم کا پیغام دے گئی تھی جس وہ اثبات میں سر ہلاتی گئی تھی۔

آپ آ گئے بھائی اتنی جلدی،،،،ابھی ماہی کو فرش ہونے کے لیے جاتے دیکھ عاشی مڑی تھی جب اجلت میں آتا ارتضیٰ کو دیکھ کر پوچھ گئی تھی۔

ہاں بس آفیس جانا تھا نا،،،عاشی کے پوچھنے پر وہ اپنے ہاتھ میں بندھی ریسٹ واچ سائیڈ ٹیبل پر رکھتا بولا تھا۔

عاشی زرا ناشتہ لگوا دو میں بس ابھی آیا،،،کمرے میں ماہی کی غیر موجودگی محسوس کرتے ارتضیٰ نے اسے ناشتے کا کہا تھا جس پر وہ مسکرا کر گئی تھی۔

یہ کہاں گئی صبح صبح،،،، افففف اللہ جی،،،، ماہی کے بارے میں سوچتا ارتضیٰ ڈریسنگ روم کی سمت بڑھا تھا جب اچانک سے دروازہ کھول کر باہر آتی ماہی کا اس سے تصادم ہوا تھا۔

دیکھ کر میں چل سکتی تم ماہی،،، زیادہ لگا کیا،،، ماہی کے ٹکرانے پر وہ اسے دیکھتا پریشان ہوا تھا۔

میں دیکھ کر ہی آرہی تھی آپ نے نہیں دیکھا،،، اپنی پیشانی مسلتی ماہی نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

مجھے کیا پتا تھا تم یہاں تیار ہو رہی ہو،،،، ماہی کا ہاتھ ہٹاتے ارتضیٰ نے اس کی سرخ ہوئی پیشانی پر نظر ثانی کی تھی
۔

آپ نے کہا تھا نا کمرے سے باہر نہیں جانا اس لیے یہیں تیار ہونے لگی تھی،،، ارتضیٰ کو خفگی سے دیکھتی ماہی اسے اس کے کہے الفاظ یاد دلوائے تھے۔

ہمممم،،، تم اتنی نازک کب سے ہوئی،،،، ماہی کی بات پر فقط ہنکار بھرتا ارتضیٰ ماہی کو بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

کیا مطلب،،،، ارتضیٰ کی بات نا سمجھتی ماہی اپنی پیشانی پر ہوتی جلن سے آنکھیں بند کرتی بولی تھی۔

مطلب ایک زرا سا ٹکرانے پر تمہاری پیشانی ایسے سرخ ہو رہی ہے جیسے ابھی خون نکلے گا جبکہ میں تو آئیرن مین بھی نہیں ہوں،،،،ماہی کے سوال پر وہ تعجب سے کہتا مسکرایا تھا۔

آپ آئیرن مین نہیں ہے لیکن یہ بٹن تو ہارڈ ہی ہیں،،،ارتضیٰ کو مسکراتے ہوئے دیکھ وہ اس کے کرتے پر لگے بٹن کو زور سے پکڑتی غصے سے بولی تھی۔

اووووو اچھا ایک دن میں ہی میرے گریباں تک پہنچ گئی تم،،،ماہی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا وہ معنی خیزی سے مسکرایا تھا مگر وہ گلے ہی پل مسکراہٹ چھپاتا مصنوعی غصے سے گویا ہوا تھا۔

سوری،،،میرا وہ مطلب نہیں تھا،،،ارتضیٰ کو دیکھتی وہ اپنا ہاتھ چھوڑوانے کی ناکام کوشش کرتی بولی تھی جب اس کی محبت لوٹاتی نظروں میں دیکھتی ماہی نے جلدی میں کھینچ کر ہاتھ نکالنا چاہا تھا تب وہ اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر گیا تھا۔

پیاری لگ رہی ہو،،، سرخ رنگ کی پیروی کو چھوتی فراک میں ماہی کی شرم سے جھکی پلکیں دیکھ وہ خمار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

تو مہرِ جہاں تاب ہے میں شبنم ِ گریاں
ملنا بھی سِتم تیرا، نہ ملنا بھی سِتم ہے

اب ٹھیک ہو جائے گا،،، ارتضیٰ بڑی امی بلا رہی ہیں ہمیں،،،، پلیز میرا ہاتھ چھوڑیں دروازہ کھولا ہے،،، ماہی کے نکھرے نکھرے سر آپے کو دیکھتا جھک پر عقید سے اس کی سرخ پیشانی چومتا وہ محبت پاش لہجے میں گویا ہوا تھا جب اسی کی قربت سے گھبراتی ماہی منمنائی تھی۔

ہاں،،،، ماہی کے جھکے سر کو دیکھتا وہ سیدھا ہوتا اس سے فاصلہ قائم کر گیا تھا۔

تم تیار ہو جاؤ جلدی،،، ماہی کو بغیر دیکھے وہ اسے تیار ہونے کا کہتا ڈریسنگ روم میں بند ہوا تھا۔

****

السلام و علیکم،،،، وعلیکم السلام آجاؤ بچوں تم دونوں کا ہی انتظار ہو رہا تھا بھئی،،، ارتضیٰ کی سنگت میں چلتی ماہی نے اس کے ساتھ ہی سلام کیا تھا جب ان دونوں کو ساتھ دیکھتی نجمعہ بیگم کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔

بہت پیاری لگ رہی ہو ماہی،،،، ارتضیٰ کے برابر میں بیٹھی ماہی کے پاس آکر بیٹھی ابیہا نے آہستگی سے کہا تھا جس پر وہ پھیکا سا مسکرائی تھی۔

ماشاءاللہ دونوں بہت پیارے لگ رہے ہو ساتھ میں،،،، ارتضیٰ کے ساتھ خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھی ماہی کو دیکھتی نجمعہ بیگم نے ون کی نظر اتاری تھی۔

خیر میں نکلے تھے صبح صبح گھر سے،،،، ارتضیٰ کے لیے چائے کپ میں انڈیلتی نجمعہ بیگم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

جی امی وہ ایس پی صاحب کی بائیک انہیں دے کر اپنی گاڑی لینے کے لیے گیا تھا،،، نجمعہ بیگم کے پوچھنے پر وہ ناشتہ کرتا بولا تھا۔

ماہی بیٹا وہ شادی کا جوڑا اور جیولری نکال دینا واپس بھیجنی ہے،،،، اب اس کی ضرورت نہیں ہے امی میں ہے منٹ کر چکا ہوں ان لوگوں کو،،،، ارتضیٰ کی بات پر گردن ہلاتی نجمعہ بیگم ماہی سے مخاطب ہوئیں تھیں ابھی وہ کوئی جواب دیتی جب چائے کی سپ لیتے ارتضیٰ نے عام سے لہجے میں کہا تھا جس پر ماہی نے حیران کن نظروں سے اسے دیکھ تھا اور وہی اپنے بیٹے کے کردہ عمل پر اعجاز صاحب مسکرائے تھے۔

بہت اچھا کیا،،، مگر کب کیا تم نے،،،، ارتضیٰ کی بات پر خوش ہوتی نجمعہ بیگم نے پوچھا تھا انہیں خوشی ہوئی تھی یہ جان کر کہ جس زادے کے جوڑے میں ماہی ارتضیٰ کی دلہن بنی تھی وہ جوڑا انہیں اب واپس نہیں کرنا پڑا گا۔

اس ہی سلسلے میں تھوڑی دیر ہو گئی تھی امی میں توفیق صاحب کے یہاں گیا تھا وہاں ہر چیز کا حساب کر آیا ہوں ،،،، نجمعہ بیگم کو جواب دیتا ارتضیٰ برابر میں حیران بیٹھی ماہی کو دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

ماہی بیٹا تم کچھ کھا کیوں نہیں رہی،،،، ماہی کو ناشتہ نا کرتے دیکھ نجمعہ بیگم نے فکر سے پوچھا تھا۔

وہ بڑی امی بھوک نہیں ہے،،،، نجمعہ بیگم کے پوچھنے پر وہ منمنائی تھی۔

میں نے اور تمہاری امی نے سوچا ہے آج کا دن چھوڑ کر کل کے دن پر ولیمہ کر لیتے ہیں،،،، نہیں ابو اس کی ضرورت نہیں ہے ابھی،،،، کیا مطلب ضرورت نہیں ہے یہ ضروری ہے ولیمہ ہو گا تو پتا چلے گا لوگوں کو کہ تمہاری شادی کس سے ہوئی ہے،،،، ناشتے سے فارغ ہوتے اعجاز صاحب نے ہاتھ منہ صاف کرتے بات کا آغاز کیا تھا جب ان کی بات سنتا ارتضیٰ انہیں منع کر گیا تھا جس پر اعجاز صاحب بغیر اس کی بات سنے بھڑکے تھے۔

ہاں کیوں کرنے لگے ولیمہ لوگوں کو بتانا پڑ جائے گا نا کس لڑکی سے نکاح ہو گیا ہے کون گلے پڑ گئی ہے،،،، ارتضیٰ کی بات پر ماہی کو دل چھوٹا ہوا تھا جب وہ سر جھکاتی دل میں سوچ کر رو دینے کو ہوئی تھی۔

کسی نے ہاتھ تھام کے جھٹک دیا شدید دکھ
کوئی قبول کہہ گیا کسی کو سوچتے ہوئے

ماہی،،،، بھائی،،،، السلام و علیکم بڑے ابو السلام و علیکم بڑی امی،،، ارتضیٰ کی باتوں پر دل چھوٹا کئے وہ جو اداسی سے سر جھکائے بیٹھی تھی کہ اچانک سے ازحان کی آواز سنتی وہ اپنی جگہ سے اٹھتی بھاگ کر اس کے گلے گئی تھی جب ماہی کی اچانک سے گلے لگنے پر ڈائیٹنگ ٹیبل پر بیٹھے اعجاز صاحب اور نجمعہ بیگم کو دیکھتا سلام کرتا مسکرایا تھا جبکہ ماہی اسے خاصہ پریشان کر گئی تھی۔

کیا ہوا ماہی ٹھیک ہو،،،، ازحان کے گلے لگتی ماہی کا کافی ٹائم سے آنسوں پر لگایا گیا باندھ ٹوٹا تھا جب اپنی شرٹ پر نمی محسوس کرتے ازحان نے فکر سے پوچھا تھا وہی ارتضیٰ سمیت سب پریشان ہوتے اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔

کیا ہوا ماہی بیٹا،،،، اسے ازحان کے گلے لگے دیکھ نجمعہ بیگم نے ارتضیٰ کو دیکھا تھا جس پر وہ کندھے اچکاتا نفی میں گردن ہلا گیا تھا۔

کچھ نہیں بس آپ کی یاد آرہی تھی،،،، سب کے پوچھنے پر وہ ازحان سے الگ ہوتی اپنے آنسوؤں پہنچتے آہستگی سے بولی تھی جبکہ ازحان نے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

کیا آپ سب مجھے دیکھ رہے ہیں میں نے کچھ نہیں کہا پوچھ لیں سامنے کھڑی ہے،،، پہلے نجمعہ بیگم پھر ازحان اور اب اعجاز صاحب کو اپنی طرف دیکھتے پا کر ارتضیٰ اپنے دونوں ہاتھ کھڑے کرتا بولا تھا۔

بھائی ابو کی طبیعت کیسی ہے ان کی طبیعت کا سوچ کر پریشان تھی،،، ارتضیٰ کے اپنی طرف دیکھنے پر ماہی نے اپنا چہرہ صاف کرتے پوچھا تھا۔

پہلے سے وہ کافی بہتر ہیں پر آج آفیس نے جانا ہے اس لیے ہی میں بڑے ابو آپ کے پاس آیا تھا ہم دونوں ساتھ ہی چلتے ہیں،،، میں بھی ساتھ ہی چلو گا،،، ماہی کے سر پر ہاتھ رکھتے ازحان نے اعجاز صاحب کو مخاطب کیا تھا جب ارتضیٰ نے اسے ساتھ چلنے کا کہا تھا۔

روکو ارتضیٰ پہلے بات تو پوری کرو ولیمہ کیوں نہیں کرنا،،، ماہی کے رونے پر جو بات ادھوری رہی تھی اسے پورا کرنے کا کہتے اعجاز صاحب نے ازحان کو بیٹھنے کا کہا تھا جس پر وہ گردن ہلاتا بیٹھ گیا تھا۔

ابو میں نے یہ کب کہا کہ نہیں کرنا،،، میں نے کہا ابھی نہیں کرنا،،، پر کیوں،،، اعجاز صاحب کے روکنے پر وہ انہیں دیکھتا ہوا بولا تھا جس وہ اس کی بات کاٹ گئے تھے۔

چاچو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور آفیس میں کام بھی بہت ہے ایسے میں اگر گھر پر بیٹھا ولیمہ انجوائے کروں گا تو کیا اچھا لگوں گا،،، جھوٹے کہیں کے میرے ابو کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلا رہے ہیں،،، اعجاز صاحب کے چہرے پر سختی دیکھ وہ تحمل سے اپنی بات رکھ گیا تھا جب ماہی نے غصے بھری نظروں سے سامنے بیٹھے اپنے جھوٹے شوہر کو دیکھا تھا۔

اور پھر عاشی بھی اکیلی آئی ہے جاوید بھائی نہیں آئے اس لیے نا کیونکہ انہیں نہیں پتا تھا کہ اچانک سے ان کے ایک اکلوتے سالے کی شادی ہو جائے گی اگر ہم کچھ دن تک کر ولیمہ کریں گے تو وہ بھی آ جائیں گے اور چاچو کی بھی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی جب تک،،،، ماہی کو اپنی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے دیکھ ارتضیٰ نے آئی برو اچکاتے اسے دیکھا تھا جس پر وہ غصے سے رخ موڑ گئی تھی۔

بات تو ٹھیک کہہ رہا ہے ارتضیٰ بھائی بڑے ابو،،، ارتضیٰ کی بات سے متفق ہوتے ازحان نے اعجاز صاحب سے کہا تھا جب اس کیلے آج اچانک سے بھائی کہنے پر ارتضیٰ حیران ہوا تھا۔

ٹھیک ہے پھر سہی،،، جب تک تمہاری ماں تیاری بھی کر لے گی آرام سے شادی نا سہی مگر ولیمہ بہت دھوم دھام سے ہو گا،،، جی،،، ارتضیٰ کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے اعجاز صاحب نے اپنا فیصلہ سنایا تھا جس پر جب سے چپ بیٹھی عاشی بھی مسکرائی تھی جو جاوید کی مصروفیات کی وجہ سے ماہی کی شادی میں شرکت کے لیے اکیلی آئی تھی مگر اب اس کے فارغ ہونے پر اس کے آنے کا سنتی وہ خوش ہوئی تھی۔

بڑے ابو بڑی امی میں چلی جاؤں ابو سے ملنے،،،ہاں بیٹا کہوں نہیں اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے جب تمہارا دل چاہے جب جاؤ تمہارا اپنا گھر ہے اس کے لیے تمہیں ہماری اجازت کی ضرورت نہیں ہے،،،سب کی باتیں سنتی ماہی نے اعجاز صاحب اور نجمعہ بیگم کو دیکھتے ہوئے اجازت طلب کی تھی جس پر اعجاز صاحب نے شفقت سے کہتے اسے جانے کا کہا تھا اور وہی ان کی بات پر ماہی نے ارتضیٰ کو گھور کر دیکھا تھا۔

اب روک دیکھائیں مجھے،،،،ارتضیٰ کو چیلنجگ نظروں سے دیکھتی ماہی بچوں کی طرح بھاگتی ہوئی گئی تھی جس پر ارتضیٰ نفی میں سر ہلاتا آفیس جانے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔

ساتھ چلتے ہیں ارتضیٰ بھائی،،،یار ارتضیٰ ہی رہنے دے تیری مہربانی،،،،ارتضیٰ کو کھڑا ہوتے دیکھ ازحان نے اسے پکارا تھا جب وہ اس کے سامنے ہاتھ باندھتا بولا تھا جس پر سب مسکرائے تھے

سوری ماہی میں نے وہ سب غصے می ں کیا تھا،،،،کیا سوری ربیکا تمہارے بے وجہ کے غصے کی وجہ کل میرے ابو کو کچھ بھی ہو سکتا تھا،،،عزیز کے بات نا کرنے اور مسلسل غصہ رہنے پر ربیکا کافی اداس تھی جب وہ ماہی کے نیچے آنے کی خبر سنتی اس سے معافی مانگنے کے لیے اس کے کمرے میں آئی تھی جب کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے بیڈ پر بیٹھی ماہی نے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا تھا۔

میں جانتی ہوں ماہی اور میں اپنے کئے پر شرمندہ بھی ہوں مگر یہ سب میں نے عزیز کی وجہ سے کیا وہ ہر وقت تمہارا نام لیتا تھا میرے سامنے اور مجھے پتا نہیں کیوں غصہ آتا تھا یہاں تک کہ مجھے تمہیں دیکھ کر بھی غصہ آیا تھا ایم سوری،،،،ماہی کی سرخ نم آنکھیں دیکھتی ربیکا نے اس سامنے خاموش کھڑے عزیز کو دیکھا تھا جو اس کے ساتھ ہی یہاں آیا تھا۔

کتنا آسان ہے تمہارے لیے یہ سب مگر میری زندگی خراب کر دی تم نے ربیکا اور تم سوری کہہ کر سائیڈ ہو جانا چاہتی ہو،،،مجھے ایک ایسے شخص کے نکاح میں دے دیا گیا ہے جو مجھے دیکھنا تک پسند نہیں کرتا سوچا ہے تم میں ساری زندگی کیسے گزاروں گی،،،،،ربیکا کا شرمندگی سے جھکا سر دیکھتی ماہی اپنی اندر کی تکلیف اس پر افشاں کر گئی تھی جو کل رات سے وہ اپنے اندر دبائے ہوئے تھے اور وہی آفیس کے لیے جاتا ہوا ارتضیٰ جانے سے پہلے اقبال صاحب سے ملتا ان کی طبیعت کا پوچھتا ماہی سے ایک بار ملنے کا سوچتا ہوا اس کے کمرے کی طرف آیا تھا اور ماہی کے الفاظ سن کر ٹھٹک کر رکا تھا۔

کل تک میں اس شخص کے سامنے بھی جانا نہیں چاہتی تھی آج میں اس کے ساتھ ایک کمرے میں کیسے رہوں گی تم نہیں جانتی ٹھکرائے جانے کی اذیت کیا ہوتی ہے یہ کوئی مجھ سے پوچھے میں اس شخص کے نکاح میں بندھی ہوں جس نے مجھے ایک نہیں دو چار دس بار نجانے کتنی بار ٹھکرایا ہے میں تو غصے میں بھی اس شخص کے مرنے دعائیں کرتی تھی جس کی وجہ سے ساری زندگی مجھے پر پابندیاں عائد ہوتی آئیں زیادہ ناہنسنے کی تیز آواز میں نا بولنے کی یہاں تک کے انہیں تو میری چوڑیوں میرے سجنے سنورنے سے بھی مسئلہ ہے بلکہ انہیں تو مجھ سے ہی

مسئلہ ہے وہ کیسے برداشت کریں گے مجھے دن رات تم نے ان کے بارے میں سوچا ہے نہیں تم نے ان کے بارے میں میرے بارے نہیں سوچا ربیکا تم نے تو صرف اپنا سوچا جو کہ سراسر غلط تھا اور ہے،،، ربیکا کا معافی مانگنا ماہی کے غصے کو ہوا دے گیا تھا جب وہ غصے سے کہتی اپنی دل میں لگی آگ سے وہ باہر کھڑے ارتضیٰ کو بھی جلا گئی تھی۔

مجھے پتا ہے ماہی میں نے بہت تکلیف دی ہے تمہیں مگر میں یہ بھی جانتا ہوں اس تکلیف کو کم بھی صرف میں ہی کر سکتا ہوں مگر میں تمہیں یہ کیسے بتاؤں کے میں نے تم سے نفرت نہیں کی ہاں تم نے ضرور کی مجھ سے کہ تم نے میرے مرنے تک کی دعا کر دی ماہی،،، ماہی کے حالت دیکھتا ارتضیٰ اسے سنبھالنے کے لیے آگے بڑھا تھا جب ماہی کے منہ سے اپنے لیے استعمال کردہ الفاظ سن کر اس کی قدم پیچھے ہوئے تھے اور وہ تکلیف سے آنکھیں بند کر گیا تھا۔

بدن کو کاٹتا ہے دکھ، ملال نوچتے ہیں
یہ درد بھیڑیے ہیں اور کھال نوچتے ہیں

ماہی سنبھالو خود کو،،، دور رہو عزیز آج یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے،،، غصے اور چلانے کی وجہ سے ماہی کی آنکھوں سے رواں آنسوؤں کو دیکھ عزیز اس کی سمت بڑھا تھا جب عزیز کے ہاتھ خود سے دور جھٹکتی ماہی اس پر بھی برہم ہوئی تھی۔

کل بھی تم زمے دار تھے اور آج بھی کہیں نا کہیں تم ہی میری بربادی کے زمے دار ہو عزیز دوست تو خوشیوں کے ساتھ ہوتے ہیں تم کیسے دوست ہو،،، عزیز کو دور کرتی وہ آنسوؤں کے درمیان میں بولی تھی جب ماہی کی بات پر عزیز شرمندگی سے نظر جھکا گیا تھا۔

ماہی اس میں عزیز کا کوئی قصور نہیں ہے تم اس پر غصہ نہیں کرو،،، واااہہہ پہلے میری زندگی خراب کرو پھر محبتیں ربیکا تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ میں تمہارے شوہر کو خود سے دور کر رہی ہوں اس کے لیے تو کل تم نے سب لوگوں کی بیچ میری عزت نیلام کی مجھے بدکردار بھگوڑی اور دل بہلانے کا سامان کہا گیا،،، عزیز کو تکلیف میں دیکھ ربیکا ماہی کے سامنے ہاتھ جوڑتی بولی تھی جس پر ماہی ایک دور بھری نظر عزیز پر ڈالتی تالی بجا گئی تھی جبکہ اس کے کہے ہر لفظ پر وہاں کھڑے عزیز اور ربیکا سمیت ارتضیٰ کو بھی دہلا گئے تھے۔

ماہی وہ تمہیں بہت پیار کرتے ہیں وہ تبھی تو تم سے نکاح کیا انہوں نے نہیں تو نہیں کرتے نا،،، بس اس کی کمی تھی ربیکا تم نے یہ بھی پوری کر دی انہوں نے مجبوری میں مجھے اپنے گلے میں پھندے کی طرح ڈالا ہے بڑے ابو کی بات کا مان رکھا ہے انہوں نے اور کچھ بھی نہیں،،، ماہی کی حالت دیکھتی ربیکا کو اپنے کئے پر بہت زیادہ ملال تھا جب وہ ماہی کی طرف دیکھتی ارتضیٰ کی آنکھوں میں ماہی کے لیے محبت کا سوچتی بولی تھی جس پر ماہی اسے کی بات پر تکلیف دہ مسکرائی تھی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سب کو اپنی پڑی تھی کسی کو اپنے شوہر کی کسی کو خاندان کی عزت کی تو کسی کو لوگوں کی باتوں کی مگر کسی نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا ماہی تم کیا چاہتی ہو،،، کوئی مجھ سے تو پوچھتا میں کہتی مجھے نہیں کرنا یہ نکاح نہیں کرنی ارتضیٰ قریشی صاحب سے شادی نہیں کرنی اس بد تمیز شخص سے شادی جس نے ہمیشہ مجھے میری اوقات دیکھائی لیکن میں کیسے نا کرتی میرے ابو،،،، اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ربیکا تمہاری وجہ سے،،،، روتی ہوئی ماہی فرش پر گری تھی جب عزیز اور ربیکا نے آگے بڑھتے ہوئے اسے سنبھالا تھا غم و غصے سے پاگل ہوتی ماہی فرش پر بیٹھی زار و قطار روئی تھی اور بس وہی ارتضیٰ کی بس ہوئی تھی اور وہ کمرے میں داخل ہوتا عزیز اور ربیکا کو سائیڈ کرتا ماہی کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

بس ماہی کیوں تکلیف دے رہی ہو،،، چھوڑیں مجھے،،، ماہی کو سینے سے لگائے ارتضیٰ تکلیف سے گویا ہوا تھا جب ارتضیٰ کی آواز پر حواس میں لوٹتی ماہی نے خود کو اس کی حصار سے آزاد کروانا چاہا تھا جسے وہ اپنی گرفت مضبوط کرتا ناکام کر گیا تھا کیونکہ نام محبت کی خوبصورتی کا تقاضا ہے کہ
جب محبوب کی آنکھوں میں غم اتر آئے تو جھگڑا ختم کر دینا چاہیے اور پھر اسے گلے لگا لینا چاہیے کبھی نا تنہا چھوڑنے کے لیے چاہے وہ لاکھ ضد کرے

میں کیسی کو تکلیف نہیں دے رہی میں اپنی تکلیف کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی،،،ارتضیٰ کے اپنے گرد لپٹے ہاتھوں کو دور کرنے کی کوشش کرتی ماہی پھولتی سانسوں کے درمیان بولی تھی جب عزیز ربیکا کو وہاں سے چلنے کا اشارہ کرتا چلا گیا تھا۔

****

For more visit (exponovels.com)

چھوڑیں مجھے سنا نہیں آپ نے،،،، ارتضیٰ کو دور نا ہوتے دیکھ ماہی اپنی پوری قوت لگاتی اس کا حصار توڑتی اسے خود سے دور دھکیتے ہوئے بولی تھی۔

سن لیا تھا سوچا کچھ دیر اور تمہیں محسوس کر لوں،،،، ماہی کے دھکیلنے پر وہ خود کو بمشکل سنبھالتا پھیکا سا مسکرایا تھا۔

میں نے سب سن لیا ماہی مگر میں کچھ کہوں گا نہیں،،، ہاں تو میں کیا ڈرتی ہوں آپ سے اچھا ہوا سن لیا دوبارہ نہیں کہنا پڑے گا کہ مجھے نفرت ہے آپ سے آپ کے وجود سے ارتضیٰ،،، ماہی کے جھکے سر کو دیکھتا ہوا وہ طنز سے پاک لہجے میں بولا تھا مگر ماہی کو اس کی یہ بات بھی خود پر طنز ہی لگی تھی۔

میں نے کب کہا تم مجھ سے ڈرتی ہو تم تو بہادر ہو دا گریٹ ماہی ارتضیٰ قریشی،،، ماہی کو اب بھی غصہ کرتے دیکھ وہ اسے کی رونے سے سرخ ناک اور نم آنکھیں دیکھتا جزبات سے بوجھل لہجے میں اس کا نام اپنے نام سے جوڑ گیا تھا
۔

میں صرف ماہی اقبال قریشی ہوں مجھے کسی کے نام کی ضرورت نہیں ہے جب رشتہ ہی چند دن کا مہمان ہے تو میں اس رشتے سے جڑا کچھ بھی اپنے نام کے ساتھ نہیں جوڑنا چاہتی،،، ارتضیٰ کے اپنے نام کے ساتھ جوڑنے نام پر وہ غصے سے اسے گھورتی ہوئی کھڑی ہوئی تھی جبکہ ماہی کو واپس سے اپنی ٹون میں آتا دیکھ وہ مسکرایا تھا آخر کو وہ کامیاب ہوا تھا۔

ہاں بس آرہا ہوں،،،، ابھی وہ ماہی کو کوئی جواب دیتا جب اچانک سے بجتے فون پر وہ ازحان کا نام دیکھتا کال اٹینڈ کرتا بولا تھا۔

اچھی بات ہے میں بھی نہیں چاہتا کہ تم مجبوری میں بنائے گئے رشتے کو نبھانے کا سوچو مگر ایک بات ضرور کہوں گا معاف کرنے والا غصہ کرنے والے چلانے والے سے کئی زیادہ بڑا ہوتا ہے اور تم اتنی تو بڑی ہو ہی گئی ہو گی کہ معاف کر سکو ماہی کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ دوبارہ کوئی ارتضیٰ پچھتائے سوری،،،،، ایک نظر ماہی کے سرخ چہرے پر ڈالتے ہوئے وہ اس کی سمت بڑھتا نہایت نرمی سے کہتا اسے سمجھانے کی کوشش کرتا گویا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے کئے کی معافی بھی مانگ گیا تھا۔

اب یہ مجھے آپ سے سیکھنا پڑے گا کہ کیسے معاف کیا جاتا ہے اور رہی بات مجبوری میں بندھے اس رشتے کی تو میں اس پل کا شدت سے انتظار کروں گی جب آپ مجھے اس نام نہاد رشتے سے آزاد کریں گے،،،، ارتضیٰ کی باتوں کا مقصد نا سمجھتی ماہی تڑخ کر بولی تھی جس پر وہ نفی میں گردن ہلاتا پھیکا سا مسکرایا تھا کہ ماہی کی آخری الفاظ اس کے لبوں سے وہ مسکراہٹ بھی چھین گئے تھے۔

میں لوں گی تجھ سے گن گن کے بدلے
جو بدلے ہیں وہ میں نے گن رکھے ہیں

چلو تم انتظار کرو کہ میں تمہیں طلاق دوں گا اور جب یہ انتظار خ تم ہو جائے تو واپس آ جانا کیونکہ میرا تمہیں طلاق دینے کا فلحال تو کوئی ارادہ نہیں،،،، انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے ابھی اور اسی وقت طلاق دیں اور چلے جائیں،،،، ماہی کے الفاظ پر اسے غصہ تو بہت آیا تھا مگر خود پر ضبط کرتا وہ جانے کے لیے مڑا تھا جب ماہی کے الفاظ اسے سن کر گئے تھے۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا یہ الفاظ تمہارے زبان پر نا آئے اور اب آخری بار کہہ رہا ہوں ماہی اگر دوبارہ غلطی سے بھی کہا تو میں وہ کر گزروں گا جو تم برداشت نہیں کر پاؤں گی،،،، وہ غصے سے ایک ہی جست میں ماہی کی طرف مڑتا اسے بازوں سے دبوچ گیا تھا کہ ارتضیٰ کا یہ روپ دیکھ وہ پل بھر کو ڈری تھی۔

کیا کریں گے آپ ہاں بولوں گی ایک بار نہیں دس بار بولوں گی مجھے طلا،،،،، ارتضیٰ کے سینے پر ہاتھ رکھتی وہ غصے سے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرتی بولی تھی جب اس کے الفاظ ابھی اس کے منہ میں ہی تھے اور ارتضیٰ کا ہاتھ اٹھا تھا اور ماہی کے رخسار پر نشان چھوڑ گیا تھا۔

عمروں کے سلسلے میں کتنے ہی موسم بدل گئے
مگر آنکھوں میں انتظار کی شدت وہی رہی

صدمے اور چہرے پر ہوتی تکلیف سے وہ بے یقینی سے پوری آنکھیں کھولے سامنے کھڑے ارتضیٰ کو دیکھ رہی تھی جو اپنی غلطی پر پیشمانی سے سر میں ہاتھ ڈالتا لب بھینچ گیا تھا کچھ وقت یونہی خاموشی کی نظر ہوئے تھے جب وہ ایک نظر رونے کی تیاری میں کھڑی ماہی پر ڈالتا ہوا لمبے لمبے ڈھانگ بھرتا نکلا تھا۔

آئے ہیٹ یو ارتضیٰ،،،، آئے ہیٹ یو،،،،، ارتضیٰ کے سامنے خود کو مضبوط ظاہر کرتی ماہی اس کے جاتے ہی گری تھی۔

ماہی کیا ہوا ہے تم تو کیوں رہی ہو،،،، ماہی کے کمرے سے رونے کی آواز سن کر آتی شائستہ بیگم نے فکر مند لہجے میں پوچھا تھا جس پر وہ تڑپ کر ان کے گلے لگی تھی۔

ماہی کچھ بو کو کیا ہوا ہے،،، ارتضیٰ آیا تھا تم سے ملنے جھگڑا ہوا کیا تم دونوں کا،،،، ماہی کے رونے میں روانگی آتے دیکھ شائستہ بیگم کو پریشانی کا حق ہوئی تھی۔

وہ مجھے مار کر گیا ہے امی،،،، یہ دیکھیں تھپڑ مارا اس نے مجھے،،،، شائستہ بیگم کے براہ پوچھنے پر وہ ان سے دور ہوتی اپنے گال پر ہوتی جلن اور اس پر پڑا نشان شائستہ بیگم کو دیکھاتی غصے سے بولی تھی۔

کیا پر کیوں ماہی،،، تم نے کوئی غلطی کی کیا،،،ماہی کے گال پر انگلیوں کے نشان دیکھ کر شائستہ بیگم نے ماہی سے پوچھا تھا مگر اس کے چپ رہنے پر وہ خود ہی ماہی کی غلطی آخز کرتی بولیں تھیں۔

ہاں میری ہی تو غلطی ہے جو آپ سب کی سنی میں نے اور اس بے درد سے شادی کرلی جسے عورتوں کی عزت کا بھی نہیں پتا کب دل کرتا ہے تھپڑ مار دیتا ہے،،،شائستہ بیگم کی بات پر ماہی ان سے دور ہوتی غصے سے کھڑی ہوئی تھی۔

بات کیا ہوئی ہے وہ بتاؤ مجھے پریشان نہیں کرو ایسا بھی کیا ہو گیا تم دونوں کے بیچ کے اس نے شادی کے دوسرے دن تم ہاتھ اٹھایا،،،ماہی کو کاندھے سے پکڑتی شائستہ بیگم نے اسے بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

جو بھی ہوا ہو امی مگر میں غلط نہیں تھی وہ بڑے ابو کے مجھ سے نکاح کے فیصلے کا غصہ اتار کر گیا ہے اور میں کہہ رہی ہوں اب میں کسی کی نہیں سنو گی،،،شائستہ بیگم کی بات پر وہ خود کو صاف کہتی سارا الزام ارتضیٰ کے سر رکھتی غصے سے رگڑ کر آنسوؤں صاف کرتے ہوئے بولی تھی۔

میں تمہارے ابو سے بات کرتی ہوں،،،کوئی ضرورت نہیں ہے امی ابو کی پہلے ہی طبیعت ٹھیک نہیں بس اب میں واپس اوپر نہیں جاؤں گی،،،ماہی کے چہرے پر نشان دیکھ کر شائستہ بیگم کو ارتضیٰ کی حرکت پر افسوس ہوا تھا تبھی وہ اقبال صاحب سے بات کرنے کا سوچتی بولیں تھی۔

ایسے باتیں نہیں کرتے ماہی اگر ارتضیٰ کی غلطی ہے تو سب بات کریں گے ایسے رشتے ختم نہیں ہوتے،،،،ماہی کی بات پر وہ نفی میں گردن ہلاتی اسے نرمی سے سمجھانے لگی تھی۔

****

ارتضیٰ گھر نہیں چلنا کیا،،،، صبح سے ارتضیٰ کو کھویا کھویا دیکھ ازحان آفس آف ہونے کے بعد بھی اسے ایسے ہی سوچ میں ڈوبا دیکھ کر اس کے کیبنٹ میں آتا بولا تھا۔

ہاں نہیں وہ ایک دوست کے یہاں جانا ہے کھانے پر،،،،ازحان کی آواز پر حواس میں لوٹتا وہ اپنی پیشانی مسلتا بولا تھا۔

کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے تمہاری،،،،ہاں ٹھیک ہوں،،،، پھر اکیلے اکیلے دعوت کھانے جاؤ گے ماہی کو بھی تو لے کر جانا ہے نا پہلے گھر چلو پھر ساتھ چلے جانا،،،،ارتضیٰ کی بات پر اسے تعجب سے دیکھتا ازحان مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

نہیں وہ اس کی بیوی اپنے والد کے گھر گئی ہے تو اس لیے اس نے ملنے کے لیے بلایا تھا کہ گھر پر اکیلا ہے تو ساتھ کھانا کھاؤ اس کے،،، ازحان کو جواب دیتا وہ اپنا لیپ ٹاپ فائلز بیگ میں رکھنے لگا تھا۔

چلو پھر میں تو گھر جاؤں،،،، ارتضیٰ کی بات پر سر ہلاتا ازحان جانے کے لیے مڑا تھا۔

کیسے جاؤں گھر کیسے ملاوں کاماہی نظریں،،،، ازحان کو جاتا دیکھ ارتضیٰ ایک بار پھر سوچ میں ڈوبا تھا۔

میں ماہی کو کیسے یقین دلاؤں کے یہ شادی میں نے اپنی دلی رضامندی اور ماہی کی محبت میں گرفتار ہو کر کی ہے کیسے یقین ہو گا ماہی تمہیں مجھ پر میری محبت پر،،،، صبح سے اپنے ذہن میں گردش کرتے ماہی کے الفاظوں کو سوچ سوچ کر ارتضیٰ کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا جب وہ تکلیف سے آنکھیں بند کرتا واپس سے ایزی چیئر پر ڈھے گیا تھا۔

کیسے دے دوں طلاق کیسے رہوں گا میں مجھے یہ سوچ کیسے جینے دے گی کہ محبت ملی بھی اور گوا بھی دی مگر میں اسے زبردستی اپنے باندھ کر بھی تو نہیں رکھ سکتا،،، سرخ آنکھوں میں نمی لیے وہ موبائل اسکرین پر نظر آتی ماہی کی تصویر دیکھا اپنے دکھتے سر کو تھام گیا تھا۔

وہ آرزو جو باقی آرزوؤں کو کھا جائے

بس اسے ہی تو محبت کہتے ہیں

****

ارتضیٰ نہیں آیا تمہارے ساتھ،،،، نہیں ابو وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ گیا ہے،،،، شائستہ بیگم کے ماہی اور ارتضیٰ کے بیچ ہوئے جھگڑے کا بتانے پر شام سے ارتضیٰ کا انتظار کرتے اقبال صاحب آج ڈائیٹنگ ٹیبل پر خود آئے تھے کہ جب ارتضیٰ آفیس سے لوٹے گا تو وہ اس سے سب بات کریں گے یہ ہی وجہ تھی کہ انہوں نے گھر میں کسی سے بھی ماہی اور اس کے جھگڑے کا ذکر کرنے سے منع کیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ بات اعجاز صاحب تک پہنچے اور وہ غصے سے ارتضیٰ کو کچھ کہیں۔

تم اسے گھر لے کر آتے میں نے اس کے لیے اس کی پسند کا کھانا بنوایا تھا،،،، کچن سے آتی شائستہ بیگم ازحان کی بات سن کر بولیں تھیں جبکہ ارتضیٰ کے نا آنے کی خبر سنتی ماہی اپنے کھانے مگن ہوئی تھی۔

چلو آجائے گا آخر کو ماہی کو لینے بھی تو آئے گا رسم پوری کرنے کے لیے،،،، ماہی کے جھکے سر کو دیکھتے اقبال صاحب پر سوچ انداز میں گویا ہوئے تھے۔

For more visit (exponovels.com)

ویسے اتنا سناٹا کیوں ہوں اور تم کیا ایک ہی دن میں کم بولنے لگی ہو،،،، اقبال صاحب کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے ازحان نے ماہی کو دیکھا تھا جو صبح سے چپ تھی۔

نہیں تو بھائی میں تو چپ نہیں ہوئی،،،، ازحان کے سوال پر وہ زبردستی مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

****

اب کیسی طبعیت ہے اقبال،،،، دوالی تم نے،،، شام میں کھانے کے بعد واک کرنے کے لیے جاتے ہوئے اعجاز صاحب لاونج میں بیٹھے اقبال صاحب کے پاس آئے تھے اور ان کی طبیعت کا پوچھا تھا۔

جی بھائی کافی بہتر محسوس کر رہا ہوں،،،، اعجاز کے پوچھنے پر وہ مسکرائے تھے۔

پریشان لگ رہے ہو کیا بات ہے اب تو تمہیں پرسکوں ہونا چاہیے ہماری بیٹی خیر سے اپنے گھر کی ہو گئی ہے،،،، اقبال صاحب کے چہرے پر چھائی پریشانی کا نوٹس لیتے اعجاز صاحب نے پوچھا تھا۔

جی بھائی ارتضیٰ نے آیا ابھی تک گھر،،، اعجاز صاحب کی بات پر پھیکا سا مسکراتے ہوئے اقبال صاحب نے ارتضیٰ کے بارے میں پوچھا تھا آج وہ چاہا کر بھی خوش نہیں ہو پا رہے تھے بار بار ماہی کا روتا ہوا چہرہ انہیں اپنے سامنے دیکھائی دے رہا تھا۔

ارے میں بھول گیا آج ماہی بیٹی اگر چاہے تو میرے چلے نہیں تو پھر آج کی رات رہے یہاں کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ارتضیٰ کا فون آیا تھا کہ وہ آج نہیں آئے گا اپنے دوست کے ساتھ ہی اس کے گھر روکے گا،،، اقبال صاحب کی بات پر وہ ان کی پریشانی سمجھتے ہوئے انہیں ارتضیٰ سے کچھ دیر پہلے ہوئی بات کا بتایا تھا۔

السلام وعلیکم بڑے ابو،،، وعلیکم السلام،،، چائے لے کر آؤں آپ کے لیے،،،، اقبال صاحب کے پاس آتی ماہی اعجاز صاحب کو ان کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر ان سے سلام کرتی چائے کا پوچھنے لگی تھی۔

نہیں بیٹا وہ تو تمہاری بڑی امی نے بنوالی ہو گی تم یہ بتاؤ چلو گی میرے ساتھ یا پھر ارتضیٰ کے ساتھ جاؤ گی ویسے تو اصولن تو ارتضیٰ کے ساتھ ہی گھر آنا چاہیے مگر میں تمہارا بڑا ہوں تم میرے ساتھ چل سکتی ہو،،، چائے کو نا کرتے اعجاز صاحب نے ماہی کو اپنے ساتھ چلنے کے لیے پوچھا تھا جس پر وہ خاموشی سے سر جھکا گئی تھی جس کا مطلب صاف تھا وہ نہیں جانا چاہتی تھی۔

کوئی بات نہیں بھائی ارتضیٰ آجائے گا تب چلی جائے گی آج اسے میرے پاس رہنے دیں،،،ماہی کی خاموشی سمجھتے اقبال صاحب نے سہولت سے منع کیا تھا جس پر اعجاز صاحب گردن ہلاتے مسکرائے تھے۔

For more visit (exponovels.com)

چلو اب تم آرام کرو اقبال مانا طبیعت بہتر ہے پر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم لاپرواہی کرنا شروع کر دو،،،، اچھا بیٹا،،،، اقبال صاحب کے جواب پر وہ انہیں خیال رکھنے کی تاکید کرتے جانے کے لیے کھڑے ہوئے تھے اور ماہی کے سر پر ہاتھ رکھتے وہاں سے چلے گئے تھے۔

کوئی تو بات تھی جو آج اقبال نے مجھ سے شئیر نہیں کی پر کیوں،،،، اقبال صاحب کے بارے میں سوچتے ہوئے اعجاز صاحب سیڑھیاں چڑھ گئے تھے۔

****

ارتضیٰ،،،، جی چاچو،،،، السلام وعلیکم،،،، آج پورے دو دن بعد ارتضیٰ گھر لوٹا تھا جب پچھلے دو دن سے اس کی راہ تکتے اقبال صاحب نے اسے نیچے لان میں ہی روک لیا تھا جس پر وہ اقبال صاحب کے بولنا پر ان کے پاس آتا سلام کر گیا تھا۔

وعلیکم السلام،،، فرست مل گئی آج تمہیں گھر آنے کی،،،، ارتضیٰ کے سلام کا جواب دیتے اقبال صاحب نے سخت گیر لہجے میں پوچھا تھا۔

وہ چاچو علی کے ساتھ تھا،،، ٹھیک ہے تم جس کے بھی ساتھ تھے مگر اب حالات بدل گئے ہیں ارتضیٰ پہلے تم اپنے دوستوں کے ساتھ ہفتہ ہفتہ باہر رہے کر آئے ہو کبھی کسی نے نہیں پوچھا مگر اب سب بدل گیا ہے اب تم اکیلے نہیں رہے ہو تمہاری شادی ہو گئی ہے اب تمہاری ایک بیوی ہے جو تمہارے آنے کا انتظار کرتی ہے،،، اقبال صاحب کے چہرے پر سختی دیکھ ارتضیٰ تھوڑا کنفیوز ہوا تھا جب اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے اقبال صاحب نے بات کا آغاز کیا تھا جس پر وہ فقط گردن ہلا گیا تھا۔

کاش ایسا ہوتا کہ بیوی انتظار کرتی مگر افسوس اس نے تو فون کرنا گوارہ نہیں کیا،،، اقبال صاحب کی بات پر وہ دل میں سوچتا پھیکا سا مسکرایا تھا۔

آئندہ خیال رکھوں گا چاچو،،، کس سے بھاگ رہے ہو،،، اقبال صاحب کو جواب دیتا وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا تھا جب اچانک سے اقبال صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔

مطلب چاچو میں سمجھا نہیں،،، اقبال صاحب کی بات پر وہ تھوڑا سا ڈگمگایا تھا۔

ماہی پر ہاتھ کیوں اٹھایا تم نے ارتضیٰ اور پھر دن دن تک گھر نہیں آئے اس کا کیا مطلب سمجھیں ہم،،، ارتضیٰ کو ایک بار پھر بیٹھتے ہوئے اقبال صاحب سیدھے مدعے کی بات پر آئے تھے۔

کیوں ہاتھ اٹھایا کوئی غلطی ہوئی تھی تو مجھے بتاتے اعجاز بھائی کو بتاتے یہ کیا تک بنتی ہے کہ تم ہاتھ اٹھاؤ اور پھر بغیر کوئی بات کئے گھر سے غائب ہو جاؤ،،،، اقبال صاحب کے منہ سے تھپڑ والی بات سن ارتضیٰ شرمندہ ہوتا سر جھکا گیا تھا جب اس کے جھکے سر کو دیکھتے اقبال صاحب نرم پڑے سے اس بات کا تو انہیں اس دن ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ ارتضیٰ اپنی غلطی پر پیشمان ہے جب وہ گھر نہیں آیا تھا مگر پھر بھی وہ اسے سمجھانا چاہتے تھے کہ وہ دوبارہ ایسی غلطی نا کرے۔

سوری چاچو اس نے بات ہی ایسی کی کہ میرا خود پر کنٹرول نہیں رہا،،،، اقبال صاحب کو اپنی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے پا کر وہ آہستگی سے بولا تھا مگر اسے اس بات کا بھی دکھ تھا کہ ماہی نے سب گھر والوں کو یہ بات بتا دی تھی۔

کیا بات تھی،،،، میں بتا نہیں سکتا چاچو جو بات مجھے سن کر ابھی نہیں لگی مجھے نہیں پتا میں آپ کو کیسے بتاؤ،،،، کیسے بتاؤں آپ کو چاچو میں نہیں چاہتے ماہی کی ڈیمانڈ سن کر آپ کی طبیعت پھر سے بگڑے میں خود اسے سمجھاؤں گا ،،،، اقبال صاحب کے براہ پوچھنے پر بھی وہ انہیں بتانے سے منع کر گیا تھا کیونکہ دل میں ان کی طبیعت کا سوچتا وہ سب خود ہینڈل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تو تم نہیں بتاؤ گے،،،، ارتضیٰ کو سوچ میں ڈوبے دیکھ اقبال صاحب نے اسے بغور دیکھا تھا جس پر وہ نفی میں گردن ہلا گیا تھا۔

میں آئندہ خیال رکھوں گا چاچو ابھی کے لیے معاف کر دیں،،، مجھے پتا تھا اس لیے میں نے اس بارے میں اعجاز بھائی سے کوئی بات نہیں کی اور تم بھی نہیں کرنا،،، اقبال صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑ تا وہ اپنی غلطی کی تلافی کر گیا تھا جس پر اقبال صاحب مسکرائے تھے آخر کو انہیں پتا تھا ان کا بھتیجا ان کی بات کو سمجھے گا بھی اور اپنی غلطی کی معافی بھی مانگے گا۔

میں ماہی کو لے جاؤں ساتھ اجازت ہے،،، اقبال صاحب کے گلے لگتا وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

دیکھ لو اگر وہ جائے تو لے جانا نہیں تو وہ تو منع کر چکی جانے سے بھائی بھئی آئے ہیں بھابھی بھی آئی ہیں اسے لینے کے لیے مگر نہیں گئی میں نے ابھی تک تو یہ کہ کر بات سنبھالی تھی کہ تمہارے ساتھ چلی جائے گی اب تم دیکھو ،،، ارتضیٰ کے اجازت مانگنے پر اسے اجازت دیتے اسے ماہی کے غصے اور ارادے سے بھی آگاہ کر گئے تھے۔

چلیں پھر آپ اپنے بیٹے کو دیکھیں،،، اللہ پاک میرے دونوں بچوں کو خوش رکھے آمین،،، اقبال صاحب کی بات پر وہ مسکراتا ہوا گھر کے اندر داخل ہوا تھا جب اسے جاتے دیکھ اقبال صاحب نے دل سے دعا کی تھی۔

****

السلام وعلیکم چاچی،،،،کچن میں کام کرتی شائستہ بیگم کے پاس آتی ارتضیٰ نے ان کے آگے جھکتے ہوئے سلام کیا تھا۔

وعلیکم السلام چاچو سے ملے اپنے،،،،،جی چاچی سوری،،،،،بیٹے ماں معافی نہیں مانگتے بیٹا،،،ارتضیٰ کے جھکے سر پر ہاتھ رکھتی شائستہ بیگم نے اسے بغور دیکھا تھا جس پر وہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتا معافی مانگنے لگا تھا جب شائستہ بیگم نے ان کے بندھے ہوئے ہاتھ نیچے کئے تھے۔

ماہی کہاں ہے،،،،لاونج کچن میں کہیں بھی ماہی کو نا پاتے ارتضیٰ نے شائستہ بیگم سے پوچھا تھا۔

اوپر گئی ہے موسم کے مزے لینے کے لیے،،،،ارتضیٰ کے پوچھنے پر وہ ہلکا سا مسکرائیں تھیں۔

میں آتا ہو چاچی،،،،شائستہ بیگم کی بات پر وہ مسکرا کر اوپر کی سمت بڑھا تھا۔

نجمعہ بیگم سے مل کر سیدھا وہ ٹیرس پر آیا تھا اور آتے ہی ارتضیٰ نے خاموشی سے ابہیا اور مرحا کو نیچے جانے کا اشارہ کیا تھا جب اس کی نظر خاموشی سے آسمان کو دیکھتی ماہی ہر پڑی تھی۔

کچھ پاگل سی کچھ چنچل سی

کچھ شوخ ہواؤں جیسی ہے

ماہی کی طرف بڑھتا وہ نہایت ہی پر سکوں لہجے میں کہتا مسکرایا تھا جب ارتضیٰ کی آواز پر اس نے حیران کن نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

جو کہنا ہو کہہ دیتی ہے بن کہے نہ چپ رہتی ہے
آنکھوں میں ہے گیت اس کے بن کہے سنگیت
ہنسے تو ہنستی ہے دیوانوں کی طرح
روئے تو سب کو رلا دیتی ہوں

ماہی کے دیکھنے پر وہ محبت کا جہاں آنکھوں میں بسائے مسکرایا تھا جب وہ اسے مسکراتا ہوا دیکھ کر غصے سے رخ موڑ گئی تھی۔

پھولوں سے اسے عشق بہت پر کانٹوں میں الجھ جاتی ہے
رم جھم بارش میں نہاتی ہے پھر خود میں ہی کھو جاتی ہے

ماہی کے خوبصورت سر آپائے کو محبت پاش نظروں سے دیکھتا وہ اس کے پیچھے آتا کھڑا ہوا تھا جب اس کی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتی ماہی جو ارتضیٰ کی سحر زدہ آواز میں کھوئی ہوئی تھی اچانک سے ہوش میں آتی گھبرائی تھی۔

حنا چوڑیاں ہے بہت پسند اسے اور رنگ تین وائیٹ بلیک اور ریڈ کبھی دل چاہتا ہے اسے دور کسی دنیا میں لے جاؤں
اور سنیاسی بنادوں اسے بوجھیں تو ایک پہیلی ہے

پیچھے سے ماہی کو اپنے حصار میں لیتا وہ خمار بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا جس پر ماہی کے دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔

پر خود میں بہت اکیلی ہے بولتی ہے خود میں بہت
اور تنہائی ہے پسند اسے جذبوں میں سچائی بہت
لفظوں میں گہرائی ہے جو مجھ پر ہوتے تو میں اڑ کر جاتا
آسمان کو چھو کر آتا پر میں سلجھا ہوا ہوں بہت

ارتضیٰ کا حصار توڑنے کی کوشش کرتی ماہی کے ہاتھوں کو وہ اپنی مضبوط گرفت میں لیتا اس کے کان کے قریب جھکتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولا تھا جس پر وہ سانس روک گئی تھی۔

وہ الجھی الجھی سی رہتی ہے ہے بلا کی ضدی اور خود دار بہت اپنے من کی کرتی ہے کسی کی نہیں سنتی ہے
نرم ہے موم جیسی پر دل ہے پھتر کا چاہنے والا ملا ہے بہت پر وہ انجان بنی ہوئی ہے روح کو چھو جانے کے لیے ہے
وہ منتظر مگر وہ دور ہوئی بیٹھی ہے

ارتضیٰ کا حصار توڑتی وہ اس سے دور ہوئی تھی جب وہ سر کھجاتا ہوا معنی خیزی سے مسکرایا تھا۔

گھر چلو،،، میں اپنے گھر پر ہی ہوں ارتضیٰ قریشی جی،،، غصے سے اسے اپنی طرف گھورتے ہوئے دیکھ وہ اس کی سمت بڑھتا ہوا بولا تھا جس پر وہ دانت پیستے ہوئے بولی تھی۔

تو تم کیا چاہتی ہو میں یہ کہوں کہ کمرے میں چلو اپنے،،،، جی نہیں مجھے جانا ہی نہیں ہے آپ کے پورشن میں،،،
ماہی کی بات اور غصے کو ہوا میں اڑتا وہ مسکراتا ہوا بولا تھا جس پر وہ اس دیکھ کر وہاں سے جانے لگی تھی۔

ماہی رک جاؤ بات سنو،،، ماہی کو جاتے دیکھ وہ اس کے پیچھے آتا بولا تھا مگر وہ اس کی ایک بھی سنے بغیر سیڑھیاں اتر گئی تھی۔

حد ہے غلطی بھی اس کی اور نکھرا بھی اس ہی کا،،،ایسے نہیں مانے گی یہ نرمی کی زبان کہاں سمجھ آتی ہے اسے ،،،ماہی کے چلے جانے پر وہ غصے سے بالوں میں ہاتھ ڈالتا دل میں سوچتا اس کے پیچھے گیا تھا۔

چلو اوپر،،،،میں نے کہانا میں نہیں جاؤں گی،،،ماہی کے پیچھے آتے ارتضیٰ نے اسے سختی سے چلنے کا کہا تھا جس پر وہ کاؤنچ میں موجود سب کو ایک نظر دیکھتی نڈر لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

ماہی ضد چھوڑو اور چلو میرے ساتھ چاچو کا سوچو،،،مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانے تو نہیں جانا ارتضیٰ،،،اسے اپنی بات پر اڑے دیکھ وہ دبے لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

ٹھیک ہے پھر اگر تم نہیں چلو گئی تو جن سب کے سامنے تم یہ سمجھ رہی ہو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا تو کان کھول کر سن لو ان سب کے سامنے ہی اٹھا کر لے جاؤں گا،،،،ماہی کی چلاقی سمجھتا وہ اپنی جون میں آیا تھا جب اس کی بات پر ماہی نے اسے بے یقینی سے دیکھا جیسے اس کی دماغی صحت پر شک ہو۔

نہیں چلو گی تو ٹھیک ہے پھر،،،، نہیں نہیں میں چل رہی ہوں،،،ماہی کو نا مانتے دیکھ وہ آگے بڑھتا اسے اٹھانے ہی لگا تھا جب وہ لاؤنج میں بیٹھے اقبال صاحب اور اعجاز صاحب کو اپنی طرف متوجہ ہوئے دیکھ کر اسے روک گئی تھی۔

تو چلو،،،ماہی کی بات ہر وہ کھل کر مسکرایا تھا جب وہ ہاتھ لمبے کرتا اسے چلنے کا اشارہ کر گیا تھا جس پر وہ غصے سے اسے دیکھتی ہوئی آگے بڑھی تھی اور اس کے پیچھے پیچھے ارتضیٰ۔

آپ کو کیا لگتا ہے میں یہاں آئی تو اپنا کہا بھول گئی ہوں،،،، پیر پٹکتی ہوئی وہ کمرے میں داخل ہوئی تھی جب اپنے پیچھے آتے ارتضیٰ کو دروازہ بند کرتے دیکھ کر وہ غصے سے بولی تھی۔

تو کیا نہیں بھولی تو اب بھول جاؤ گی،،،، وہ شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔

میں بھولنا ہی نہیں چاہتی میں اپنی بات پر قائم ہوں،،، ارتضیٰ کے بدلے رویے کو دیکھ کر وہ دو قدم پیچھے لیتی بظاہر خود کو مضبوط ظاہر کرتی بولی تھی جبکہ اس وقت اس کا وہ حال تھا کہ وہ ارتضیٰ کی شوخ بے باک نظروں سے اوجھل ہو جائے۔

میں بھی اپنی بات پر قائم ہوں ماہی،،، ماہی کے سمت قدم اٹھتا وہ اس کی پیشانی پر نمودار ہوئی پسینے کی بوندیں ابھرتے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

آپ دور ہی رہیں مجھ سے،،، دور رہوں گا تو بات کیسے ہو گی میں تو آج سب باتیں ختم کرنے کے موڈ میں ہوں ،،، ارتضیٰ کو اپنے نہایت قریب آتے دیکھ کر وہ مزید پیچھے ہوئی تھی کہ دیوار سے جا لگی تھی۔

ایک آخری بار تمہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں یہ سوچ کر کہ شاید سمجھ جاؤ تم،،، کہ یہ طلاق نا صرف ہم دونوں کو برباد کرے گی بلکہ ہمارے ہنستے کھیلتے گھر کو بھی ختم کر دے گی،،،، یہ ایک رشتہ ختم ہونے سے سب رشتے ختم ہو جائیں گے،،، اور چاچو کے بارے میں بھی تو سوچو ماہی اگر کل کو تم مجھ سے طلاق لے کر واپس جاتی ہو تو جس چیز کا زمے دار تم ربیکا کو ٹھہرا رہی تھی وہ خود اپنے ہاتھوں سے کرو گی،،، دیوار سے لگی ماہی کے ارگرد ہاتھ رکھتا وہ اسے نرمی سے کہتا بغور جائزہ لیتے دیکھنے لگا تھا جو ارتضیٰ کی قربت اور اس کی باتوں سے سوچ میں پڑی تھی۔

میں تمہیں کہہ رہا ہوں ماہی،،،، ماہی کو چپ دیکھتا وہ اس کے جھکے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑتا اپنے روبرو کر گیا تھا

۔

مثالِ بُت تُجھے تکتے ہیں ٹکٹکی باندھے
تُو سامنے ہو تو ہم آنکھ کم جھپکتے ہیں

پر میں آپ پر بھی مسلط نہیں ہو چاہتی،،، وہ تو تم ہو گئی ہو،،،، ارتضیٰ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی وہ نم لہجے میں بولی تھی جس پر وہ معنی خیزی سے مسکراتا بولا تھا۔

اس لیے تو کہہ رہی ہوں چھوڑ دیں مجھے،،،، ارتضیٰ کی بات پر وہ رخ موڑتی بے بسی سے بولی تھی۔

پر مجھے تمہیں اپنے سر پر مسلط کر کے مزہ آرہا ہے،،،ماہی کا رخ اپنی طرف موڑ تا وہ آنکھ دباتے ہوئے شرارتی ہوا تھا جس پر ماہی نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

میں کبھی نہیں چاہتی تھی کہ میری شادی اس شخص سے ہو جو مجھ سے محبت تو دور کی بات میری شکل تک نا دیکھنا پسند کرتا ہو،،،ارتضیٰ کا ہاتھ دور جھٹکتی وہ اس کی طرف دیکھتی افسردہ ہوئی تھی۔

تو اب کون دیکھ رہا ہے تمہیں ماہی پچھلے پندرہ منٹ سے مسلسل تمہیں ہی دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں اب بھی نہیں لگتا کہ تمہیں محبت کرنے والا شوہر مل گیا ہے،،،ماہی کے رخسار پر بہتے ہوئے آنسوں صاف کرتا وہ محبت پاش لہجے میں گویا ہوا تھا۔

پر پیار تو نہیں کرتے آپ ارتضیٰ،،،ارتضیٰ کی لہجے میں اپنی لیے محبت محسوس کرتی ماہی کے دل نے اس کے حق میں گواہی دی تھی مگر دماغ تھا کہ اس کے منہ سے اظہار محبت سننے کے لیے بے قرار تھا۔

حد ہے اب تم کہنا چاہتی ہو تمہارے لیے چاند تارے توڑ کر لاؤں پھر مانو گی کہ محبت کرتا ہوں تم سے،،، عجیب لڑکی ہو تم یہاں میں جھکے جھکے تھک گیا ہوں اور تم ہو کہ اب بھی وہیں اٹکی ہو ایک مرد اپنی پسند کردہ عورت کے سامنے ہی جھکتا ہے ماہی وہ ہر کسی آگے نہیں جھکتا اب بولو،،،

ماہی کی بات پر وہ اس سے دور ہوتا اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتا بولا تھا جب حیرت سے چھوٹی آنکھیں کرتی ماہی کی طرف مڑتا وہ اس کے چھوٹے سے دماغ پر چت لگاتا مسکرایا تھا۔

ہاں اب کہو بھول گئی اپنی کہی فضول باتیں،،،،ماہی کے قریب آتا وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا جس پر ماہی نے بے ساختہ اثبات میں سر ہلایا تھا اور وہی اس کی ہاں کرنے پر خوش ہوتے ارتضیٰ نے اسے اپنی حصار میں لیا تھا۔

آئے لو یو،،،،میں نے بہت محبت،،،،،کون ہے،،،،،ماہی کو سینے سے لگائے وہ اس کے سر میں ہاتھ چلاتا اپنی محبت کا اظہار کر رہے تھا جب اچانک سے ڈور پر ہوتی دستک پر وہ بے زار سی شکل بناتے ہوئے بولا تھا۔

میں ہوں عاشی،،،،ابو بلا رہے ہیں ارتضیٰ بھائی،،،،ارتضیٰ کی آواز پر عاشی اسے اعجاز صاحب کا پیغام دیتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

چلو میں آتا ہو پر جب تک تم کچھ دے کر جاتا ہوں،،،،ماہی کو خود سے دور کرتا وہ جانے کے لیے مڑا تھا جب کچھ یاد آنے پر وہ واپس مڑتا واڈروب کی طرف بڑھا تھا۔

یہ میرے پیار کی داستان سمجھ لو جب تک میں آتا ہوں تم اس سے کام چلاؤ اس کے بعد میں جو کام ادھورا چھوڑ کر جا رہا ہوں اسے آکر پورا کروں گا،،،،واڈروب سے ایک لڑکی کا بڑا سا باکس نکلاتا اسے ٹیبل پر رکھتا جھک کر

عقیدت و محبت سے ماہی کی پیشانی پر بوسہ دیتا چلا گیا تھا جبکہ ارتضیٰ کی باتوں اور محبت کے حصار میں لپٹی ماہی دروازہ بند ہونے کی آواز پر حواس میں لوٹی تھی۔

****

For more visit (exponovels.com)

ابو آپ نے بلایا تھا،،، کمرے میں داخل ہوتے ارتضیٰ نے کتاب پڑھتے اعجاز صاحب کو مخاطب کیا تھا۔

ہاں بیٹھو،،، کتاب بند کرتے آنکھوں سے گلاسز اترتے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اعجاز صاحب نے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا کہا تھا جس پر وہ خاموشی سے سر جھکا تا بیٹھ گیا تھا۔

دو دن سے گھر نہیں آرہے تھے،،، اس کے پیچھے کی وجہ جان سکتا ہوں،،،، جی ابو،،، پہلے میری سنو،،، اقبال نے مجھے نہیں بتایا مگر میرے یہ بال بیٹا دھوپ میں سفید نہیں ہوئے عمر لگی ہے کیا بات تھی جو تم گھر نہیں آرہے تھے اور ماہی بیٹا بھی پریشان تھی،،، ارتضیٰ کا بغور مطالعہ کرتے اعجاز صاحب نے روب دار لہجے میں بات کا آغاز کیا تھا جب وہ اپنی بات چھپانے کی غرض بیچ میں بولا تھا مگر اعجاز صاحب اسے سختی سے ٹوکتے ہوئے اپنی بات پوری کرتے اس کے چہرے پر آئے رنگ دیکھنے لگے تھے۔

ابو وہ،،، صاف صاف بات کرو ارتضیٰ جھوٹ برداشت نہیں کروں گا میں،،، اعجاز صاحب کی غصے سے ڈرتا وہ بہانہ تلاش کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا جب اعجاز صاحب اس کی طرف جھکتے دبے دبے لہجے میں دھاڑے تھے۔

ابو وہ میرا ماہی پر ہاتھ اٹھ گیا تھا مگر سے غلطی سے،،،ماہی نے مجھ سے طلاق کا مطالبہ کیا تو میں خود پر کنٹرول نہیں رکھ سکا بس اس ہی لیے گھر نہیں آرہا تھا،،، کیاااا،،، اعجاز صاحب کی غصے سے باخوبی واقف ارتضیٰ نے ایک ہی سانس میں انہیں ساری بات بتائی تھی جس پر اعجاز صاحب کی چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

وہ تو بچی ہے تم نے ہاتھ کیوں اٹھایا ارتضیٰ،،، ابو غلطی ہو گئی دوبارہ کبھی نہیں ہو گا،،، ارتضیٰ کی بات سن کر اعجاز صاحب بھڑکے تھے جبکہ ارتضیٰ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

یہ کیا طریقہ ہے بیٹھ کر بات کرتے اسے سمجھاتے،،، میں نے سمجھایا تھا ابو،،، ارتضیٰ کو غصے سے دیکھتے اعجاز صاحب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے جب وہ ان کے ساتھ ہی پریشانی میں کھڑا ہوا تھا۔

تم نے ہمیں بتانا ضروری نہیں سمجھا خود بڑے بن گئے ہم بڑے کس لیے ہیں مگر تمہیں تو بڑوں کی ضرورت نہیں ہے تم خود بہت بڑے ہو گئے ہو نا،،، غصے سے کمرے میں ٹہلتے ہوئے اعجاز صاحب نے خود پر قابو پانے کی کوشش کی تھی جو ناکام ٹھہری تھی جبھی وہ ارتضیٰ کے سمے بڑھتے ہوئے بولے تھے۔

تم نے ایک بار پھر مجھے میرے چھوٹے بھائی کے سامنے شرمندہ کیا ہے ارتضیٰ،،، کیا سوچتا ہو گا اقبال میرے بارے میں کہ میرے ہوتے ہوئے تم نے بچی پر شادی کے اگلے روز ہی ہاتھ اٹھا لیا،،، ارتضیٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اعجاز صاحب نے افسردگی سے کہا تھا۔

سوری ابو پر اب سب ٹھیک ہے ماہی مان گئی ہے میں نے چاچو چاچی دونوں سے معافی بھی مانگ لی ہے،،،، اعجاز صاحب کی نم آنکھوں میں دیکھتا وہ شرمسار ہوتے بولا تھا۔

ماہی کو بلاؤ مجھے بات کرنی ہے اس سے،،،، ارتضیٰ کی بات ہر متفق نا ہوتے اعجاز صاحب نے ماہی کو بلانے کا کہا تھا
۔

****

ارتضیٰ مجھے بھی کاپی دو میں بھی اپنا نام لکھوں گی،،،، ارتضیٰ کو ایک سائیڈ پر بیٹھے دیکھ وہ کھیل چھوڑتی اس کے پاس آئی تھی جب اسے رجسٹر پر اپنا نام لکھتے دیکھ کر لکھنے کا شوق ہوا تھا۔

یہاں لکھو،،،، اپنی کاپیز میں سے کاپی نکالتا وہ ماہی کی سمت بڑھتا اسے لکھنے کا کہتا مسکرایا تھا۔

کیا کیا لکھوں،،،، کاپی کے صاف پیج کو دیکھتی وہ پین پکڑنے کی کوشش کرتی بولی تھی۔

اپنا نام لکھوں آتا ہے نا لکھنا،،، تھوڑا تھوڑا،،،ماہی کی معصومیت پر نفی میں گردن ہلاتا وہ اس کا ہاتھ پکڑتے لکھوانے لگا تھا جب اس کے پوچھے گئے سوال پر وہ اداسی سے بولی تھی جس پر وہ اپنی چیئر گھسیٹتا ہوا اس کے چیئر کے برابر میں رکھ گیا تھا۔

میں پورا سیکھا دوں گا،،،سچ ارتضیٰ،،، ہہم چلو سہی سے پکڑو یہاں سے اور ادھر دیکھو،،،ماہی کے گال کھنچتا وہ اسے پین اچھے سے پکڑواتا اس کا دھیان کاپی کی طرف کرواتا بولا تھا۔

ماہی،،،یہ ہو گیا تمہارا اور اب ہم اسے پورا کریں گے،،،یہ پورا نہیں ہے،،،، نہیں،،،اپنے ہاتھ میں ماہی کا چھوٹا سا ہاتھ لیتا وہ ماہی کا نام لکھ کر سوچ میں ڈوبا تھا اور وہی اپنا نام دیکھ کر وہ خوش ہوئی تھی جب اپنے ذہن میں آئے خیال کو پورا کرتا ارتضیٰ ایک بار پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا نام لکھوانے لگا تھا جس پر ماہی نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

ماہی ارتضیٰ قریشی،،،،یہ کیا لکھا ہے اتنا لمبا،،،،نام لکھ کر ماہی کا ہاتھ چھوڑتا ارتضیٰ کاپی پر چھوٹی سی پیاری سی ہینڈ رائٹنگ میں لکھا ماہی کے نام کے ساتھ اپنا نام دیکھ کر وہ زندگی سے بھرپور مسکرایا تھا جبکہ ماہی اپنا نام لمبا ہوتے دیکھ کر ارتضیٰ کے کندھے پر ہاتھ مارتی پوچھ گئی تھی۔

پورا نام لکھا ہے تمہارا،،،،ماہی ارتضیٰ قریشی،،،،ماہی کے پوچھنے پر وہ مسکراتا ہوا کاپی اپنی بیگ میں رکھتا ہوا بولا تھا جس پر ماہی بھی مسکرائی تھی۔

یہ اب تک ارتضیٰ کے پاس تھی،،،،،ارتضیٰ کے جانے کے بعد وہ باکس کھول کر دیکھتی حیران ہوئی تھی جن میں ماہی کی ٹوٹی ہوئی چوڑیاں جو ہر بار ارتضیٰ کی ہی غلطی سے ٹوٹیں تھیں اور اس کی ہینڈ لائیٹنگ میں لکھا گیا ماہی ارتضیٰ کا نام جو ارتضیٰ نے اپنی جان کی طرح سنبھال کر رکھا تھا۔

وہ جو قاتل ہے ستم گر ہے محبت کا میری
ہم نے عنوان غزل اس کو بنا رکھا ہے

یہ لو صاف کرو یہ لپ اسٹک بھی،،،،،اچھا ستم گر بھی میں،،،،باکس سے بے صبری سے سب سامان نکال کر دیکھتی ماہی نے ارتضیٰ کا رومال اٹھایا تھا جس پر اسی کی اتری ریڈ لپ اسٹک کا نشان تھا جو وہ ولید کے ساتھ جانے کے لیے لگا کر آئی تھی مگر ارتضیٰ نے روب جماتے اتارنا دی تھی تب اس کی نظر رومال پر لکھے شعر پر پڑی تھی
۔

جب محبت کرتے تھے تو پہلے کیوں نہیں بتایا نفرت کا اظہار تو کرتے نہیں تھکتے تھے،،،،نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی وہ دل میں سوچ گئی تھی۔

خیر ہے ماہی کیا دیکھ رہی ہو اور ہنس بھی رہی ہو،،، اپنی اور ارتضیٰ کی کھٹی میٹھی نوک جھوک یاد کرتی وہ خود میں ہی مسکرا رہی تھی جب کمرے میں داخل ہوتی ابہیا نے اسے اکیلے میں مسکراتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تھا۔

ابہیا ارتضیٰ کتنے بڑے جھوٹے ہیں مجھ سے محبت کرتے تھے مگر کبھی بتایا نہیں،،، ابہیا کے گلے لگتی ماہی نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پر ابہیا بھی مسکرائی تھی۔

یہ دیکھو،،، میں نے سب دیکھا ہوا ہے ماہی کافی پہلے سے،،، خوشی سے چہکتی ہوئی ماہی نے ارتضیٰ کی محفوظ کردہ چیزیں اسے دیکھائی تھی جس پر ابہیا مسکرائی تھی۔

سچ میں تم جانتی تھی،،، تو مجھے کیوں نہیں بتایا،،، بھائی نے منع کیا تھا یاد ہے جب تم نے بھائی کے بارے میں برا بھلا کہا تھا تو مجھے کیوں برا لگا تھا اس ہی وجہ سے کہ وہ جس لڑکی سے پیار کرتے ہیں وہ ہی ان کے بارے میں اتنا غلط سوچتی ہے،،، سوری ابہیا مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا،،، ابہیا کے منہ سے سب جاننے کا سنتی ماہی نے خفگی سے اسے گھورا تھا جس پر وہ ماہی کے چہرے پر آنسوؤں صاف کرتی اسے دوستانہ لہجے میں بتانے لگی تھی جس پر وہ شرمندہ ہوتی سر جھکا گئی تھی۔

کوئی بات نہیں،،،ارے میں تو بھول گئی ابو بلا رہے تھے تمہیں،،،،ماہی کی خوشی میں اس کے ساتھ خوش ہوتی ابہیا جس کام کے لیے آئی تھی وہ تو بھول ہی گئی تھی۔

مجھے پر کیوں،،،پہلے ارتضیٰ کو بھی بلایا تھا،،،یہ تو نہیں پتا جاؤ جا کر پتا کرو پھر مجھے بھی بتانا یہ میں رکھ دوں گی،،،، اعجاز صاحب کے بلوانے پر وہ تھوڑی سی گبھرائی تھی اور سب سامان اٹھانے لگی تھی جب اس کے ہاتھ سے باکس لیتی ابہیا نے اسے جانے کا کہا تھا۔

****

جی بڑے ابو آپ نے بلایا تھا،،،اعجاز صاحب کے کمرے میں داخل ہوتی ماہی ارتضیٰ کو وہاں پہلے سے موجود دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔

آؤ ماہی بیٹا ادھر میرے پاس آؤ،،،،ماہی کے پوچھنے پر اسے اپنے پاس بیٹھنے کا کہتے اعجاز صاحب نے ایک نظر خاموش بیٹھے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

کوئی بات ہوئی ہے کیا بڑے ابو،،،،ارتضیٰ کی خاموشی اور اعجاز صاحب کے چہرے پر چھائی سختی دیکھ کر ماہی نے ڈرتے ہوئے پوچھا تھا۔

ہاں بیٹا بات تو ہوئی تھی مگر آپ نے مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا کیا مجھ پر یقین نہیں تھا آپ کو،،، کیا بات بڑے ابو،،، ماہی کے سر پر ہاتھ رکھتے اعجاز صاحب نے نرمی سے شکوہ کیا تھا جس پر وہ نا سمجھی سے سامنے بیٹھے ارتضیٰ کو دیکھتی پوچھ گئی تھی صدا کی نرم دل ماہی ارتضیٰ کے ایک معافی مانگنے سے ہی سب بات بھول گئی تھی۔

ارتضیٰ نے آپ پر ہاتھ اٹھایا اور آپ نے مجھے یا اپنی بڑی امی کو بتایا بھی نہیں،،، ہمیں بتاتی تو ہم اس کے کان کھینچتے اسے سزا دیتے کہ یہ دوبارہ ایسی غلطی نا کرے پر آپ نے تو اپنے بڑے ابو کو صرف بڑا ابو کہا ہے کبھی مانا نہیں ہے،،، ماہی کے بات نا سمجھنے پر اعجاز صاحب مدعے کی بات پر آئے تھے جس پر ماہی نے حیرت سے ارتضیٰ کو دیکھا تھا کیونکہ یہ بات ماہی اور ارتضیٰ کے علاوہ صرف اقبال صاحب اور شائستہ بیگم کا پتا تھی۔

نہیں بڑے ابو ایسی بات نہیں ہے،،، اگر ایسی بات نہیں ہے تو پھر آپ نے بتایا کیوں نہیں،،، اعجاز صاحب کی بات پر وہ شرمندہ ہوتی فقط اتنا ہی بول پائی تھی۔

میں آئندہ کچھ بھی ہو گا پہلے آپ کو بتاؤ گی پکا،،، اعجاز صاحب کو ناراض ہوتے دیکھ وہ اپنی شہ رگ پر ہاتھ رکھتی معصومیت سے بولی تھی۔

ٹھیک اب اس کا کیا کرنا ہے یہ سوچا ہے آپ نے،،،ماہی کی طرف نرم مسکراہٹ سے دیکھتے اعجاز صاحب نے سامنے سر جھکائے بیٹھے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

میں نے معاف کر دیا کیونکہ اب دوبارہ وہ غلطی میں بھی نہیں کروں گی اور ارتضیٰ بھی نہیں کریں گے،،،ارتضیٰ کے جھکے سر کر دیکھتی ماہی نے مسکراتے ہوئے اپنی غلطی دوبارہ نا دھرانے کا کہا تھا جس پر ارتضیٰ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

شاباش بیٹا،،،اب تم کیا ایسے ہی بیٹھے رہو گے،،،،ماہی کے سر پر ہاتھ رکھتے اعجاز صاحب نے ارتضیٰ کو دیکھا تھا۔

جی ابو،،،،اعجاز صاحب کی بات پر وہ نا سمجھی سے بولا تھا۔

ماہی کو اور اپنی امی کو لے جاؤ شاپنگ کے لیے ولیمے کی تیاری پکڑو اب اتوار کا دن سوچا ہے میں نے اور اقبال نے ،،،،جی،،،ارتضیٰ کو اپنے اور اقبال صاحب کے کردہ فیصلے سے آگاہ کرتے اعجاز صاحب نے اسے حکم جاری کیا تھا جس پر وہ فرمابرداری سے سر ہلاتا مسکرایا تھا۔

میں کوئی ہیلپ کروں بڑی امی،،،کچن میں کام میں مصروف ابیہا عاشی اور نجمعہ بیگم کو دیکھتی ماہی نے پوچھا تھا۔

نہیں نہیں ماہی بیٹا ہم کر لیں گے،،،ماہی کے پوچھنے پر مسک را کر اسے دیکھتی نجمعہ بیگم نے سہولت سے منع کیا تھا
۔

بڑی امی اب تو ایک ڈیڑھ ہفتہ ہونے کو آیا ہے شادی کو اب تو کرنے دیں،،،، نجمعہ بیگم کے منع کرنے کے باوجود وہ ان کے ساتھ سیلیڈ بنانے لگی تھی جب نجمعہ بیگم نے اس کے آگے سے سبزیاں اٹھالی تھی۔

جب تک تم کھیر میں ہاتھ نہیں ڈال لیتی جب تک کسی چیز میں ہاتھ نہیں ڈالو ماہی میں چاہتی ہوں میری بہو میٹھے سے شروعات کرے اور پھر ایک دن کی تو بات ہے آج یہ ریسیپشن ہو جائے کل انشاء اللہ تم کہو گی تو تم سے میٹھا بنوالوں گی خوش،،،،ماہی کے ضد کرنے پر مسکرا کر اسے دیکھتی نجمعہ بیگم نے نرمی سے اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے سمجھایا تھا۔

امی میرا کام تو ہو گیا،،،، میں ماہی چلے جائیں پارلر،،،، کباب فرائے کر کے فارغ ہوتی ابیہا نے نجمعہ بیگم کے پاس آتے پوچھا تھا جس پر نجمعہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

چلو ماہی،،،، نہیں مجھے پارکر نہیں جانا میں گھر پر ہی تیار ہو جاؤں گی،،،، نجمعہ بیگم کی اجازت ملتے ہی ابیہا نے ہاتھ پکڑتے ماہی کو چلنے کا کہا تھا جس پر وہ بے دلی سے کہتی اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔

کیوں ماہی آج کے دن تو تمہیں اچھے سے تیار ہونا چاہیے،،،ماہی کے انکار کرنے پر جب سے خاموشی سے اپنا کام کرتی عاشی پریشان ہوتی اس کے پاس آئی تھی۔

کیا ہوا ماہی کوئی بات ہے کیا،،،،ماہی کو خاموش دیکھتی نجمعہ بیگم نے نرمی سے استفسار کیا تھا۔

بڑی امی میں نہیں چاہتی پھر سے وہی سب ہو میں وہ دن کبھی یاد نہیں کرنا چاہتی مجھے پارلر نہیں جانا،،،اور میں چاہتا ہوں کہ وہ دن نا کبھی میں بھولوں اور نا ہی تم ماہی وہ دن تھوڑا برا اور مشکل تھا مگر اس کے بعد بہت خوبصورت صبح ہوئی ہے میں تو اپنے بچوں کو بتاؤں گا کیسے ان کے مما پاپا کی شادی ہوئی تھی،،، نجمعہ بیگم کے پوچھنے پر روہانسی ہوتی بولی تھی جب کس کام سے جاتے ارتضیٰ نے اس کی بات سنی تھی اور وہ اپنا کام چھوڑ کچن میں آیا تھا اور ماہی کو دیکھتا ہوا شوخ لہجے میں گویا ہوا تھا جس پر وہاں موجود سب مسکرائے تھے سوائے ماہی کے جو حیرت انگیزی سے ارتضیٰ کو دیکھ رہی تھی۔

نہیں مجھے نہیں جانا کہیں،،،ارتضیٰ کی بے باک نظروں سے نظر چراتی وہ اب بھی اپنی بات پر قائم تھی۔

یہ کہو کہ تمہارا اپنے شوہر کے گھر میں اتنا دل لگ گیا ہے کہ تم کچھ دیر کے لیے بھی باہر نہیں جانا چاہتی،،،ماہی کو نا مانتے دیکھ وہ اس کے روبرو بیٹھتا لہجے میں شرارت لیے ہوئے تھے۔

جو بھی ہے میں گھر پر تیار ہو جاؤں گی،،، ارتضیٰ کو شرارت کے موڈ میں دیکھتی وہ اسے آنکھیں دیکھاتے بولی تھی۔

لیکن میں آج کے دن بھی تمہیں یہ بری سی پرانی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تو اس کے لیے تو تمہیں اچھے سے تیار ہونا پڑے گا،،، ماہی کی ضد اور آنکھیں دیکھانے پر وہ آنکھیں چھوٹی کرتا مصنوعی بے زاریت سے کہتے ماہی سمیت اپنی بہنوں کو بھی حیران کر گیا تھا۔

میری شکل بری اور پرانی ہے،،، ارتضیٰ کی بات پر وہ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح چلائی تھی کہ نجمعہ بیگم نے نفی میں گردن ہلاتے ارتضیٰ کو چپت لگائی تھی جو ماہی کو لڑاکا ہوتے دیکھ کر شوخی سے مسکرایا تھا۔

میں نہیں تیار ہونگی اب بڑی امی اور نا ہی ریسپیشن میں آؤں گی میں پھر کیسے کریں گے،،، ارتضیٰ کی باتوں پر غصے سے اسے گھورتی ماہی نے تیار ہونے سے منع کیا تھا۔

اگر تم تیار نہیں ہوئی تو ریسپشن کیسے ہو گا ماہی وہ تو تمہارے ہونے سے ہی ہو گا اور جاوید تم لوگوں کے ریسپیشن کے لیے چھٹی لے کر آئے ہیں تم لوگ اب یہ نہیں کرو،،، عین وقت پر ماہی کو غصے میں منع کرتے دیکھ عاشی نے پریشانی سے ماتھا پیٹتے ہوئے اسے دھائی دی تھی۔

کسی اچھی اور نئ شکل والی کے ساتھ ریسپیشن کر لیں گے یہ،،، عاشی کی بات پر وہ جو دونوں ہاتھ کمر پر رکھے کھڑی مسکراتے ہوئے ارتضیٰ کو گھور رہی تھی ہاتھوں کو نچاتے ہوئے بولی تھی۔

ماہی وہ مزاق کر رہا تھا بیٹا،،، نہیں بڑی امی وہ ہنس رہے ہیں،،، تو سمجھو نا کہ مزاق کر رہا ہے،،، ماہی کو حطے سے اکھڑتے دیکھ مہمانوں کے خیال سے اس کے پاس آتی نجمعہ بیگم نے اسے سمجھانا چاہا تھا جب ان کی بات ہر وہ ارتضیٰ کے مسلسل مسکرانے پر معصومیت سے بولی تھی جس پر نجمعہ بیگم بھی ہنسی تھی۔

ہاہاہا،،،، نجمعہ بیگم کی بات سمجھتی ماہی ارتضیٰ کی شرارت سمجھتی شرمندہ ہوئی تھی اور وہی پورے کچن میں ارتضیٰ کا بلند باک قہقہ گونجا تھا۔

آئے ہیٹ یو،،،، بٹ آئے،،،، غصے سے پیر پٹکتی ماہی نے انگشت اٹھاتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ مسکرا کر اس کے غصے سے لال ہوئے خوبصورت چہرے کو دیکھتا ابھی اسے جواب دیتا کہ نجمعہ بیگم کو دیکھ کر چپ ہوا تھا۔

بول دو بیٹا آگے بھی میں جا رہی ہوں،،،، ہم کہیں نہیں جائیں گے بول دیں بھائی،،،، ارتضیٰ کو لفظ منہ میں دباتے دیکھ نجمعہ بیگم مسکرا کر کہتی جانے کے لیے مڑیں تھی جب اس نے اپنی بہنوں کو بھی جانے کا اشارہ کیا تھا جس پر وہ دونوں کندھے اچکاتی اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی۔

پھر بھی میں جان تو جاتا ہوں تیرے دل کی بات
حالانکہ تجھ سے میری بات نہیں ہوتی ہے

کس میں جرات تیرے رخسار مسلسل دیکھے
اتنی پھولوں کی بھی اوقات نہیں ہوتی ہے

بٹ آئے لو یو،،،، اپنی جگہ سے اٹھتا وہ ماہی کے پاس آتا دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا جب تھوڑا سا اس کے کان کے قریب جھکتا وہ نہایت آہستگی سے کہتا وہاں سے جانے کے لیے مڑا تھا جبکہ ماہی ابہیا اور عاشی کی موجودگی سے شرماتی سر جھکا گئی تھی۔

ماہی نہیں جائے گی کہیں ارتضیٰ تم کسی میک اپ آرٹسٹ کو گھر پر ہی بلا لو،،،، ارتضیٰ کو کچن سے نکلتے دیکھ دروازے پر کھڑی نجمعہ بیگم نے اسے پارلر والی کو بلانے کا کہا تھا جس پر وہ نجمعہ بیگم کی موجودگی سے شرمسار ہوتا اثبات سر ہلاتا جلدی میں وہاں سے نکلا تھا۔

واہ بھئی واہ،،،، میں آتی ہوں،،،، ارتضیٰ کے جاتے ہی عاشی اور ابہیا نے ماہی کو چھیڑا تھا جس پر وہ کام کا بہانا بناتی وہاں سے بھاگی تھی۔

اللہ پاک ایسے ہی خوش رکھے ان دونوں کو ہمیشہ،،، آمین یارب العالمین،،،،ماہی کو جاتے دیکھ نجمعہ بیگم نے ان دونوں کی خوشی کی دعا کی تھی جس پر ابہیا اور عاشی نے یک زبان میں آمین کہا تھا۔

****

ہمارا کچھ بھی نہیں دِل کی دھوپ چھاؤں میں

یہ رات، رات تمہاری یہ دن، دن تمہارے

ہو گئی ہیں تیار تو ایکسکیوز می پلیز،،،، بلیک سوٹ کوٹ میں ریسپیشن کے لیے تیار ارتضیٰ خود کو ایک نظر دیکھنے کے لیے کمرے میں آیا تھا جب ڈریسنگ کے آئینے میں نظر آتے ماہی کے خوبصورت عکس کو دیکھ کر وہ تھما تھا جو گرے کلر کام دار پیروں کو چھوتی میکسی کے ساتھ ہیوی جیولری پہنے پروپر برائیڈل میک اپ میں ریسپیشن کے لیے تیار ہوئی ارتضیٰ کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی،،، خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتی ماہی نے بے ساختہ نظر اٹھائی تھی اور وہی نظروں کا تصادم ہوا تھا جہاں محبت کا جہاں آنکھوں میں آباد کیے ارتضیٰ بے اختیار سا اسے ہی دیکھ رہا تھا اور ماہی کا دل بے ضبط دھڑکا تھا جس پر وہ شرم سے لرزتی پلکیں جھکا گئی تھی تب وہ مسکرا کر میک اپ آرٹسٹ کو جانے کا کہتے آگے بڑھا تھا۔

جی،،،، شکریہ ڈور بند کر کے جایئے گا،،،، ارتضیٰ کی بات پر وہ مسکراتی ہوئی روم سے جانے لگی تھی جب وہ پیچھے سے اسے حکم صادر کرتا ہی کی سمت بڑھا تھا۔

اب میں نے اتنا بھی خوبصورت لگنے کے لیے نہیں کہا تھا کہ میرا دل ہی بے ایمان ہو جائے،،،،ماہی کے کندھوں پر ہاتھ رکھتا وہ محبت لوٹاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے گویا ہوا تھا جس پر وہ ناسمجھی سے اپنے پیچھے کھڑے ارتضیٰ کو دیکھنے لگی تھی۔

میرا دل نہیں چاہا رہا باہر کر جاٹائم ویسٹ کرنے کا،،، تھوڑا سا نیچے جھکتا وہ خمار بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا جس پر ماہی کی مہندی سے سجی ٹھنڈی ہتھیلاں پسینے سے گیلی ہوئی تھی ریسپیشن کے لیے ارتضیٰ کی خاص فرمائش پر ماہی کے ہاتھوں پر لگی مہندی کو لاکھ جتن کر کے اتار کر نئی مہندی لگائی گئی تھی۔

ایسا کرتے ہیں سب کو انتظار کرنے دیتے ہم آرام کرتے ہیں،،، معنی خیزی سے مسکراتا وہ ماہی کے رخسار پر لب رکھتا بولا تھا جس پر وہ ارتضیٰ کے اس اچانک عمل پر شرم سے نگاہیں جھکا گئی تھی۔

ارتضیٰ،،، بے ربط ہوتی سانسوں کے درمیان وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی جب وہ اس کے شوکنک پنک لپ اسٹک سے سجے لبوں پر انگلی رکھتا اسے خاموشی کروا گیا تھا۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو اور میں خود پر اپنے جذبات پر ایک ہفتے سے باندھے بند پر سے اختیار کھو رہا ہوں،،، ماہی کے دلکش روپ کو نگاہوں کے حصار میں رکھتا وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔

دیکھ لیا جس نے تمہیں اُس کی بصارت کو سلام
سُن لیا جس نے تمہیں اُس کی خدا خیر کرے

کیا مسئلہ ہے کون ہے،،،، ماہی کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر تا وہ بے اختیار سا جھکا تھا جب دروازے پر ہوتی دستک سے بد مزہ ہو تا وہ دبے دبے غصے میں بولا تھا جس پر مسکرا کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی ماہی نے اپنی ہنسی دبانے کی ناکام سی کوشش تھی۔

میں ہوں یار جاوید،، انکل نے بھیجا ہے بلا رہے ہیں تجھے اور بھابھی کو،،،، جاوید بھائی،،،، ارتضیٰ کی غصے سے بھری آواز پر دروازے کی پار سے جاوید نفی میں گردن ہلاتے مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا جب جاوید کی آواز سن کر پیشانی مسلتا وہ ماہی کو خفگی سے آنکھیں دیکھا تا دروازہ کھول گیا تھا۔

ہم بس آ ہی رہے تھے وہ ماہی کا دوپٹہ سیٹ نہیں تھا،،، ہو گیا یا نہیں،،، نہیں ہوا تو سیٹ کروا دے میں دیکھ لوں گا نیچے،،،، جاوید کے سامنے خجل مٹانے کے غرض سے وہ زبردستی مسکراتا ہوا جھوٹ بولا تھا جس پر ارتضیٰ کے پیچھے تیار کھڑی ماہی کو ایک نظر دیکھتے جاوید نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے آنکھ دباتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں ہو گیا بس چلتے ہیں،،، ٹھیک ہے آ جاؤ،،، جاوید کی شرارت سمجھتا وہ مسکرا کر کہتا ماہی کی طرف مڑا تھا جو شرم سے سر جھکائے کھڑی تھی اور وہی انہیں آنے کا کہتا جاوید واپس چلا گیا تھا۔

ہمارے گھر میں سب کی غلط ٹائیمنگ ہے،،،، ماہی کے طرف ہاتھ بڑھاتا وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا جس پر ماہی نے مسکرا کر اسے دیکھتے اس کے بڑھائے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

آرام سے چلیں گے ماہی اترو آہستہ آہستہ سے،،،، ماہی کی ڈریسنگ اور ہیلز کا خیال کرتا وہ اس کی سیڑھیاں اترنے میں مدد کرتا بولا تھا جس پر وہ فقط گردن ہلا پائی تھی جو ارتضیٰ کو خود کے لیے اتنا احساس اور محبت لوٹاتے دیکھ کر اپنی قسمت پر رشک کناں تھی۔

تو ملا ہے تو مجھے یقین آیا
مجھ پر بھی مہرباں محبت ہے

* * * * * * * * * *

خوبصورت لائیٹس اور سفید گلاب کے پھولوں سے سجا قریشی ویلا کا لان اپنے آپ میں ایک مثال بنا ہوا تھا جو خاندان کے بڑے بیٹے کی شادی کی خوشی میں دلہن کی طرح سجایا گیا تھا ریسپیشن میں آئے سبھی خاندان سمیت

بزنس فرینڈ اور ان کی فیملی فرینڈز جو منتظر نگاہوں سے ارتضیٰ اور ماہی کے لیے خاص پھولوں سے سجا کر بنائی گئی انٹرس پر نظر جمائے ہوئے تھے۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے ارتضیٰ،،،،ان دونوں کے لان میں انٹری کرتے ہی سبھی لائیٹس کا رخ ان دونوں کی جانب کر دیا گیا تھا جب نکاح کے دن سے زیادہ لوگوں کا ہجوم دیکھتی گھبراہٹ کا شکار ہوتی ماہی نے ارتضیٰ کے پکڑے بازوں پر گرفت مضبوط کی تھی۔

سب اپنے ہیں ماہی اور یہ تو خوشی ہے ہماری پھر کیسا ڈر،،،،ماہی کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ پر اپنا نرم گرم احساس دیتا ہاتھ رکھتا وہ تھوڑا سا اس کی طرف جھکتا نرمی سے کہتا سامنے کھڑے سبھی مہمانوں اور کیمرہ مین کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

میرا ہاتھ نہیں چھوڑنا ارتضیٰ،،، کبھی نہیں چھوڑوں گا بے فکر ہو جاؤ،،،کیمرہ مین کی لائٹ سے آنکھیں بند کرتی وہ روہانسی ہوئی تھی جب وہ کیمرہ مین کو روکنے کا اشارہ کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا اسے اپنے بے حد پاس ہونے کا یقین دلا گیا تھا۔

ماشاءاللہ بہت پیاری جوڑی ہے،،،،اللہ پاک سلامت رکھے،،،ارتضیٰ کہ ہمراہی میں چلتی وہ لوگوں کی دعائیں سنتی مسکرائی تھی۔

بہت پیارے لگ رہے ہو ساتھ میں دونوں اللہ پاک میرے بچوں کو نظر بد سے بچائے،،،، اسٹیج پر بیٹھے ارتضیٰ اور ماہی کے پاس آتی نجمعہ بیگم نے ان کی نظر اتاری تھی۔

جو بھی دیکھے حسد سے جل جائے
اپنے پہلو میں یوں بٹھا مجھ کو

سلام بھابھی،،،، مجھے پتا تھا تو کہیں تو لگا ہوا ہے تبھی تو کسی لڑکی کو دیکھتا نہیں تھا اور پوچھنے پر ہمیشہ جھوٹ بولتا تھا ،،،، ویسے بھابھی آپ نے تو بتایا ہو گا یا آپ سے بھی چھپایا ہے اس چھپے رستم نے،،،، باری باری سب مہمانوں سے مبارکباد اور تحائف وصول کرتے ارتضیٰ کو سکون سے ماہی کے پہلو میں بیٹھے مسکراتا دیکھ اس کے سب دوست اسٹیج پر آئے تھے جب ان میں سے ایک نے ارتضیٰ کے مسکرانے پر پاس بیٹھی ماہی کو سلام کرتے ہوئے اس کے پیٹھ پر چت لگاتے ماہی سے پوچھا تھا۔

مجھے بھی شادی کے بعد پتا چلا بھائی،،، ایک نظر اپنی طرف دیکھتے ارتضیٰ کو دیکھ وہ آہستگی سے بولی تھی جس پر ارتضیٰ قہقہ لگاتا ہنسا تھا۔

حد ہے تیری چوری کی،،، اسے ہی نہیں پتا تھا جسے چاہتا تھا،،، ماہی کے منہ سے اتنا بڑا انکشاف سن سب دوست حیرت سے سامنے بیٹھے ارتضیٰ کو دیکھ کر اس کی برداشت کو سلوٹ پیش کرتے بولے تھے۔

السلام وعلیکم ارتضیٰ،،،، دوستوں کے ساتھ باتوں میں مشغول ارتضیٰ اور ماہی کا دھیان نہایت پر سکون آواز کی سمت گیا تھا جو اسٹیج پر کھڑا بغور انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

یہ پولیس والا کیوں آیا ہے ارتضیٰ،،،، سامنے بلیک سوٹ پر وائٹ ویسٹ کوٹ پہنے کھڑے ایس پی صاحب کو دیکھ ماہی ارتضیٰ کے قریب کھسکتی منمنائی تھی۔

وعلیکم السلام شکریہ سر آپ میرے بلانے پر آئے،،،، ماہی کو ریلکیس رہنے کا اشارہ کرتا ارتضیٰ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا گرم جوشی سے ایس پی علیان سے ملا تھا۔

اب آپ نے اتنا اسرار کیا تو آنا تو تھا ہی،،،، مبارک ہو شادی کی اور ولیمے کی بھی،،، ارتضیٰ کے خوشی سے ملنے پر وہ ہاتھ میں پکڑا بکے اس کی سمت بڑھاتا دوستانہ لہجے میں گویا ہوا تھا جس پر ارتضیٰ نے مسکرا کر بکے پکڑا تھا۔

کھانا کھا کر جایئے گا سر،،،، ایس پی صاحب کے ساتھ تصویر لیتے ارتضیٰ نے انہیں جانے سے پہلے کھانے ضرور کھا کر جانے کا کہا تھا جس پر وہ ہلا سا مسکراتے ہوئے اسٹیج سے اترے تھے۔

بھائی اب ہماری بھی باری ہے،،، نہیں پہلے میری،،، اسٹیج سے اترتے ایس پی صاحب کو دیکھتی ابیہا اور مرحا بھاگ کر اسٹیج پر چڑھیں تھی جب بے دھیانی میں چڑھتی مرحا ایس پی علیان سے ٹکرائی تھی۔

سوری،،، آپ چلیں جائیں پہلے،،، نہیں پہلے آپ،،،، سامنے کھڑے شخص کو دیکھ وہ معذرت کرتی نیچے اتری تھی جس معصوم سی مرحا کو دیکھتا ایس پی مسکرا کر سائیڈ ہوا تھا۔

تھینک یو،،، ایس پی صاحب کے ایک کہنے پر ہی وہ اسٹیج پر چڑھتی سرسری سا تھینک یو کہتی ماہی اور ارتضیٰ کے پاس جا بیٹھی تھی جبکہ ایس پی علیان تو شاید تھم گئے تھے اس کی معصوم آواز سن کر۔

ماہی،،، عزیز،،، ربیکا بہت اچھا لگا تم دونوں آئے،،،، اسٹیج پر سب مہمانوں کے فارغ ہونے کا انتظار کرتے عزیز اور ربیکا ماہی اور ارتضیٰ سے ملنے کے لیے آئے تھے جو ماہی کے ساتھ ہوئی باتوں کے بعد اگلے دن ہی چلے گئے تھے مگر ارتضیٰ کی خواہش پر سب رشتے داروں کو پھر اکھٹا کیا تھا اور عزیز کو تو اس نے خاص طور پر مدعو کیا تھا جس پر وہ اور ربیکا خوشی خوشی ان دونوں کی خوشی میں شامل ہوئے تھے۔

مجھے بھی بہت اچھا لگ رہا ہے تمہیں ایسے خوش دیکھ کر ہمیشہ ایسے ہی ارتضیٰ کے ساتھ ہنستی مسکراتی رہنا،،،،ماہی کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ عزیز نے ارتضیٰ کے ہاتھ پر ماہی کا ہاتھ رکھتے دل سے انہیں ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی تھی۔

ماہی سوری،،،،وہ سب باتیں بھول جاؤ ربیکا میں بھی بھول گئی ہوں اور مجھے بھولے ہوئے تو پتا نہیں کتنا ٹائم ہو گیا میں نے اس دن تم سے معافی کوئی ایسے ہی نہیں مانگی تھی بلکہ اس لیے مانگی تھی میں نے غصے میں تمہیں اور عزیز کو بہت کچھ سنا دیا تھا مگر وقت رہتے ارتضیٰ نے مجھے سمجھایا کہ مجھے اپنے غصے پر قابو رکھنا چاہیے ورنہ میں تو غصے میں آج شاید سب رشتے کھو بیٹھی ہوتی جو بھی ہوا جیسے بھی ہوا بہت اچھا ہوا ربیکا تمہاری وجہ سے مجھے ارتضیٰ جیسا چاہنے والا ساتھ دینے والا ہمسفر ملا شکریہ،،،، عزیز کو ارتضیٰ کے ساتھ باتوں میں مصروف دیکھتی ربیکا نے ایک بار پھر اپنے کئے کی معافی مانگنی چاہیے تھی جب ماہی سب گلے شکوے بھلائے اس گلے لگاتی دل سے اس کا شکریہ ادا کرتی مسکرائی تھی یہ تو سچ تھا کہ جب ارتضیٰ کے کہے الفاظ اسے غصے میں بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دے گئے تھے تبھی وہ عزیز اور ربیکا کے جانے سے پہلے ان دونوں سے اپنے رویے کی معاف مانگتی سب بھول گئی تھی

۔

****

کیسا لگ رہا ہے،،،،ریسپیشن سے فارغ ہوتے رات کے دو بج گئے تھے جب تھکن سے چور ہوتی ماہی کو اس کے کمرے میں آرام کے لیے بھیج دیا تھا جس کمرے میں وہ ڈیڑھ ہفتہ پہلے دلہن بن کر آئی تھی آج وہ کمرہ اس کے استقبال کے لیے اس ہی کی طرح کسی خوبصورت دلہن کی طرح سجایا گیا تھا جسے دیکھ کر وہ پل بھر کو شاکڈ ہوئی تھی جب اس کے چہرے پر چھائی بے یقینی دیکھ عاشی اور ابہیا نے شرارت سے پوچھا تھا۔

بہت خوبصورت بہت پیارا لگ رہا ہے،،،،عاشی اور ابہیا سے شرمانے کو وہ سائیڈ کرتی کھوئے کھوئے لہجے میں بولی تھی۔

ہاں بھئی پسند تو آنا ہے ارتضیٰ بھائی نے جو اپنی پسند سے سجوایا ہے،،،،ماہی کے کندھے پر ہاتھ رکھتی عاشی نے شرارت سے کہتے ماہی کو چھیڑا تھا جس پر وہ شرم سے سر جھکا گئی تھی۔

اب یہ شرمانا ورمانا بھائی کے ساتھ کچھ دیر آرام کر لو،،،،ماہی کو شرم سے پانی پانی ہوتے دیکھ وہ اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ملتوی کرتی ابہیا کو چلنے کا اشارہ کرتی اسے آرام کرنے کا کہتی چلیں گئی تھی۔

ایک شخص جو کم کم میسر ہے مجھے
خواہش ہے کہ کسی روز وہ سارا مل جائے

اپنے دوستوں کو ان کے گھر روانہ کرتا وہ اپنے دل کی بڑھتی دھڑکن پر پاگل ہوتا اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے بیڈ سے ٹیک لگائی ماہی کو دیکھتا وہ گھمبیر لہجے میں کہتا بیڈ کی سائیڈ پر آیا تھا کہ کمرے کا ڈور کھولنے کی آواز سن کر سیدھی ہوتی ماہی گھبراہٹ سے ہاتھ مسلتی نظر جھکا گئی تھی۔

افففففف خود سے جلن ہو رہی ہے آج مجھے،،،، ماہی کے مہندی سے سجے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا وہ نہایت آہستگی سے بولا تھا جس پر آنکھوں میں حیرانی لیے ماہی نے اسے ناسمجھی سے دیکھا تھا۔

میں نے تمہیں کھو کر پایا ہے ماہی اور اب زندگی میں تمہیں کھونے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا پر آج تمہیں ایسے اپنے لیے سجے دیکھ کر پتا نہیں کیوں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے اتنی خوشی ہے کہ ہینڈل نہیں کر پا رہا ہوں سمجھ نہیں آ رہا کیسے سنبھالوں خود کو کہیں کچھ ہو نا جائے مجھے،،،، ارتضیٰ،،، ماہی کے ہاتھوں کی ہتھیلی پر لکھے اپنے نام پر وہ جھک کر لب رکھتا گہرے سانس بھرتے ہوئے بولا تھا جس پر پریشان ہوتی ماہی نے آگے بڑھتے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے چپ کروا دیا تھا۔

تم کچھ ہونے دو گی کیا،،،، نہیں کبھی بھی نہیں،،، ماہی کا اپنے ہونٹوں پر رکھا تھا وہ اپنی آنکھوں سے لگاتا محبت پاش لہجے میں گویا ہوا تھا جس پر وہ نم آنکھوں سے نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

بہت غلط کیا ہے میں نے تمہارے ساتھ اپنے اندر کی آگ میں تمہیں بھی جلاتا رہا ہوں بہت تکلیف دی ہے نا تمہیں مگر قسم کھا کر کہتے ہوں اگر تمہیں تکلیف دی ہے نا تو خوش میں بھی نہیں رہا،،،،ماہی کی آنکھ سے نکلا آنسو نرمی سے پہنچتا وہ ماہی کو خود کے قریب کر گیا تھا جس اس کے سینے پر سر رکھتی ماہی نے آنکھیں بند کی تھی۔

تمہیں کھونے کا ڈر مجھے پل پل پاگل کرتا رہا ہے اور آج تمہیں اپنی دسترس میں دیکھ کر میں اپنے رب کا شکر گزار ہوں اور میں تمہارے ساتھ مل کر شکرانہ ادا کرنا چاہتا ہوں ماہی،،،،ماہی کو اپنے روبرو کرتا وہ نم لہجے میں کہتا اس کی اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا تھا جس پر وہ مسکرا کر ہامی بھرتی اس کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔

یا اللہ جو بھی غلطی ہوئی ہے اس کے لیے میں معافی کا طلبگار ہوں اور جو مجھ پر یہ خاص کرم کیا ہے کہ میری محبت مجھ پر اپنی رحمت کی طرح برسائی ہے اس کے لیے میں بہت شکر گزار ہوں تیرا مجھے اپنے اس رشتے اور محبت کو پورے دل سے اچھی نیت سے نبھانے کی توفیق عطا فرما آمین،،،، شکرانے کے نوافل ادا کرتے ارتضیٰ نے بلند آواز دعا مانگی تھی جسے اپنی خوش قسمتی پر اب تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ آج اس کی محبت اس کے رنگ میں رنگی صرف اس کی تھی۔

ماہی میں نے کچھ لکھا ہے تمہارے لیے کہو تو سناؤ،،،ہاں،،،ماہی کا ہاتھ پکڑتا وہ اپنے کمرے کی بند کھڑکی کھولتا ماہی کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا جہاں آسمان پر پورے تاب سے جگمگاتا ہوا چاند ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر مسکرایا تھا۔

مجھے چھوڑ کے تم جانا نہیں
ترے بن ہمیں اب جینا نہیں
یہ ساری حیاتی بسر کیسے ہو گی
بنا تیرے سنگ یہ بتانا نہیں

اے عشق یوں نہ ستانا ابھی
یہ جو دوریاں ہیں مٹانا ابھی

اپنی کوٹ کے پاکٹ سے پیچ نکلتا وہ ماہی کو اپنی نگاہوں کے حصار میں رکھتا پڑھنا شروع ہوا تھا۔

نہیں مل رہا ہے صلہ پیار کا
کریں تو کریں کیوں گلہ پیار کا
اگرچہ تمہیں چاہا ہے دل سے
سنبھل کیسے جائے گا جلا پیار کا

اے عشق یوں نہ ستانا ابھی

یہ جو دوریاں ہیں مٹانا ابھی

ماہی کو اپنے قریب کھنچتا وہ شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا جبکہ ماہی اس کی شاعری اور سحر زدہ آواز میں کھوئی ہوئی تھی۔

ہماری خطائیں ابھی معاف کرنا
عشق میں ہمیں اپنا آپ کرنا
جو تجھ سے جدا میں کبھی رہوں
تو بہتر ہے جینے سے میں مر جاؤ

اے عشق یوں نہ ستانا ابھی
یہ جو دوریاں ہیں مٹانا ابھی

پھر وہی بات کر رہے ہیں ارتضیٰ،،، یار صرف شاعری ہے یہ،،، سکون سے آنکھیں موندے وہ ارتضیٰ کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی جب ایک بار پھر مرنے کے ذکر پر وہ سرخ ہوتی آنکھوں میں خفگی لیے بولی تھی۔

روا ظلم رکھ کے مناتے ہیں یہ

جدائی کے چرکے لگاتے ہیں یہ
عجب کھیل برپا کیے ہیں یہاں
ہنساتے بھی ہیں اور رلاتے بھی ہیں

اے عشق یوں نہ ستانا ابھی
یہ جو دوریاں ہیں مٹانا ابھی

یہ جدائی تو اب کبھی نہیں ہو گی،،،ارتضیٰ کے شرٹ کے بٹن سے کھیلتی وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی تھی جو ماہی کو اپنے اتنے قریب محسوس کرتا دم سادھے اس میں کھویا ہوا تھا۔
میں نے کبھی سوچا نہیں تھا ارتضیٰ کہ مجھے آپ سے محبت ہو گی مگر ہو گئی،،،،ارتضیٰ کے گلے میں ہاتھ ڈالتی وہ مسکرائی تھی۔
پھر اب کیا کیا جائے،،،ماہی کے کمر کے گرد بازوں کا حصار قائم کرتا وہ اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا پوچھ رہا تھا۔
اب آپ کو اس محبت کا مان رکھنا ہو گا،،،،میری کچھ شرائط ہیں وہ پوری کرنی ہو نگی،،،،شرائط،،،،ارتضیٰ کے پوچھنے پر وہ اٹھلاتی ہوئی بولی تھی جبکہ اس کہ شرائط کہنے پر وہ حیرت سے دیکھتے ہوئے آئی بروریز کر گیا تھا۔
ہاں شرائط،،،،ارتضیٰ کو حیرانگی سے اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ گردن اکڑاتی بولی تھی جبکہ اس کی ہر ادا پر نثار ہوتا ارتضیٰ مسکرایا تھا۔

کیا ہے شرائط جلدی بتاؤ،،،ماہی کی پیشانی پر لگی ماتھا پیٹتی سے چھڑ چھاڑ کرتا بولا تھا۔

پہلی شرط،،،یہ ہے کہ آپ ہر بات میں میرا ہمیشہ ساتھ دیں گے،،،دیا ہر بات میں تمہارا ساتھ وعدہ ہے یہ ارتضیٰ قریشی کا،،،اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر گنتی ماہی نے اپنی پہلی شرط اس کے سامنے رکھی تھی جس پر وہ بغیر سوچے سمجھے ہاں کرتا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا اسے وعدہ دے گیا تھا۔

دوسری شرط مجھے شاپنگ کروایں گے مجھے ہر روز نہیں کبھی کبھی ڈنر پر لے کر جائیں گے،،،شاپنگ اگر میں نہیں بھی کرواؤں گا تو وہ تو تم کر کے ہی رہو گی چلو مان لی یہ بھی،،،ارتضیٰ وخوشی خوشی مانتے دیکھ وہ اپنی دوسری شرط رکھتی مسکرائی تھی جس پر ارتضیٰ اس کی بات پر کندھے اچکاتی بے بسی سے بولا تھا۔

آپ کبھی مجھ پر غصہ نہیں کریں گے چلائیں گے بھی نہیں اور ہاتھ تو بلکل بھی نہیں اٹھائیں گے،،،میں وعدہ کرتا ہوں کبھی غصہ آیا تو کمرے میں موجود سب سامان توڑ دوں گا مگر تم پر ہاتھ اٹھانے کی غلطی میں کبھی زندگی میں نہیں دھراوں گا،،،ارتضیٰ کے سامنے وہ اپنی تیسری شرط رکھتی تھوڑی اداس ہوئی تھی جب وہ محبت سے کہتا اسے کی پیشانی پر لب رکھتا کبھی زندگی میں وہ غلطی نا دھرانے کا وعدہ کر گیا تھا جس پر وہ پر سکون سی مسکرائی تھی۔

ایک اور شرط،،،اب کتنی شرط رکھو گی یار کیوں وقت ضائع کر رہی ہو،،،ماہی کے ابھی ایک اور شرط رکھنے پر وہ اس کا ہاتھ گرفت میں لیتا اسے بیڈ کی طرف لے جاتے گویا ہوا تھا۔

ایک آخری شرط ارتضیٰ،،،اچھا کہوں پر یہ آخری ہی ہونی چاہیے،،،وہ بچوں کی طرح ضد کرتی بولی تھی جس پر وہ بے چارگی سے اسے دیکھتا پوچھ گیا تھا۔

مجھے دیر تک سونے دیں گے آپ،،،، پہلے سو تو لو پھر بات کریں گے،،،، ارتضیٰ کے سامنے اپنی آخری شرط رکھتی وہ منمنائی تھی جب اس کی شرط سنتا وہ معنی خیزی سے کہتا اسے گود میں اٹھاتے مسکرایا تھا۔

عمروں کے سلسلوں کے ہر بدلتے موسم نے
تیرے اور میرے عشق میں نکھار پیدا کیا ہے

محبت ارتضیٰ اور ماہی دونوں پر مہربان ہوئی تھی اور دونوں ہی اس کی وقت پر قدر کرتے اپنی باہیں پھیلاتے خوشیوں کو خوش آمدید کہتے اپنی زندگی کی ہر مشکل کو ساتھ مل کر ختم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

ختم شد۔

For more visit (exponovels.com)

For more visit (exponovels.com)